جلالۃ العلم، حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات و خدمات اور محاسن و کمالات سے متعلق علما، ومشائخ اور دانش ورانِ ملت کے تاثرات و اعترافات

حافظِ ملت

اربابِ علم و دانش کی نظر میں

ترتیب و تدوین
محمد طفیل احمد مصباحی
سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

ناشر
تنظیم ابنائے اشرفیہ
مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلالۃ العلم، حافظِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ
سے متعلق علمائے کرام، مشائخ عظام اور اربابِ فکر و قلم کے گراں قدر تاثرات کا مجموعہ

حافظِ ملت

اربابِ علم و دانش کی نظر میں

محمد طفیل احمد مصباحی
سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

ناشر: تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) انڈیا

نام کتاب: **حافظ ملت: اربابِ علم ودانش کی نظر میں**
ترتیب وتدوین: **محمد طفیل احمد مصباحی**
صفحات: ۱۳۶
قیمت: ۸۰/ روپے
تعداد: ۱۱۰۰
کمپوزنگ: پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور، اعظم گڑھ
Mob:-09235647041
طباعت واشاعت: مارچ ۲۰۱۶ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ
ناشر: تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

کتاب ملنے کے پتے:

(۱)- محمد طفیل احمد مصباحی، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۲)- المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۳)- نوری کتاب گھر، جامعہ اشرفیہ کے سامنے، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۴)- مکتبہ حافظ ملت، انصاری مارکیٹ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۵)- حق اکیڈمی، نزد نگر پالیکا، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۶)- مکتبہ باغِ فردوس، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

نوٹ: کتاب حاصل کرنے کے لیے دیئے گئے نمبر پر رابطہ کریں:
8416960925

مشمولات ومضامین

دعائیہ کلمات

عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ **عبدالحفیظ** صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
سربراہِ اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

جلالۃ العلم، استاذ العلما، حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ ایک بلند پایہ عالمِ دین، بافیض مدرّس، خدارسیدہ بزرگ، کامیاب مصلح و مبلغ اور ہزاروں کی تعداد میں علما و فقہا کی جماعت تیار کرنے والے اس مرد قلندر کو دنیائے اہلِ سنت بہت قریب سے جانتی ہے۔ آپ کی حیات و خدمات نے پورے عہد کو متاثر کیا۔ آپ کے خوابوں کی حسین تعبیر جامعہ اشرفیہ مبارک پور آج پوری دنیا میں حافظ ملت کا دینی و علمی اور روحانی فیضان تقسیم کر رہا ہے۔ مصباحی برادران ملک و بیرون ملک دین و دانش کی گراں قدر خدمات انجام دے کر فرمان حافظ ملت ”زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام“ کا عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

زیرِ نظر کتاب **”حافظ ملت: اربابِ علم و دانش کی نظر میں“** عزیز القدر مولوی محمد طفیل احمد مصباحی سلمہ القوی، نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی) کی تالیف ہے اور ”عزیزیات“ کے باب میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے۔

اس میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات اور محاسن و کمالات سے متعلق تقریباً دو سو علمائے کرام، مشائخ عظام، اربابِ قلم اور صاحبانِ فکر و دانش کے گراں قدر ”تاثرات“ یکجا کیے گئے ہیں۔ اس سے قبل ”مناقبِ حافظِ ملت مع ترانۂ اشرفیہ“ بھی ترتیب دے چکے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس خدمت کو قبول فرمائے اور عزیزم طفیل احمد سلمہ کے علم و عمل اور عمر و اقبال میں برکت دے آمین۔

عبدالحفیظ عفی عنہ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارکپور
۲۵؍ ربیع الآخر ۱۴۴۳ھ

عرضِ مؤلف

از: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ، خادم ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

جلالۃ العلم، استاذ العلما، حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی: ۳۱؍ مئی ۱۹۷۶ء) کی تقدس مآب شخصیت مجموعۂ محاسن وکمالات تھی۔ علم وعمل، فکر وفن، اخلاص وعزیمت، تقویٰ وطہارت، ولایت وکرامت، تدبر وبصیرت اور سیادت وقیادت کی لازوال قوتوں کے ساتھ جب یہ مردِ مجاہد میدانِ عمل میں قدم رکھتا ہے تو زمانے کی بے ہنگم رفتار اور وقت کی غلط پرواز کا رُخ موڑ دیتا ہے۔ دنیا آپ کے کارناموں کو دیکھ کر حیرت واستعجاب میں پڑ جاتی ہے اور عوام وخواص آپ کی بارگاہِ ناز میں منظوم ومنثور خراجِ عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ عہد ساز اور انقلاب آفریں جیسے باوقار خطاب کے آپ بجا طور پر مستحق ہیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے تعلق سے "تاثرات واعترافات" کا سلسلہ آپ کی حیاتِ مبارکہ سے لے کر آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ترا خاورِ درخشاں رہے تا ابد فروزاں
تری صبحِ نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

راقم الحروف ۲؍ سال قبل اپریل ۲۰۱۳ء میں ایک کتاب "مناقبِ حافظِ ملت مع ترانۂ اشرفیہ" کے نام سے قارئین کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "**حافظ ملت: اربابِ علم ودانش کی نظر میں**" عزیزیات کے حوالے سے بندۂ ناچیز کی دوسری کاوش ہے،

جس میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حوالے علمائے کرام، مشائخِ عظام، اربابِ سیاست و صحافت اور اصحابِ فکر و دانش کے تقریباً دو سو (۲۰۰) تاثرات یکجا کیے گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے اصل ماخذ ہیں:

(۱)- حافظِ ملت نمبر (۲)- حیاتِ حافظِ ملت (۳)- ماہ نامہ اشرفیہ کی ۳۰؍ سالہ قدیم فائلیں (۴) انوارِ حافظِ ملت نمبر (۵) حافظِ ملت (۶) معارفِ حافظِ ملت (۷) مختصر سوانح حافظ ملت وغیرہ۔

تاثرات کے انتخاب و ترتیب اور درجہ بندی میں فرقِ مراتب کا حتی الامکان خیال رکھا گیا ہے۔ تاہم کچھ بڑے حضرات کے اسماء و تاثرات کی درجہ بندی میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ اس کے لیے ہم معذرت خواں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو حضور حافظِ ملت کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور مادرِ علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) کی تعمیر و ترقی کے سورج کو ہمیشہ نصف النہار پر باقی رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیة والتسلیم.

دعاؤں کا طالب:

محمد طفیل احمد مصباحی

خادم ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

۷؍ فروری ۲۰۱۶ء

حافظ ملت

اربابِ علم ودانش کی نظر میں

سرکارکلاں حضرت مولانا سید مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

مولانا (حافظ ملت) مخلص، ایثار پسند، ہمدرد تھے۔ ان کی خوبیاں تحریر سے باہر ہیں۔[1]

صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ

زندگی میں دو ہی باذوق پڑھنے والے ملے۔ ایک مولوی سردار احمد (یعنی محدث اعظم پاکستان) اور دوسرے حافظ عبد العزیز (یعنی حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز)۔[2]

برہان ملت حضرت علّامہ برہان الحق قادری، جبل پوری قدس سرہ

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی رحلت عالَمِ علم، عالَمِ سنّیت اور عالَمِ درسِ حدیث وحکمت کی موت ہے۔ موت العالِم موت العالَم۔

ایسے مرجعِ عالَم، مقبول عالم، منبع علم وکمال، افضل العلما، استاذ العلما کی موت، موت نہیں۔ حیات ابدی اور دار فنا سے دار بقا کی طرف ارتحال ہے.................. حافظ ملت کی ذات دنیائے درس وتدریس وعلم وحکمت کے لیے نعمت عظمیٰ تھی۔[3]

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۷۔

(۲) فیضان حافظ ملت، ص:۲۸، مکتبۃ المدینہ، دہلی۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۱۹۷۷ء، مبارک پور۔

حضور برہان ملت علیہ الرحمہ نے ماہ نامہ اشرفیہ کے "حافظ ملت نمبر" کے لیے اپنے قلبی تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا، جن سے حافظ ملت علیہ الرحمہ اور جامعہ اشرفیہ کے تعلق سے آپ کی نیک خواہشات کا اندازہ ہوتا ہے۔ نیز آپ نے حضور حافظ ملت کے وصال کے موقع پر قطعۂ تاریخ وفات بھی تحریر فرمایا ہے۔

عزیز العلما، نبیل الفضلا، حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یادگار اور ان کے ذکر خیر کے حامل ان کے علمی اور عملی شاہ کار اولاً تو ان کے شاگرد اور تلامذہ ہیں، جن کے ذہن اور قلوب، ظاہر وباطن حافظ ملت کی تعلیمات اور ان کے ارشادات وہدایات کا مظہر ہیں۔

دوسرا وہ مرکز علم، معدنِ علم، منبع علم ہے جو بصورت عمارت عظیمہ دار العلوم (اشرفیہ) قائم ہے۔ جسے حال کے محاورے میں یونیورسیٹی کہا جاتا ہے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا صدقۂ جاریہ دار العلوم اشرفیہ دیدہ زیب اور دلکش تعمیر ہے۔ (۱)

محدث اعظم ہند حضرت علّامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ

آج ۱۰/ شعبان ۱۳۶۹ھ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے درجۂ اعلیٰ کے ان طلبہ کا امتحان لیا گیا، جو تفسیر وحدیث کی آخری تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ صحیح عبارت خوانی اور صحیح ترجمہ اور صحیح مطلب بتانے میں طلبہ نے بے حد خوش کیا۔ اور ان مقامات کا سوال کیا گیا جس کو پہلے سے متعیّن نہیں کیا گیا تھا۔ کتاب سے باہر کی باتیں امتحان ذکاوت کے لیے پوچھی گئیں۔ اور یہ نہ گھبرائے اور سوال کا جواب مدرسانہ انداز میں دیتے رہے اور اس تجربہ کی بنیاد پر جو ملک کے مدارس عربیہ کا رکھتا ہوں۔ اور جابجا امتحان کی خدمت مجھ سے لی جاتی ہے۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے کہتا ہوں کہ اس مدرسہ کے کمزور طالب علم کا درجہ دوسرے مدارس کے قابل فخر طلبہ سے بڑھا ہوا پایا۔ یہ مدرسین کرام (حافظ ملت و دیگر اساتذۂ اشرفیہ) کی انتھک کوششوں اور معاونین کی پاک نیتوں کا ثمرہ ہے۔ (۲)

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ابتدائیہ۔

(۲) اشرفیہ کا ماضی اور حال، ص: ۴۷۔

حضرت علامہ محمد شریف مصطفیٰ آبادی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا محمد شریف مصطفیٰ آبادی معقولات و منقولات میں بڑی دست گاہ رکھتے تھے۔ الافاضۃ القدسیۃ اور معقولات میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رام پوری علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ آپ اپنے ۱۹۴۸ء کے ایک معائنہ میں رقم طراز ہیں:

"میں نے عرصہ ہوا، اس مدرسہ کا معائنہ کیا تھا۔ اس وقت اس کی ابتدائی حالت تھی، موجودہ صدر مدرس (حافظ ملت) جب سے تشریف لائے مدرسہ نے بہت ترقی کی ہے۔ اور دار العلوم کی شکل اختیار کرلی ہے۔ جملہ اساتذہ اپنے فرائض کو نہایت محنت سے انجام دیتے ہیں۔"[1]

حضرت علامہ فضل حق رام پوری علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ فضل حق رام پوری نے اجمیر میں حافظ ملت کا امتحان لیا، پہلی ہی کتاب میں بہت سے داخلی اور خارجی سوالات کیے اور جوابات سے مطمئن ہو کر کتاب بند کرکے ارشاد فرمایا:

"اب ہم ان کی کسی کتاب کا امتحان نہیں لیں گے، ان کی قابلیت درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔"[2]

حضرت مولانا عبد العزیز خاں فتح پوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا عبد العزیز خاں فتح پوری حافظ ملت کے ابتدائی کتابوں کے استاذ ہیں۔ لکھتے ہیں:

"(حافظ ملت) مرادآباد پہنچ کر جامعہ نعیمیہ میں داخل ہو کر روز و شب پڑھنے میں مشغول ہوئے اور یوماً فیوماً ترقی کرنے لگے۔ پھر حافظ ملت اور ان کے ساتھیوں نے مرادآباد سے اجمیر شریف کا قصد کیا، میری رائے اور اجازت سے جامعہ نعیمیہ سے رخصت ہو کر اجمیر شریف پہنچے اور وہاں تحصیل علوم میں جب تک رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چاہا مشغول رہے۔ بالآخر اسی کے فضل

(۱) مختصر سوانح حافظ ملت، ص:۷۹، ۸۰۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۲۳۳۔

وکرم سے عالمِ باعمل، فاضل بے بدل ہوئے۔"[1]

مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

جب حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیِ اعظم ہند تک پہنچی تو آپ کا چاند سا چمکتا ہوا نورانی چہرہ ماند پڑ گیا اور تیرہ نصیبوں کی تقدیر سنوارنے والی چشمِ کرم سے آنسوؤں کی دھار پھوٹ نکلی۔ سرکار بلک بلک کر رو رہے تھے۔ خدمت اقدس میں حاضر خدام کے دل اس منظر سے پاش پاش ہو رہے تھے۔ کافی دیر آنسوؤں کے موتی لٹانے کے بعد حضرت حالت اضطراب سے عالم سکون میں آئے تو دیر تک حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی پیاری پیاری باتیں کرتے رہے۔ ان کی جلالت علمی، زہد و تقویٰ اور تقدس و بزرگی کے گن گاتے رہے اور اخیر میں فرمایا:

"اس دنیا سے جو لوگ چلے جاتے ہیں، ان کی جگہ خالی رہتی ہے۔ خصوصاً مولوی عبد العزیز علیہ الرحمۃ (حافظ ملت) جیسے جلیل القدر عالم، مردِ مومن، مجاہد، عظیم المرتبت شخصیت اور ولی کی جگہ پُر ہونا تو بہت مشکل ہے۔ یہ خلا پُر نہیں ہو سکتا۔"[2]

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے معائنے میں حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ، حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے تعلق سے اپنے گراں قدر تاثرات کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

"یہ ساری برکات (جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی) میرے گمان میں اسی (حافظ ملت) وجود مسعود کی ہیں۔ یہ ساری بہار اسی کے دم سے ہے۔ اسی کے فیض قدم سے ہے، یہ روشنی اسی کے جلوے کی ہے۔ اسی کے خلوص، اسی کے اخلاق، اسی کے انتخاب نے اچھے قابل مدرسین طلبہ کو جمع کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ اسے اور مدرسہ کو نظر بد سے بچائے رکھے۔" آمین۔[3]

دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور کو ایک عظیم یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کی نیک کوشش کا میں خیر مقدم کرتا ہوں اور حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۹۰۔
(۲) حافظ ملت افکار اور کارنامے، ص:۳۵۔
(۳) اشرفیہ کا ماضی اور حال، ص:۰۷۔

مولا تعالیٰ انھیں اپنے عظیم مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ اور حضرات اہلِ سنت کو توفیق بخشے کہ وہ اشرفیہ یونیورسٹی کی تعمیر میں حصہ لے کر دین کی ایک اہم اور بنیادی ضرورت پوری فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (۱)

احسن العلما حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر میاں برکاتی قدس سرہ

حافظ ملت ایسی ذات گرامی کا نام ہے جس کے ادنیٰ خوشہ چیں حکمت و دانش اور علم و معرفت کی چلتی پھرتی یونیورسٹیاں ہیں۔ کچھ لکھنا گویا امتحان دینا ہے۔

یاد آئی ۱۹۴۳ء کی وہ صبح جب مارہرہ کی برکاتی خانقاہ میں حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ پہلی بار حافظ ملت (علیہ الرحمۃ) کی زیارت ہوئی تھی اور آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما کی کانپور میں کانفرنس منعقدہ نومبر ۱۹۶۳ء میں پہلی بار اور "یوم شہید اعظم" ۱۹۷۱ء ممبئی میں دوسری بار ان کا مبارک بیان سننے کا موقع ملا۔ آخری بیان میں نے وہ سنا کہ دارالعلوم برکاتیہ گھہر ضلع بستی کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر اپریل ۱۹۷۶ء میں فرمایا تھا۔

حافظِ ملت نے ان تمام مواعظ حسنہ میں علم وحکمت کے موتی پروئے تھے۔ انداز گفتگو میں نوجوانوں کی سی گھن گرج تھی۔ جو بات منہ سے نکلتی ایک میخ سی گڑ جاتی۔ علم و حکمت کا یہ درخشندہ آفتاب جس کی ضیا باری سے اقطار ہند و بیرون ہند منور، جس کی "شعائیں" دور دور تک بکھری ہوئی ہیں، جو یقیناً کھانے کے دستر خوان سے لے کر محراب و منبر اور مسند درس و افتا سے تخت مشیخت تک حافظ ملت تھے۔ (۲)

سید العلما حضرت مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں برکاتی قدس سرہ

حضور احسن العلما سید شاہ مصطفیٰ حیدر میاں برکاتی مارہروی قدس سرہ کے علاوہ سید

(۱) حافظ ملت: افکار اور کارنامے، ص:۳۵۔

(۲) سیدین نمبر، ص:۵۸-۵۹، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔

العلما حضرت علامہ سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں برکاتی مارہروی قدس سرہ، حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ اور ان کے ادارہ "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارک پور کے بڑے مداح اور خیر خواہ تھے۔ اپنے مریدین اور متوسلین میں جامعہ اشرفیہ کا بڑے موثر انداز میں تعارف فرماتے تھے۔ بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی علمی فضاؤں میں مشائخ مارہرہ مطہرہ کی دعائیں اور نیک تمنائیں ابر کرم بن کر چھائی ہوئی ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور سید العلما کا یہ حوصلہ افزا ارشاد آج بھی تاریخ اشرفیہ کا یادگار عنوان ہے۔

حافظ ملت کو یقین واعتماد رکھنا چاہیے کہ اس کام (جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و توسیع) میں نہ صرف میں (سید العلما) بلکہ پورا خانوادۂ برکاتیہ شریک اور ان کا معاون و مددگار ہے۔ اس مشن کے لیے میں اپنے تمام اہل سلسلہ کو حافظ ملت کے آگے جھکا دوں گا۔ (۱)

حضرت سید آل رسول حسنین برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ

حافظ ملت نحیف الجثہ، مگر بڑے قوی الایمان تھے۔ (۲)

امین شریعت حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین قدس سرہ

حافظ ملت نے اپنی زندگی کو مجاہد و متحرک اسلاف کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلا کر اور نمایاں خدمات انجام دے کر مسلمانوں کو موجودہ دور میں دینی خدمت کا جو اسلوب (طریقہ) عطا کیا ہے، وہ قابل تحسین اور قابل تقلید ہے۔ (۳)

اجمل العلما حضرت علامہ شاہ اجمل مراد آبادی علیہ الرحمۃ

"صدر المدرسین، بدر المعلمین، فاضل جلیل، عالم نبیل، جامع معقول و منقول، حاوی

(۱) سیدین نمبر، ص: ۵۷، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۷۔
(۳) فیضان حافظ ملت، ص: ۲۸، مکتبۃ المدینہ، دہلی۔

فروع واصول حضرت مولانا مولوی حافظ عبد العزیز صاحب دام فیوضہ قابل صد تحسین ہیں۔ یہ ساری بہار (جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کی) انھیں کے دم قدم کا صدقہ ہے۔ اور اس چمن مصطفوی کی بہار انھیں کی ذات پر موقوف ہے۔"[۱]

محدّثِ اعظم پاکستان علّامہ سردار احمد گورداس پوری علیہ الرحمۃ

(جامعہ اشرفیہ کی تعمیر و ترقّی) محبّ محترم عالی درجت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت مولانا مولوی صوفی حافظ عبد العزیز (حافظ ملت) صاحب قبلہ کے فیوض وبرکات کا اثر ہے۔[۲]

جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ سلیمان اشرفی بھاگلپوری علیہ الرحمۃ

(الف) حضرت حافظ ملت محنت کرنے والے ساتھی تھے۔ عمر بھر دینی خدمات میں اوقات گذارا۔ تقوی وطہارت بھی مکمل تھی۔[۳]

(ب) حافظ ملت نے اپنی سعی بلیغ وخدمات دین کی قوت لے کر اس عمر میں ایک یونیورسٹی (جامعہ اشرفیہ) کی بنیاد رکھی اور قریب تکمیل کو پہنچا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (آپ کے وصال سے) صدمہ ایسا ہوا کہ احاطۂ بیاں سے خارج ہے۔ دنیائے سنیت میں بڑا خلا پیدا ہو گیا۔[۴]

شمس العلما حضرت علّامہ قاضی شمس الدین جون پوری علیہ الرحمۃ

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے انتقال پُر ملال کی خبر جانکاہ اور روح فرسا سے جس قدر صدمہ ہوا، وہ قابل بیان نہیں۔[۵]

---

(۱) اشرفیہ کا ماضی اور حال، ص:۴۷۔
(۲) ماہ نامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۸ء، ص:۲۹۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۲۷، المجمع الاسلامی، مبارک پور
(۴) ماہنامہ اشرفیہ، ۱۹۷۶ء۔
(۵) ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، ستمبر ۱۹۷۶ء۔

حضرت سید شاہ آل حسن برکاتی مارہروی قدس سرہ

حافظ ملت علم و عمل کا ایک پہاڑ ہے، جن کے نورانی چہرہ سے علم کی جلالت اور تقویٰ و پرہیز گاری ٹپکتی تھی۔ ہم سب کو ان کی ذات بابرکات پر بڑا فخر تھا۔[۱]

حضرت مفتی رجب علی نان پاروی علیہ الرحمۃ

(الف) حافظ ملت کی ذات گرامی دنیائے سنیت کے لیے منارۂ رشد وہدایت اور نمونۂ عمل تھی۔[۲]

(ب) حافظ ملت کی ذات گرامی دنیائے سنیت کے لیے کردار واعمال کا سنگ میل ہے۔

(ج) آج ہزارہا علما آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے تمام عمر دین وسنیت کی خدمت کی اور اشاعتِ علمِ دین میں زندگی گزاری۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ "الجامعۃ الاشرفیہ" عربی یونیورسٹی کا قیام ہے۔[۳]

حضرت علامہ سید ظہیر الدین زیدی علیہ الرحمۃ

(الف) حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی تقریباً ۵۰؍ سالہ جد وجہد نے گمنام وناقابل ذکر مبارک پور کو ایک مشہور وعظیم مرکز علم میں تبدیل کر دیا۔ یہاں سے بلند ہونے والی اس درویش کی آوازِ حق اب افریقہ، یورپ اور ایشا کے ریگستانوں اور مرغزاروں میں سنی جا سکتی ہے۔[۴]

(ب) صاحب صدق وصفا وحامی دین مصطفیٰ علیہ الوف التحیۃ والثنا حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)، بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو صاحب فضل وکمال بنایا تھا۔ آپ نہایت درجہ متبع شریعت تھے۔

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۷۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۸۔

(۳) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۸۔

(۴) حافظ ملت نمبر، ص: ۱۰۳۔

اخلاص و احسان اور تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ عزم و استقلال اور توکل و قناعت کی عظیم دولت سے آپ سرفراز کیے گئے۔ جن مشکل حالات میں آپ نے دین حق کی خدمت انجام دی وہ ہم سب کے لیے نمونۂ تقلید ہے۔ (۱)

حضرت مولانا شاہ سراج الہدیٰ قادری گیاوی علیہ الرحمہ

ایک بے آب و گیاہ ویرانہ، تاحد نظر علوم و معارف کے شاداب گلشن میں یوں ہی نہیں تبدیل ہو گیا ہے بلکہ اس کے مسکراتے ہوئے لالہ زاروں اور مہکتے ہوئے غنچوں کے پیچھے جہاں حافظ ملت کے پسینے کی خوشبو اور ان کے خون جگر کی سرخی کار فرما ہے، وہیں ان کا بے مثال ایثار و اخلاص، ناقابل تسخیر عزم و استقلال اور قلوب کو پگھلا دینے والا ان کا زہد و تقویٰ اور سفر و حضر میں، خلوت میں، جلوت میں، اندھیرے میں، اجالے میں، دیس میں، پردیس میں، صحرا میں، آبادی میں، ملکوتیوں کی طرح ان کے کردار کا تقدس مبارک پور کی عظیم تاریخ کا نقطۂ اول بھی ہے اور حرف آخر بھی۔ (۲)

فخر الاماثل حضرت مولانا کاظم علی عزیزی بستوی علیہ الرحمہ

(الف) حافظ ملت علیہ الرحمہ وقت کے امام بخاری تھے۔ (۳)

(ب) حافظ ملت بڑے ہی بلند اخلاق اور عالی ظرف انسان تھے۔

(ج) انھوں (حافظ ملت) نے الجامعۃ الاشرفیہ (اس کے وسیع تر مفہوم کے ساتھ) کے ذریعہ ایک ایسا عالمگیر مذہبی انقلاب برپا کرنے کا تصور سامنے رکھا، جو دینی تعلیم کو آج کی دنیاوی ضروریات سے بھی ہم آہنگ کر دے۔

دار العلوم اشرفیہ کی جدید تعمیر کا کام مکمل کرنے کے بعد حضور حافظ ملت نے اس دینی درس گاہ و دانش گاہ کے تقاضے کو یوں پورا فرمایا کہ وہاں سے وقت کے جلیل القدر علما، فضلا،

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۰۲۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۱۰۹۔
(۳) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۹۔

مفتیان، مفسرین، محدثین، مفکرین، مدبرین اور دانشور فوج در فوج نکل کر پورے ایشا، یورپ اور افریقہ کے آفاق پر چھا گئے۔ (۱)

حضرت مولانا مجتبیٰ اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ

حافظ ملت کسی شخص واحد کا نہیں، بلکہ ایک زندہ جاوید تحریک کا نام ہے۔ (۲)

حضرت مولانا سید مثنیٰ انور کچھوچھوی علیہ الرحمہ

(الف) حافظ ملت ایک عظیم عالم، ایک پاک طینت شخص اور دینی تعلیم کے روح رواں اور بے غرض مصلح تھے۔ آپ جماعت کے لیے روشنی کے مینارہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ (۳)

(ب) حافظ ملت نے جامعہ اشرفیہ بنا کر جماعت اہلِ سنت کی آبرو بچالی۔ (۴)

حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ

(الف) حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ہمیں آندھیوں میں چراغ جلانا اور طوفانوں میں کشتی چلانا سکھایا ہے۔ (۵)

(ب) جہاں تک قوم کے اندر نئی زندگی، نئی روح پیدا کرنے کا تعلق ہے وہ تو انھوں (حافظ ملت) نے کر دکھایا۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ اس زندگی کو باقی رکھیں اور ان کی یادگاروں کو پروان چڑھائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیائے سنیت کے جتنے قلعے انھوں نے تعمیر کیے شاید اتنے قلعے کسی نے نہیں تعمیر کیے۔ (۶)

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۳۵۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۹۔
(۳) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۹۔
(۴) ماہنامہ اشرفیہ، جنوری ۲۰۰۴ء، ص: ۵۔
(۵) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۸ء، ص: ۳۶۔
(۶) حیات حافظ ملت، ص:۸۲۹۔

حضرت مولانا سید موصوف اشرف، کچھوچھہ شریف

حافظ ملت کے حضور سب سے بہتر خراج تحسین یہ ہے کہ ان کے مشن کے لیے تن، من، دھن کی بازی لگادی جائے۔ (۱)

حضرت مولانا سید محامد اشرفی جیلانی کچھوچھوی

حافظ ملت، استاذ العلما علامہ شاہ عبد العزیز سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی دینی، علمی، قومی اور ملکی خدمات پر زعمائے ملت نے اپنے اپنے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا، مگر میں حافظ ملت کی قد آور شخصیت کے ان اوصاف کو خراج پیش کرتا ہوں جسے عزم واستقلال کہا جاتا ہے۔

ہمالیہ صفت لوگ بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ جو ہوتے ہیں وہ ہزاروں پر بھاری ہوتے ہیں۔ حافظ ملت بھی انھیں ہمالیہ صفت لوگوں میں سے تھے۔ ایسے ہی بھاری بھرکم وجود کے بارے میں کہا گیا ہے۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (۲)

حضرت مولانا سید ظفر الدین اشرف کچھوچھوی

حافظ ملت کا نعرۂ مستانہ حدود ہند سے باہر نکلا تو پورے ایشیا پر محیط ہو گیا اور باد تند و سیلِ رواں کے مانند ایشیا سے نکل کر افریقہ و یورپ پہنچا تو جرأت مندوں نے صدائے لبیک بلند کی۔ (۳)

حضرت علامہ سید محمد قتیل دانا پوری علیہ الرحمہ

(الف) سند المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی و سید المحدثین حضرت مولانا

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۹۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۵۴۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۲۸۔

شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری قدس سرہما دین کے دو آہنی بازو تھے۔ (۱)

(ب) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد العزیز صاحب (حافظ ملت) بانی جامعہ اشرفیہ اپنے وقت کے حضرت ابو ہریرہ تھے۔ (۲)

شمس العلما حضرت مفتی محمد نظام الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ

حافظ ملت یوں تو تمام مروجہ علوم کی تمام کتابوں پر قابو یافتہ ہیں۔ مگر فن تفسیر و حدیث میں ان کو کاملیت حاصل ہے۔ (۳)

پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

(الف) حافظ ملت میری نظر میں عارف باللہ اور اللہ کے ولی ہیں۔ علم ظاہر و باطن کے ایسے سنگم جہاں پر ہر پیاسے کو پانی ملے، وہ استاذ العلما کی ذات گرامی ہے۔

ایک ایسا عابد شب زندہ دار کہ زہد و تقویٰ و پارسائی جس کے دامن کے حسین جھالر ہیں، زمین پر آنکھیں بچھائے اس طرح گزر جائیں کہ فرش و عرش کی کائنات انھیں دیکھے لیکن ان کی خدا شناس نگاہوں کو کوئی کچھ نہ کہہ سکے۔ لباس میں ایسی سادگی جس سے عالمانہ وقار پھوٹ پھوٹ کر برستا ہو۔ گفتار میں ایسی نرمی اور مٹھاس گویا ہونٹوں سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ ایسے کریم و شفیق کہ بچے انھیں پا کر ماں کی گود بھول جائیں۔ اپنے بزرگوں کے لیے ایسے ادب شناس کہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا و صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی علیہما الرحمۃ والرضوان کا نام سنتے ہی اپنی گردن جھکا لیں۔

تاجدار اہلِ سنت حضور مفتی اعظم ہند و دیگر اکابر اہلِ سنت کے تذکرہ پر اپنی والہانہ مسرت کا اظہار، یہ حافظ ملت کی خصوصی ادائے محبت ہے۔ (۴)

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۶۳۰۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۲۸۔

(۳) مختصر سوانح حافظ ملت، ص:۸۲۔

(۴) معارف حدیث، ص:۱۸، از: حضور حافظ ملت۔

(ب) حافظ ملت جسم ضعیف وناتواں مگر عزم واستقلال کا کوہ گراں۔ یہ ان نفوس قدسی میں ہیں جن کے نقش پا آنے والی نسل کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔ سچ یہ ہے اپنے لیے نہیں بلکہ دنیا کی ہدایت کے لیے جیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق میں اکثر یہ کہتا ہوں کہ یہ دین دار ہی نہیں، بلکہ چلتا پھرتا دین ہیں۔ جنھیں دیکھ کر اور ان کی اتباع کر کے لوگ دین دار بنتے ہیں۔[۱]

(ج) ہم ایسے انسان کو مُردہ کیسے کہہ سکتے ہیں جس نے ملت کے مردہ ضمیر کو زندگی عطا کی ہو۔ آج حافظ ملت خاموش ہیں مگر ہزاروں زبانوں کو قوت گویائی عطا کی۔ ؏

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

حافظ ملت کا فیضان، ابر کرم کی طرح عام تھا، جس سے ہر طالب علم نے حسب صلاحیت استفادہ کیا۔[۲]

حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، حضور حافظ ملت کی مایۂ ناز تصنیف "معارف حدیث" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معارف حدیث! ماہنامہ پاسبان کا ایک مستقل عنوان ہے، جس کے تحت استاذ العلما جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العزیز صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے رشحات قلم کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ نہ جانے کتنے بندگان خدا اس کے مطالعہ سے راہ ہدایت پاکر صراط مستقیم پر گام زن ہوگئے۔ سمندر کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت سنتے تھے لیکن "معارف حدیث" اس کی جیتی جاگتی زندہ مثال ہے۔ حدیث کے ترجمہ کے ساتھ اس پر عالمانہ وعارفانہ نکتہ آفرینی صرف استاذ العلما (حافظ ملت) جیسی بلند شخصیت کا کام ہے۔"

ادارہ پاسبان اس کرم واحسان کو کبھی بھول نہ سکے گا کہ جب سے حضرت نے اس عنوان کو شرف قبول سے نوازا، کوئی بھی شمارہ اس عنوان سے خالی نہ رہ سکا۔ جوانوں نے

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۲۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۲۔

کاندھے کا جوا اتار دیا لیکن بہتر (۷۲) برس کا ضعیف و ناتواں بزرگ، عزم واستقلال کا کوہِ گراں ثابت ہوا۔ (۱)

حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ مبارک پوری علیہ الرحمۃ

(الف) حافظ ملت تن تنہا اپنے کاندھوں پر قوم وملت کا جو بارِ عظیم اٹھا رکھا تھا، اب اٹھانے کے لیے ایک پوری جماعت درکار ہے۔ (۲)

(ب) موجودہ صدی میں مسند علم ودانش سے کتاب وسنت کی نقیب ایک ایسی شخصیت ابھری جو ابھرتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ آسمان سنیت پر چھا گئی۔ پھر وہ وقت آیا کہ اس ہستی کی عبقری شان دن کے اجالے کی طرح دنیا کے سامنے اجاگر ہو گئی اور قوم نے اسے حافظ دین و ملت کا موقر خطاب دے کر اعتراف حقیقت کیا۔ آپ کی فیض بخش ذات بابرکات اگر چہ مجموعۂ کمالات تھی لیکن ان تمام کمالات کا تجزیہ کیا جائے تو دین کے فروغ کے لیے تمام تر جد وجہد اور اتباع سنت آپ کا مرکزی کردار ٹھہرے گا اور سارے کمالات اسی محور پر گردش کریں گے۔ (۳)

(ج) آپ کے معمولات زندگی میں عمل بالسنّۃ اس طرح رچ بس گیا تھا کہ سیرت وکردار کے ہر گوشے سے اس کا مظاہرہ ہوتا۔ مجال نہیں کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر کوئی قدم سنت کے خلاف اٹھ جائے۔ خلوت ہو یا جلوت، دن کا اجالا ہو یا رات کی تاریکی، ہر لمحہ آپ کی زندگی سنت کی عملی تفسیر تھی۔ (۴)

(د) آپ کی متنوع شخصیت سے ہر طبقہ کے لوگ فیضیاب ہوتے۔ فیض حاصل کرنے والے طلبہ کی جماعت رہی ہو یا عوام الناس کا ہجوم، طبقۂ خواص رہا ہو یا ارادت مندوں کی انجمن، حاجت مند محتاج آیا ہو یا صاحب ثروت۔ ہر ایک کے ساتھ مہر ومروت اور حسن اخلاق کا یکساں برتاؤ رہتا۔ طلبہ کو احساس ہوتا کہ حافظ ملت کی محبت ومہربانیاں صرف میرے لیے

(۱) معارف حدیث، ص:۱۷۷، از: حضور حافظ ملت۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۳۱۔
(۳) حافظ ملت نمبر، ص:۱۳۵۔
(۴) حافظ ملت نمبر، ص:۱۳۵۔

ہیں۔ عوام سمجھتے کی حافظ ملت کی زندگی صرف ہمارے لیے وقف ہے۔ خواص ومخلصین کو خیال گزرتا کہ حافظ ملت کی ساری توجہات صرف ہمارے حصہ میں ہیں۔

ع

ہر کس بہ خیال خویش خوش است[1]

قاضی شریعت علامہ محمد شفیع اعظمی نوری علیہ الرحمۃ

(الف) دار العلوم اشرفیہ کو عروج وارتقا کی راہ پر لگانے والی ذات گرامی جلالۃ العلم حافظ ملت کے دم قدم سے اس ادارہ کی ساری بہار وابستہ ہے۔ مدت مدید تک دار العلوم کی چہار دیواری میں بیٹھ کو علمی فہم وفراست کا دریا بہاتے رہے اور اسی ایک مقصد میں تن، من، دھن کی بازی لگا کر درس وتدریس میں مصروف رہے کہ قوم وملت کے لیے زیادہ سے زیادہ باصلاحیت دین دار علما پیدا کیے جائیں، جو ملکی ضروریات کی پوری کفالت کر سکیں۔ آج ان کا اخلاص ایک مسلمہ حقیقت بن چکا ہے۔ ملک کا بچہ بچہ اس بوڑھے مجاہد کے گن گا رہا ہے۔ لیکن کبھی بھی اپنے جلالت علمی کے اظہار اور مدح وستائش کے لیے اپنے شاگردوں میں سے بھی کسی کو ایما تک نہ فرمایا۔[2]

(ب) "حافظ ملت کے اخلاص کی برکتوں سے "اشرفیہ" کا آفتاب ابھرا تو ابھرتا ہی چلا گیا۔ اس کا فیضان علم آسمان کے بادل کی طرح برسا تو سیل رواں بن کر ہند ہی نہیں بلکہ بیرون ہند کو سیراب کرتا گیا اور چمنستان علم میں وہ پھول کھلائے جن کی خوشبو سے آج انگلستان تک کی خشک وادی بھی باغ وبہار بن گئی۔[3]

ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں بریلوی قدس سرہ

(الف) حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز کے وصال سے دنیائے سنیت ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گئی۔[4]

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۳۵۔

(۲) اشرفیہ کا ماضی اور حال، ابتدائیہ۔

(۳) اشرفیہ کا ماضی اور حال، ابتدائیہ۔

(۴) ماہنامہ اشرفیہ، ۱۹۷۷ء۔

(ب) حضور حافظ ملت ایک مرد مومن اور ایک عالم حق ہی نہیں، وہ ولیِ کامل تھے۔ ان کی زندگی کا گواہ ان کا علم، ان کی پاکیزگی، ان کا تقدس، تقویٰ و طہارت اور ان کی ولایت ہے اور گیتی کے چپے چپے پر پھیلے ہوئے مسلک سنیت کی ترویج و اشاعت میں مشغول تلامذہ و مریدین ہیں اور اس ذات عظیم کی زندہ کرامت از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ ہے، جو جاہ و جلال کے ساتھ مبارک پور کی وسیع و عریض زمین پر کھڑا ہے۔ [1]

حضرت مولانا حکیم سید شاہ عزیز احمد حلیمی ابوالعلائی، الہ آباد

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی ہمہ گیر بلیغ اور ٹھوس شخصیت کو عظیم و علیم تسلیم کرنے میں مجھے کبھی تکلف نہیں رہا، جب جب بھی ملاقات ہوئی ہے بے پناہ متاثر ہوا ہوں۔ اپنے ہم عصر علما اور رفقا کے درمیان ان کی شخصیت ہمیشہ اجاگر رہی۔ وہ بیک وقت درس و تدریس کے بادشاہ بھی رہے اور وادیِ پُرخار کے بے خوف مسافر بھی۔ دار العلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ میں تبدیل کر کے حافظ ملت نے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ مبارک پور جیسے ایک مختصر سے قصبہ کو علم و فن اور حق و صفا کا مرکز بنا دیا۔ یہ اسی کا ظرف ہو سکتا ہے جس کے سینے میں ذمہ داری کا احساس کرنے والا دل بھی ہوتا ہے۔ آج حافظ ملت کو "المجاہد" کہنے میں مجھے کوئی تکلف نہیں۔ پائیدار مجاہدانہ رفتار کی رمق کو میں نے حافظ ملت کی پیشانی پر نمایاں طور پر دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا حسن اخلاق، سلوک وفا اور دلکش وضع داری کی جامعیت بھی اپنا الگ معیار رکھتی تھی۔ منکسر المزاجی اور عجز نوازی فطرت میں شامل تھی۔ حلیم الطبعی نے غالباً ہر طبقہ کے افراد کو متاثر کیا ہے۔ چند سال پہلے میری شدید بیماری کے موقع پر حافظ ملت خاص طور سے عیادت کو الہ آباد تشریف لائے تھے جنھیں دیکھ کر میں نے بے پناہ تقویت کا احساس کیا تھا۔ میری صحت کامل کے لیے ان کی دعاؤں کا بھرپور فیض جاری رہا تھا۔ [2]

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۳۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ابتدائیہ۔

حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ حضرت القادری، کلکتہ

حافظ ملت آسمان علم و فن کے وہ نیّر تاباں تھے، جن کی ضیا باریوں سے ملک و بیرون ملک کا گوشہ گوشہ جگمگا رہا ہے۔ آپ عالم باعمل، درویشِ بے بدل، اہل دل اور صاحب حال تھے۔ عاشق رسول، شیدائے اہل بیت اطہار اور فدائے غوث الابرار تھے۔ آپ کی ہر ادا اخلاق نبوی کی تصویر تھی۔ عجز وانکساری، تواضع و خاکساری آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ جب آپ دربار شریف میں تشریف لائے تو فقیر نے بار بار کہا کہ ذرا آرام سے تشریف رکھیں، لیکن وہ فدائے غوث پاک دو زانو ہی بیٹھے رہے۔ انداز گفتگو اتنا پُر کیف و دلکش تھا کہ سننے والا محو حیرت ہو جائے۔ زور بیان ایسا انقلاب آفریں کہ دلوں کی دنیا بدل جائے۔

الجامعۃ الاشرفیہ آپ کا وہ عظیم شاہ کار ہے کہ قوم و ملت الی یوم القیام (قیامت تک) اس پر ناز کرتی رہے گی۔ فقیر قادری آپ کے تمام متعلقین، مریدین، اہل خیر، تلامذہ اور اہل مبارک پور کو مبارک باد دیتا ہے کہ تمھاری زمین بھی مبارک، تمھارا آسمان بھی مبارک، سعی بھی مبارک، عزم بھی مبارک، کاوشیں بھی مبارک، حافظ ملت کا مزار بھی مبارک۔ (۱)

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ

یہ شرف میرے لیے باعث فخر ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور کے بانی فضیلت مآب استاذ العلما حضرت مولانا الحاج حافظ عبد العزیز صاحب قبلہ مراد آبادی اعلی اللہ مقامہ میرے استاذ بھائی تھے، لیکن وہ علوم و اعمال اور زہد و تقویٰ کے فضل و کمال میں مجھ سے بدر جہا بالا تر، بلند مرتبہ اور عظیم الشان عالم نبیل و فاضل جلیل تھے۔ میری نگاہ نقد و نظر میں حافظ ملت کا فضل و کمال میراثی فضل و کمال نہیں بلکہ یہ بالکل ذاتی فضل و کمال ہے، جس کو انھوں نے اپنی دلدوز اور دماغ سوز محنتوں اور اپنی قوت بازو کے بل پر حاصل کیا۔ اور یہ حافظ ملت کی وہ خصوصیت ہے جو انھیں ان کے ہم عصر مشاہیر سے اس طرح ممتاز کر رہی ہے جس طرح

(۱) حافظ ملت نمبر، ابتدائیہ۔

چاند سورج کی روشنی ایک دوسرے سے ممتاز ہے کہ چاند دنیا میں سورج کی بخشی ہوئی روشنی کے بل پر چمک رہا ہے اور سورج خود اپنی روشنی سے عالم کو منور کر رہا ہے۔ (۱)

حضرت مولانا مفتی یامین اشرفی مرادآبادی

حافظ ملت دنیائے سنّیت کے اہم قافلہ سالار تھے۔ (۲)

حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم مقبولی، کرناٹک

حافظ ملت اس ذات گرامی کا نام ہے، جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملت کی حفاظت میں گزرا۔ جس نے تقریر سے، تحریر سے، تدریس سے، مناظروں کے ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل سے اور اپنی زندگی کو اسوۂ نبی میں ڈھال کر ملت کی حفاظت فرمائی۔ آپ اخلاق کریمانہ کے پیکر اور مروت و محبت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ کی ذات والا صفات خلوت اور جلوت ہر طرح سے مجموعۂ کمالات تھی۔ آپ کے اخلاص، جوش عمل اور استقامت و عزیمت اور جہد مسلسل کا لازمی نتیجہ یہ جامعہ کی عظیم عمارت اور یہ ہوسٹل اور دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم کی قلعہ نما عمارت ہے جو قصبہ مبارک پور میں موجود ہے۔ (۳)

مولانا مظفر حسین ظفرؔ ادیبی، مبارک پوری

عمل پیہم، جہد مسلسل اور خلوص و کرم کا دوسرا نام حافظ ملت ہے۔ (۴)

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، کراچی، (پاکستان)

حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی چند خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت تھی کہ وہ اپنے اساتذہ اور اپنے تمام مشائخ اور ان کے متعلقین کا پورا پورا ادب کرتے تھے۔ کسی فعل یا قول سے یا

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۲۹۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۷۔
(۳) ماہنامہ اشرفیہ، ۱۹۸۸ء، مبارک پور۔
(۴) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۸۔

ترکیب سے وہ ایسا ظاہر نہیں کرتے تھے کہ کسی بزرگ سے تعلق میں کوئی کمی ظاہر کریں۔ [1]

حضرت مولانا سید شاہ عظیم الدین علیہ الرحمۃ، بڑودہ، گجرات

حافظ ملت، دنیائے سنیت کے ایک عظیم تر قائد اور علوم و فنون کے کوہ ہمالہ تھے۔ آپ علوم نبوی کا سچا وارث، دنیائے سنیت کا بے لوث خادم، مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک نقیب، علماے ملت اسلامیہ کا مخلص ساتھی، اساتذہ و تلامذہ کا شفیق ور ہنما، علم و حکمت کا گنجینہ اور عارف باللہ تھے۔ [2]

حضرت علامہ صوفی نظام الدین علیہ الرحمۃ، بستی

حضور حافظ ملت کا ہر عمل قرآن و سنت کا ترجمان تھا۔ [3]

حضرت مولانا شاہ عبد العلیم بقائی علیہ الرحمۃ

(الف)

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شُد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

امام المحتاطین، جلالۃ العلم، استاذ العلما حافظ الملۃ، الحاج حضرت مولانا حافظ و قاری محدث و فقیہ جناب محمد عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات ظاہری کا مقصد بدرجہ اتم پورا کر کے ۳۱؍ مئی ۱۹۷۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اس جہان فانی سے عالم جاودانی کا سفر فرما کر اس مقصد عظیم کو حاصل کر لیا جس کے لیے انھوں نے اپنی ساری زندگی

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۲۸۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۷۷ء، مبارک پور۔
(۳) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۸ء، مبارک پور۔

جد وجہد و مجاہدات صادقہ وریاضات شاقہ میں گزاری تھی۔ (۱)

اس عظیم ہستی کی گوناگوں صفات حمیدہ واوصاف پسندیدہ بے شمار ہیں۔ جو ذات مقدس پیکر سنت و شریعت ہو، سراپا علم و عمل صالح ہو، نمونۂ حضرات علمائے سَلف ومرشدان طریقت ہو، جنھوں نے اپنی زندگی کا مقصد دینی دنیاوی علوم کا احیاء بنایا ہو، جو سنیت کا سچا و صحیح علم بردار ہو، جن کے دل میں دنیائے سنیت کی ترقی اور عروج ہی نہ ہو بلکہ جو انسانوں کو صحیح قسم کا انسان بنانے کی جدوجہد کرنا اپنا فرض سمجھے، جو ملک و قوم کا مخلص ترین اور پختہ کار اور تجربہ کار رہبر ہو، جن کا قلم حد درجہ محتاط اور جامع ہو، جن کی تحریر حد درجہ دل نشیں اور دل میں اتر جانے والی ہو، جن کی تقریر درس ہو، جو آواز کے اتار چڑھاؤ سے الفاظ کے صحیح مفہوم بحسن وخوبی سمجھاتا ہو، جو قوم کو اپنے ہر وقت کے اعمال و کردار سے رہبری کر کے سچی تعلیم دیتا ہو، جو نام و نمود اور شہرت سے قطعی متنفر ہو، جو اللہ تعالیٰ کا انتہائی فرمانبردار بندہ اور حضور نبی اکرم رحمت دوعالم ﷺ کا سچا عاشق اوراحکامات نبوی ﷺ کا ہر حال میں پابند ہو، جو سفر میں، حضر میں، تندرستی میں، بیماری میں، سکون میں اور دنیاوی الجھنوں میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ سے وابستہ رہتا ہو، ایسی عجیب ذات گرامی کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

زفرق تابہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

لاریب کہ حضور حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب بظاہر ہمارے درمیان میں نہیں ہیں، مگر ان کا نام نامی اسم گرامی ان کے عشق خداوندی و محبت نبوی ﷺ کی وجہ سے بقول حافظ شیرازی ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام آں

باقی ہے اور رہے گا۔ بے شک حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بظاہر ہم میں موجود نہیں ہیں، مگر جو یادگار عظیم نشانی عربی یونیورسٹی کی شکل میں وہ چھوڑ گئے ہیں وہ قائم رہے گی اور ان کی

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۱۱۰۔

روحانی اولاد (تلامذہ) اس کی امداد کرکے اس کو اس مقام پر پہنچائے گی جہاں وہ لے جانا چاہتے تھے۔ [۱]

حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ

حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ جیسی اولوالعزم ہستیاں فرش گیتی پر شاذونادر ہی نظر آتی ہیں۔ حافظ ملت کتنی اہم خصوصیتوں کے مالک تھے، اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ بس یوں کہا جائے تو بجا ہے کہ خصائص عالیہ کے آپ مرقع تھے، علم وعمل کے سنگم تھے۔ معارف وعرفان کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ایک کوزے میں سمٹ آیا تھا۔

ولیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد [۲]

حضرت مولانا عبد الشکور اعظمی علیہ الرحمۃ

حضرت علیہ الرحمۃ (حافظ ملت) علم وعمل کے وہ سرچشمہ تھے، جن کے فیضان نے ہزاروں قطروں کو سمندر کا سا فروغ اور ہزاروں ذرّوں کو پہاڑ کی سی بلندی عطا کی ہے۔ [۳]

حضرت مولانا سیّد مظہر ربّانی، باندہ

ان کے (حافظ ملت) تلامذہ اور عقیدت مندوں کا گروہ اور الجامعۃ الاشرفیہ کی دنیائے سنیت میں مرکزیت وافادیت بذات خود ان کا مکمل تعارف ہے۔ کیوں کہ ہر درخت کے برگ وبار سے درخت کی اصلیت وحقیقت معلوم ہوتی ہے۔

پھل، پھول، پتیوں پہ ہے تیری نظر نثار
جڑ پر نظر نہیں ہے کہ جس کی ہے سب بہار

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۱۱۔
(۲) حافظ ملت: افکار اور کارنامے، ص:۸۵۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۳۴۔

آج حافظ ملت کے ہزاروں شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد، ہند و بیرون ہند میں درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتا و قضا، ہدایت و ارشاد، خطابت و قیادت کے منصب پر فائز ہو کر ہر طرف علم و حکمت کی جو روشنی پھیلا رہے ہیں، یہ حافظ ملت کے علمی و روحانی فیضان کا ناقابل تردید شاہ کار ہے۔

فقیر نے ہندستان کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی حافظ ملت کی خاموش علمی و روحانی اعلیٰ تربیت کے نمونے جابجا دیکھے ہیں۔ (۱)

شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

(الف) ”حضور حافظ ملت قدس سرہ کی تفسیر میں مہارت کا جو سرمایہ مل سکتا ہے، وہ درس ہی سے مل سکتا ہے۔ تو اگر میں یہ کہہ دوں کہ حافظ ملت ان کتب تفسیر کو بہت عمدہ پڑھاتے تھے تو اہل علم اس کے کھوکھلے پن پر ہنس دیں گے۔ اس لیے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حافظ ملت قدس سرہ ان کتابوں کو خوب، بہت خوب، عمدہ اور بہت عمدہ تو پڑھاتے ہی تھے۔ حافظ ملت کا کمال یہ تھا کہ ایک ذی استعداد طالب علم کو یہی کتابیں پڑھا کر مفسر بنا دیتے تھے۔“ (۲)

(ب) حافظ ملت قدس سرہ کے تلامذہ میں ایسے ایسے باکمال ہیں کہ آج اہلِ سنت کے اساطین میں شمار ہوتے ہیں۔ (۳)

(ج) حافظ ملت قدس سرہ العزیز ایک تاریخی ہی نہیں، بلکہ تاریخ ساز انقلاب آفریں شخصیت کے مالک تھے جنھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دنیائے سنیت میں نئی روح پھونک کر انقلاب عظیم برپا کر دیا ہے اور اہلِ سنت کے مُردہ جسم میں نئی جان ڈال دی ہے۔ (۴)

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمۃ

(الف) مرشد برحق، آقائے نعمت حضور حافظ ملت قدس سرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۰۔
(۲) حافظ ملت نمبر۔
(۳) حافظ ملت نمبر۔
(۴) حافظ ملت: افکار اور کارنامے۔

بے شمار علمی، عملی، اخلاقی و روحانی، اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا اور محاسن کسبی و وہبی، ذاتی و عرضی سے مزین کیا تھا۔ (۱)

(ب) حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکارمِ اخلاق کی اس بلندی پر فائز تھے، جس کو بلا شبہ انبیا و اولیا کی اتباعِ کبریٰ کا نام دیا جاسکتا ہے۔ حضور حافظ ملت سراپا عملی انسان تھے۔ آپ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے میں ایک ساتھ اتنے کام کیے ہیں کہ آج سوچ کر آدمی کی عقل حیران ہو جائے۔ (۲)

(ج) آپ کے جہاں بہت سے ماننے والے تھے، خون کے پیاسے بھی بہت تھے۔ (ایک شخص نے یہاں تک کہا کہ اگر میرے بال بچوں کا ذمہ لے لیا جائے تو میں حافظ ملت کو شہید کر سکتا ہوں)۔ ان کو پہچاننے والوں نے پہچانا اور بہتوں نے نہیں پہچانا۔ میں تو یہی کہوں گا کہ حافظ ملت کو اگر آپ نے صرف ایک عالم جانا ہے تو میں نے ان کو عارف باللہ اور ایک ولیِ کامل جانا ہے۔ آپ نے اگر ان کو صرف ایک محدّث جانا ہے تو میں نے ان کو سند المحدثین جانا ہے۔ آپ چلے گئے، ہم کو روتا سوگوار چھوڑ گئے۔ آپ کا وجود ہمارے لیے بڑا مبارک و مسعود تھا۔ آپ کے نہ ہونے سے ہم ایک اندھیرا محسوس کرتے ہیں۔ خدا ان کے مرقد پر رحمتوں کے پھول برسائے، آمین۔ (۳)

(د) حافظ ملت میری نگاہ میں بہت عظیم عالم، بہت عظیم بزرگ اور بہت عظیم قائد و رہنما تھے۔ اس لیے کہ ان تمام میدانوں میں ان کے کارنامے اظہر من الشّمس ہیں۔ (۴)

حضرت مولانا قاری محمد عثمان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عالمانہ و فاضلانہ حیثیت جو ہر موافق و مخالف کو مسلّم ہے، اسی طرح آپ کی عارفانہ حیثیت بھی واضح و غیر مبہم ہے۔ آپ اپنی باطنی زیب و زینت میں اتنی کشش رکھتے تھے کہ بہت سے خانقاہی اور نورانی چہرے والے

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۴۵۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۱۵۶۔

(۳) حافظ ملت، ص:۸۰، از: مولانا محمد احمد مصباحی، مبارک پوری۔

(۴) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۸۔

پیروں کے لیے باعث رشک ہی نہیں، بلکہ باعث حسد بن گئے۔ یہ در حقیقت حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کی وہ تقویٰ وطہارت اور تعلق باللہ وبالرسول کی قوت تھی جو لوگوں کو ظاہری ساز وسامان کے بغیر ان کی طرف جھکنے پر مجبور کرتی تھی۔ دنیائے اہلِ سنت کا باخبر حلقہ اس سے خوب واقف ہے کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنی باطنی اور عرفانی حیثیت کو پوری طرح چھپائے مریدوں کی جماعت پیدا کرنے کے بجائے علما کی فوج تیار کر رہے تھے اور الحمد للہ! اس خصوص میں آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں اور علما کی فوج کے ساتھ ساتھ علم ودانش کا اتنا بڑا قلعہ اپنی یادگار میں چھوڑا ہے کہ مخلصین اہل سنت ہمیشہ حافظ ملت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہوں گے اور ہمیشہ آپ کی شاہ راہ علم وہدایت کو اپنے لیے مینارۂ دین وہدایت پاکر انشاء اللہ تاقیامت ترقی ہی ترقی کے جویاں رہیں گے۔ [1]

حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ

مرشد کامل، آقائے نعمت، نائب رسول، مولانا وماوانا حضرت حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات کو میں ایک عظیم انسان قرار دیتا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ایسے محدث تھے، جنھوں نے چالیس سال کی طویل مدت تک درس حدیث دیا اور اس کے نکات وباریکیوں سے اپنے سیکڑوں تلامذہ کو مستفیض فرمایا۔ وہ قرآن حکیم کے معارف وحقائق کے ایسے محرم اسرار تھے، جنھوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اس کی تلاوت وتفسیر وبیان میں صرف کیا۔ وہ بڑے پُر خلوص خطیب ومقرر تھے جن کے خطبہ وتقریر کے اثرات عرصہ تک دلوں کو گرماتے رہیں گے۔ وہ اگرچہ اہل تصوف کے ایسے گروہ میں نہیں شمار کیے جاتے تھے، جنھوں نے حیات کے ہنگاموں سے قطع تعلق کر کے تجرد کی زندگی اختیار کر لی ہو، تاہم ان کا باطن یاد الٰہی اور رضائے حق میں مصروف عمل تھا۔ وہ علم وعمل کا ایسا پیکر مجسم تھے کہ دور دور تک نگاہ ڈالنے سے ایسے انسان کم نظر آتے ہیں۔ وہ خلوص ومحبت کی ایسی دنیا اپنے دل میں آباد رکھتے تھے جہاں اپنے پرائے کا امتیاز نہیں تھا۔ غرض ان کی خوبی وکمال کی داستان بہت لمبی ہے۔

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۴۲۔

لیکن جس کی وجہ سے میں ان کو ایک عظیم انسان تصور کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ دیگر کمالات انسانی کے ساتھ ان میں طہارت نفس، تقویٰ وخشیت ربانی کے پاک عناصر غالب تھے۔ ان کا ظاہر عام انسانوں جیسا ظاہر نہیں تھا، بلکہ شریعت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ ان کا باطن معمولی انسانوں جیسا باطن نہیں تھا بلکہ ان میں خلوص وللّٰہیت کا بحر بیکراں تلاطم خیز تھا۔ ان کے عادات واطوار کے آئینہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کے اخلاق عالیہ کی جھلکیاں صاف دیکھی جا سکتی تھیں۔

ان کے روحانی قوت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ہزاروں موانع کے سیل رواں کے باوجود ملت اسلام کے اس بلند مینارہ کو پستی کی طرف مائل نہ ہونے دیا۔ بلکہ طوفانِ حوادث سے ان کے عزم وہمت میں استحکام پیدا ہوا، اور باغ فردوس کو ایک عظیم دانش گاہ میں تبدیل کر دیا۔ ان کی زبان مبارک کے قوت تاثیر کی یہ برکت تھی کہ کتنے معصیت کار عفت مآب، کتنے سیہ کار، نکوکار اور پارسا ہوگئے۔ کتنے گم گشتہ راہ، ضلالت سے نجات وہدایت کی راہ پا گئے۔ (۱)

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ، پاکستان

حضرت حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا مبالغہ جلال علم وفضیلت اور جمال فقر ومعرفت تھے۔ پاکستان میں فیض رضوی وامجدی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ سے اور ہندستان بلکہ دیار غیر میں حضرت حافظ ملت قدس سرہ سے خوب خوب پھیلا۔ حضرت حافظ ملت قدس سرہ دنیائے سنیت میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے جنھوں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں علما میں سنیت کا وہ درد اور سوز پھونک دیا کہ ان میں سے ہر ایک مسلک حق کا ترجمان اور مبلغ بن گیا۔ (۲)

حضرت مولانا مبین الہدیٰ نورانی، گیاوی

حافظ ملت، قوم وملت کے ایک ایسے محسن ہیں کہ جو مدتوں کے بعد کہیں پیدا ہوتے

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۱۹۸۱ء، ص: ۲۶۔۲۷، مبارک پور۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ابتدائیہ۔

ہیں۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی کرنا ان کی عادت ثانیہ تھی۔ حافظ ملت واقعی اسم با مسمّٰی تھے۔ ملت کے ایک عظیم محسن ہونے کی وجہ سے اہلِ سنت وجماعت کا درد وغم ان کے سینے میں موجود تھا اور وہ جماعت کی زبوں حالی پر بے چین و بے قرار ہو جایا کرتے تھے۔ اپنے شاگردوں کی دینی خدمات کو سراہنا، ان کے کارناموں پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا، انھیں اپنی دعاؤں سے نوازنا اور ان کی قابلیتوں پر برملا اعتراف کرنا، حافظ ملت کی ایسی دل نواز ادائیں ہیں جن کا جواب نہیں۔ (۱)

حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ امجدی علیہ الرحمۃ

سیدی واستاذی حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز اپنے تلامذہ کے لیے کرم بالائے کرم تھے۔ بسا اوقات حضرت (حافظ ملت) چھوٹے چھوٹے جملوں میں نصیحت فرمایا کرتے تھے اور جب بھی ناصحانہ انداز میں کوئی بات فرماتے تو حضرت کی گویائی میں اس قدر تاثیر و تاثر ہوتا جیسے کہ مخاطب کے دل پر آہستہ آہستہ نصیحت نقش فرما رہے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نصیحتیں اب بھی میرے دل پر نقش ہیں۔ (۲)

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ

(الف) اپنی فکر کی حیرانی کا عالم کیا بتاؤں؟ جب بھی حافظ ملت پر کچھ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا، ان کی ہمہ گیر زندگی کی بے شمار عنوانات نگاہوں کے سامنے بکھر گئے۔

(ب) تاج محل کی تعمیر آسان ہے، لیکن شخصیتوں کی تعمیر کا کام بہت مشکل ہے۔ حافظ ملت کو اس کام سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ سفر میں، حضر میں، حلقۂ درس میں، مجلس خاص میں، جلسۂ عام میں، کہیں بھی وہ ایک لمحے کے لیے اپنے اس فریضۂ عشق سے غافل نہیں رہتے۔ تاریخ میں مصلحین واساتذہ کی زندگیوں کے جو بے شمار واقعات محفوظ ہیں، ان میں شخصیت

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۳۰۲۔ ۳۰۴۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۴۶۔

سازی سے متعلق بکھرے ہوئے جزئیات کا اگر آپ گہرا مطالعہ کریں گے تو آپ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ شخصیت سازی کے لیے کسی معلم و مصلح میں ان پانچ اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) شفقت، (۲) ذہانت، (۳) تدبّر، (۴) علم، (۵) تقویٰ۔

اور حقائق وواقعات شاہد ہیں کہ یہ پانچوں اوصاف حافظ ملت کی زندگی میں ابھرے ہوئے نقوش کی طرح نمایاں ہیں۔ [۱]

حافظ ملت اپنے دَور کے ایک بے مثال شفیق استاد تھے تو اسی کے ذیل میں ہم اس کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ ان محاسن میں بھی وہ اپنے عہد کے ایک منفرد معلم تھے، ایک منفرد مربی تھے اور اسی کے ساتھ ایک منفرد مرشد ومزکی بھی تھے۔ اور بلا شبہ یہ سارا کمال حافظ ملت کے استاذ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے کہ ایسا نادر الوجود اور عبقری شاگرد انھوں نے پیدا کیا۔ جب تک آسمان پر ستاروں کی قندیلیں روشن ہیں، خدائے حیّ وقیّوم استاذ اور شاگرد دونوں کی تُربتوں پر رحمت وانوار کے بادل برسائے۔ [۲]

(ج) حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ذاتی فضائل وکمالات، اپنے جذبۂ ایثار واخلاص، اپنے زہد وتقویٰ، اپنے علمی تجربہ، اپنی علمی حکمت وفراست، اپنے مقام تقرب وعرفان، اپنے اخلاقی محاسن ومکارم کے اعتبار سے جس مقام بلند پر فائز تھے اس کا اعتراف دوست تو دوست، دشمن کو بھی ہے۔ لیکن جس خصوص میں انھوں نے اپنے عصر نہیں بلکہ اپنے ماضی کے بھی ہزاروں علما کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے، وہ ہے ان کی مردم سازی اور نسل انسانی کے احیا کا مشن اور وہ بھی اس شان کے ساتھ کہ اس کا تسلسل موت کا فرشتہ بھی نہیں توڑ سکا۔ علم وآگہی اور شخصیت سازی کا جو چشمۂ فیض ان کی حیات ظاہری میں جاری تھا، وہ آج بھی جامعہ کے احاطے میں ابل رہا ہے۔

(د) حافظ ملت نے اس بے آب وگیاہ میدان میں جس چشمۂ فیض کی بنیاد رکھی وہ محض

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۲۳۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۱۲۵۔

حسن اتفاق کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ ان کی فکر رسا نے اچھی طرح اس حقیقت کا سراغ لگا لیا تھا کہ کوئی قوم اپنے قائد کے بغیر نہ اپنا وجود باقی رکھ سکتی ہے اور نہ اپنے تشخص کا تحفظ کر سکتی ہے اور یہ نکتہ بھی ان کی نگاہ سے مخفی نہیں تھا کہ تعلیم کے بغیر قیادت کی صلاحیتوں کا ابھرنا ممکن نہیں ہے۔ (۱)

امین ملت حضرت سید محمد امین میاں برکاتی، دام ظلہ العالی، مارہرہ شریف

آج کا دن میرے لیے بہت ہی خوش نصیبی کا دن ہے۔ اس لیے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت، چشم و چراغ خاندانِ برکات عبد المصطفیٰ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر خانہ کا جاروب کش یہ فقیر سنیوں کی سب سے بڑی درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" میں حاضر ہے۔ اور یہ مدت سے تمنا تھی کہ حضور حافظ ملت کے عرس کے موقع پر اور جشن دستار بندی کے موقع پر حاضری کا موقع نصیب ہو۔ اللہ کا کرم ہے وہ بھی نصیب ہو گیا۔ حضور حافظ ملت کا مسلک اعلیٰ حضرت سے ایسا تعلق ہے جیسے کلمہ کی انگلی کا منجھلی انگلی سے ہوا کرتا ہے۔ آج اس علم کے پہاڑ کو رخصت ہوئے بظاہر ۲۸؍ سال ہو گئے لیکن آج بھی ان کا فیضان اشرفیہ کی صورت میں ظاہر ہے۔ میں امریکہ گیا، انگلینڈ حاضر ہوا، میں افریقہ کے بیشتر ممالک میں گھوما، فعال اور متحرک علما میں جس سے پوچھا، سب کے نام کے آگے مصباحی سنا تو آپ یقین جانیں کلیجہ سوا من کا ہو گیا۔ کسان کھیت بوتا ہے اور فصل کاٹ لیتا ہے تو کھیت خالی ہو جاتا ہے لیکن حضور حافظ ملت نے ایسی کھیتی کی جو لگاتار کٹ رہی ہے اور لگاتار بڑھ رہی ہے۔ حضور حافظ ملت کا احسان ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔ میں نے اپنے عم مکرم حضور سید العلما اور اپنے والد حضور احسن العلما رحمہما اللہ تعالیٰ سے اتنی بار حافظ ملت کا نام سنا کہ میں نے اپنے آپ کو ہمیشہ ان کی محفل میں موجود پایا۔

الجامعۃ الاشرفیہ کی مثال ایسے قلعہ کی ہے جو سنیت کا سب سے مضبوط ترین قلعہ ہے۔ میرے عزیزو! یہ کارواں جو حضور حافظ ملت نے چلایا تھا یہ بڑی سبک روی سے چل رہا ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت چلتا رہے گا۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم غلامان برکات الجامعۃ الاشرفیہ کے لیے

(۱) انوار حافظ ملت، ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۱۹۔

تن، من، دھن اور ہر طرح سے تیار ہیں۔ [1]

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

(الف) حضرت صدر الشریعہ کے تلامذہ میں ایک سے ایک جلیل القدر، ذی استعداد اور باصلاحیت افراد پیدا ہوئے مگر ہندستان میں جو فیض حضور حافظ ملت کا جاری ہوا وہ کسی کا نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کتابیں لکھیں، حضور حافظ ملت نے علما پیدا کیے، اعلیٰ حضرت کے مشن کی ترویج واشاعت میں جو کردار حضرت حافظ ملت، جامعہ اشرفیہ اور اس کے فرزندوں نے ادا کیا ہے وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ اشرفیہ کا کام صرف اشرفیہ کا نہیں ہے، بلکہ اعلیٰ حضرت کا کام ہے، مفتیِ اعظم ہند کا کام ہے، رضویت کا کام ہے۔ (ارشاد گرامی بہ موقع افتتاح دفتر اشرفیہ ممبئ، ۳؍ جنوری ۱۹۹۲ء) [2]

(ب) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمۃ کے بقول: جامعہ اشرفیہ تعلیمی نظام، تربیتی انداز اور مختلف دفاتر کا معائنہ فرما کر حضرت مولانا الشاہ اختر رضا خاں ازہری، بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس دار العلوم (جامعہ اشرفیہ مبارکپور) کو مشرق سے اہلِ سنت و جماعت کے ابھرتے ہوئے آفتاب سے تعبیر کیا۔ [3]

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں کچھوچھوی دام ظلہ العالی

ملت کا حافظ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ملت کی حفاظت میں گذرا، جس نے ملت کی حفاظت فرمائی۔ تقریر سے، تحریر سے، تدریس سے۔

مناظروں کے ذریعہ، احقاق حق اور ابطال باطل سے، اپنی زندگی کو اسوۂ نبی میں ڈھال کر، اپنی درس گاہ علم وادب سے، جلیل القدر علما واساتذہ، خطبا، اصحاب قلم، مناظرین، متکلّمین، مفسرین، محدثین اور اصحاب افتاء پر مشتمل ایک خدائی گروہ بنا کر، جامعہ اشرفیہ کے لیے زندگی

(۱) ارشاد گرامی بموقع عرس عزیزی ۲۰۰۳ء۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ فروری ۱۹۹۲ء، ص: ۴۱۔
(۳) ماہنامہ اشرفیہ، دسمبر ۱۹۷۷ء، ص: ۲۴۔

وقف کر کے، اسٹیج پر رونق افروز ہو کر، اپنی درس گاہ علم وادب میں پڑھنے والے کو اپنے فیض نگاہ سے اس منزل تک پہنچا کر کہ وہ علمی شہرت کے مالک ہو جائیں۔

المختصر: ملت کے حافظ نے ملت کی حفاظت کی۔ ہر اس موثر ذرائع کو استعمال فرما کر جو ملت کی حفاظت کے لازمی وسائل تھے۔ میرے استاذ، اکثر اساتذہ اور میرے اکثر اساتذہ کے استاذ تھے۔

میرے جد کریم، آئینۂ غوث نما، محبوب نورانی، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ المشائخ، سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز کے عظیم المرتبت مرید وخلیفہ اور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز کے چہیتے خلفا اور ارشد تلامذہ سے تھے۔

شریعت وطریقت کے سنگم، علم بے کراں اور علم بے پایاں کی چلتی پھرتی تصویر، اپنے بزرگوں اور اپنے مشائخ اور اپنے اساتذہ کی کرامت، اپنے نبی کا معجزہ، اپنے خدا کی نشانی، میرا اذعان ویقین بولتا ہے کہ نہ خدا کی نشانی مٹ سکتی ہے اور نہ نبی کا معجزہ فنا ہو سکتا ہے، اور نہ ہی بزرگوں کی کرامت کو زوال ہے۔ لہٰذا حافظ ملت زندہ تھے اور آج بھی زندہ ہیں۔ ہاں ہماری ظاہری نگاہوں سے دور ہو گئے مگر آج بھی وہ ہم میں ہیں۔ رب تعالیٰ ان کے روحانی فیوض وبرکات سے ہمیں کبھی محروم نہ فرمائے، آمین۔

یقیناً حافظ ملت نے اپنے لیے جس شاہ راہ عمل کو تجویز کیا اس میں بے حد پیچ وخم تھے جن پر چل کر آپ ناmحمود مصائب سے آنکھیں ملاتے رہے۔

یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ "باغ فردوس" (مدرسہ اشرفیہ کا تاریخی نام) بلفظ دیگر "اشرفی گلستاں" کی تعمیر کا سودا آپ کی رگ وپے میں لہو بن کر دوڑ رہا تھا۔ یہی تعمیر کا سودا تھا جس کے لیے آپ بستی بستی، صحرا صحرا، گوشہ گوشہ، محفل محفل، ڈگر ڈگر، نگر نگر پھرتے رہے اور اس راہ کے طوفان تباہی کی بے پناہ شورشوں کو برداشت کرنے کے لیے اپنے کو آمادہ فرما کر ہر آن سرگرم عمل رہے۔

حافظ ملت اشرفی مے خانے کا دہکتا ہوا شعلہ تھے، جن سے اپنوں نے نور لیا، اور اغیار خاکستر ہو گئے۔ آپ مہکتی ہوئی سرشار نگاہی کے حامل تھے، جو آپ کے قریب ہو جاتا، آپ کا ہو جاتا اور آپ کی محبت کے نشے میں ڈوب جاتا۔

المختصر... حافظ ملت نے جو سوچا اس پر چل کا دکھایا اور ہر ممکن طرح سے ملت کی حفاظت

فرمائی اور جانے سے پہلے بے شمار اصحاب قلم، اصحاب زبان اور اصحاب علم چھوڑ گئے تاکہ وہ ان کے باقی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر ملت کی حفاظت کریں۔

حافظ ملت ایک فرد نہ تھے، بلکہ علم و ادب کا ایک عظیم ادارہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کے فروغ وارتقا کی تابناک علامت تھے۔ آج بھی گویا وہ فرمار ہے ہیں: ؎

روش دہر کا ہر نقش پکارے گا مجھے
یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک مرا افسانہ ہے [1]

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، (یوپی)

(الف) اللہ تبارک وتعالیٰ نے والد مکرم حضور سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ کو بے شمار اوصاف وکمالات سے نوازا تھا۔ آپ اپنے وقت کے متبحر عالم دین، مایۂ ناز فقیہ، بے مثل مناظر و متکلّم اور ایک باکمال مدرس تھے۔ پوری زندگی درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں گزاری۔ ہزاروں تشنگان علوم نبویہ آپ کی بافیض درس گاہ سے شاد کام ہوئے۔ حضور حافظ ملت زندگی کے آخری لمحات تک خدمت خلق اور اصلاح امت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ کی انقلاب آفریں شخصیت نے پورے عہد کو متاثر کیا۔ آپ کی دینی، ملی، علمی اور قلبی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ [2]

(ب) حافظ ملت نے جس مقصد کے لیے جان دے دی اگر میں اس کے حصول کے لیے کچھ کر سکا تو اسے اپنی زندگی کی معراج تصور کروں گا۔ [3]

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۸۱-۸۲۔

(۲) معارف حدیث، از: حافظ ملت علیہ الرحمۃ، ص: ۸۔

(۳) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۸۔

شرفِ ملت حضرت سیّد محمد اشرف برکاتی دام ظلہ، مارہرہ شریف

حضور حافظ ملت اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے۔ آپ کی شخصیت ایک ایسے شجر کی مانند تھی جو پھل دار بھی ہو اور سایہ دار بھی۔ اُس شجر سایہ دار کی نرم چھاؤں میں سیکڑوں پودوں نے پرورش پائی اور اس ایک ادارے سے سیکڑوں ادارے وجود میں آئے۔ دینی اداروں کی تاریخ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا نام ہمیشہ حروفِ زریں میں لکھا جائے گا۔

ذاتی زندگی میں حضورِ حافظ ملت نہایت بردبار، سادہ مزاج اور قناعت پسند تھے، ان کی طبیعت میں حد درجہ کا انکسار تھا جو ایک عالم باعمل کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے۔ حضور حافظ پابند شریعت تو تھے ہی، ساتھ ہی ساتھ وہ راہِ طریقت کے ایسے حوصلہ مند مسافر تھے جو صرف ذاتی سفر نہیں کرتا بلکہ رہنمائی کا کارِ عظیم بھی انجام دیتا ہے۔ وہ اس شعر کے سچے مصداق تھے:

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

میں والد محترم حضور احسن العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہ الفاظ نہیں بھول سکتا کہ:

”وہ یقیناً کھانے کے دستر خوان سے لے کر محراب و منبر اور مسند درس و افتا سے تخت مشیخیت تک ”حافظ ملت“ تھے۔ ان کی یادگار ”الجامعۃ الاشرفیہ“ کی تعمیر کے لیے آئیے ہم سب مل کر شیشہ پلائی دیوار بن جائیں۔“

الحمد للہ کہ اللہ رب العزت نے حضور احسن العلما علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی

(الف) قدرت الٰہی کا یہ انتظام ہے کہ اس نے ہر زہر کے لیے تریاق پیدا کیا، اس لیے مصلحین امت کا ایک گروہ ہر دور میں پیدا ہوا جو لوگوں کی اصلاح اور ان کی روحانی بیماری کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔ انھیں نفوس قدسیہ میں حضور حافظ ملت، استاذ العلما، جلالۃ العلم، آقائے نعمت، مولانا

شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز شامل ہیں۔ آپ نے اپنی تمام علمی و فکری صلاحیتوں کو بروے کار لاکر قوم و ملت کی اصلاح و خدمت کا فریضہ بڑے استغنا، خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ انجام دیا۔ انھوں نے جو کچھ سوچا سب قوم و ملت کے لیے سوچا۔ ان کی سعیِ مسلسل ایک مقصد کے تحت تھی۔ وہ مقصد یہ تھا کہ باطل خیالات و عقائد کا رد و ابطال ہونا چاہیے۔ ملت اسلامیہ ہند میں جو اختلاف و انتشار، اغیار کی فتنہ سامانیوں کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے، اس سے قوم و ملت کو نجات دی جائے اور ان میں باہمی اتحاد و اتفاق اس طرح پیدا کر دیا جائے کہ وہ شیشہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند ہو جائیں اور مسلمانوں کو خصائل رذیلہ سے رہائی دے کر ایک مہذب و متمدن قوم میں تبدیل کر دیا جائے اور انھیں اسلامی صفات و اخلاق عالیہ سے آراستہ کر دیا جائے۔

حضور حافظ ملت نے اپنے خطبات و تقاریر سے مسلمانوں میں اسلامی روح پھونکنے کے لیے کامل کوشش فرمائی۔ آپ کے پند و نصائح اگر چہ الفاظ کی صنعت آرائیوں اور شعلہ بیانیوں سے خالی ہوا کرتے تھے، لیکن بہت پُر اثر اور علوم و معارف پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی علمی زندگی کو اتباع سنت کے سانچے میں ڈھال کر بطور نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام عام کرنے کے واسطے مختلف طریقے اختیار فرمائے اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ کی ایسی توضیح و تشریح فرمائی، جو اخلاقی و روحانی بیماریوں کے لیے ایک تریاق کا درجہ رکھتی ہیں۔ (۱)

(ب) ایک بڑے سے بڑے انسان کو جو آپ دیکھ سکتے ہیں، جس نے قوم و ملت کی خدمت گذاری میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کی ہوں، اس میں حضور حافظ ملت کی شخصیت ایک عظیم مصلح کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتی ہے اور آپ کی شخصیت کا عکس پورے طور پر اجاگر ہوتا ہے۔ اس لیے میرا دعویٰ ہے کہ حضور حافظ ملت عہد جدید کے بہت بڑے خدا رسید بزرگ اور مصلح قوم تھے۔ (۲)

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۵ء، ص: ۸۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، ص: ۱۶، فروری ۱۹۸۵ء۔

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، گھوسی

حضرت حافظ ملت کی دینی وعلمی خدمات کا مرکز اشرفیہ ہی تھا۔ آپ نے تقریباً ۴۴؍سال تک یہاں تعلیم وتدریس کی بزم قائم رکھی اور وہ بھی اس شان سے کہ ہر دور میں اشرفیہ ہزار انجمن علم وفن پر بھاری رہا۔ حضرت صدر الشریعہ کے بعد حافظ ملت ہی کے لیے یہ خصوصیت مقدر ہوئی کہ آپ نے سب سے زیادہ بہتر اور کثیر التعداد علما پیدا فرمائے۔

حافظ ملت نے مبارک پور میں رہ کر پچاس سال تک خدمت کی مگر کسی زمانے میں بھی آپ کا مشاہرہ ۲۵۰؍روپے نہیں پہنچا۔ آپ نے کبھی بھی اضافۂ تنخواہ کی درخواست نہیں دی۔ آپ کو دوسرے مدارس سے ۶۰۰؍روپے ماہانہ مشاہرہ پر، اور کہیں سے اس سے زائد تنخواہ پر مدعو کیا گیا مگر آپ نے کبھی اس طرف دھیان نہیں دیا۔ حافظ ملت ایک طرف اشرفیہ کے لیے مالی فراہمی میں پوری کوشش کرتے تھے تو دوسری طرف اپنے لیے اقل قلیل مشاہرہ لے کر باندازِ دیگر ادارہ کی مالیات کو مضبوط فرماتے تھے۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی

(الف) میں اکثر یہ کہا کرتا ہوں کہ حافظ ملت جن بلند، راسخ اور بے تصنع کمالات واخلاق کے جامع تھے۔ اس درجۂ رسوخ پر ان میں سے ایک کمال بھی کسی کو حاصل ہو جائے تو وہ اسے آسمان قبول وعظمت کی رفعتوں تک پہنچانے کے لیے کافی ہوگا۔

(ب) وہ ایک بلند پایہ عالم تھے۔ ایسے عالم جن کے علم وفضل کا چرچا ان کے دور طالب علمی ہی میں ہوا۔ مولانا فضل حق رام پوری جیسے متبحر، محقق اور مصنف علامہ نے درس نظامی کی منتہی ومشکل کتاب "امور عامہ" کے ایسے مقام کا امتحان لیا جو نہ شامل امتحان تھا اور نہ وہاں تک درس ہوا تھا، مگر جواب ایسا صحیح ودرست اور اطمینان بخش پایا کہ فرمادیا:

"اسی سے آپ کی ہر کتاب کا امتحان ہو گیا۔"

علم کے ساتھ آپ کے استحضارِ علم کا کمال یہ تھا کہ مبارک پور کے ابتدائی زمانۂ تدریس میں جب کہ تیرہ کتابوں کا روزانہ درس دیتے اور دوسری دینی مصروفیات میں ہمہ تن مشغول رہتے۔

(ج) وہ عظیم مناظر تھے۔ ایسے مناظر کہ تمام درسی مصروفیات کے ساتھ ساڑھے چار ماہ تک شبانہ تقریریں جاری رکھیں اور احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا کر دیا۔ واضح رہے کہ مناظرہ کے لیے صرف درس گاہی علم و مطالعہ کافی نہیں ہوتا، اس کے لیے مختلف علوم و فنون کا وسیع مطالعہ، ان کا استحضار، کمال اظہار، حسن تفہیم، قوت استدلال سب کی ضرورت ہوتی ہے اور حافظ ملت کے اس مناظرہ سے ان سبھی کمالات کا ثبوت فراہم ہو گیا۔

اسی کمال مناظرہ کا زندہ ثبوت "العذاب الشدید" ہے جو آج تک لاجواب ہے۔

حافظ ملت فرماتے تھے:

اللہ کے عذاب کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟

"مقامع الحدید" منظر عام پر آنے کے بعد صرف ایک ہفتہ میں "العذاب الشدید" کا مسودہ مکمل ہو گیا۔ اس سے آپ کے علم اور استحضار علم کا دونوں کا اندازہ کیجیے۔

(د) وہ شاندار خطیب تھے۔ ایسے خطیب کہ زمانۂ طالب علمی میں ہی ان کا دعویٰ تھا کہ کوئی موضوع دیا جائے بغیر کسی تیاری کے فوراً اس موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کر سکتا ہوں۔ امتحان کے لیے ایک بار دعائے قنوت کو عنوان خطاب تجویز کیا گیا اور انھوں نے اپنے دعوے کی تصدیق مکمل طور پر فراہم کر دی۔

بڑی بڑی کانفرنسوں میں جہاں مقررین بولتے ہوئے سہمتے ہیں، انھوں نے حیرت انگیز اور اثر آفریں تقریریں کیں۔ ان کی خطابت بھی عصر حاضر کے بعض مقررین کی طرح محض خطابت نہ تھی بلکہ الفاظ کے ساتھ معانی، بیان کے ساتھ علم و فکر اور شوکت خطابت کے ساتھ قوت استدلال کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی نظر آتا۔ مواد کی فراوانی اس قدر ہوتی کہ بعض مقررین کہتے تھے کہ ہم ان کی ایک تقریر بغور سن لیتے ہیں، اسی سے تین تقریریں بن جاتی ہیں۔

وہ باکمال مدرس تھے اور تدریسی کمال پر ایسا عبور تھا کہ ایک بار مجھ سے فرمایا:

دار العلوم اشرفیہ میں کسی وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے تلمیذ شہیر ملک العلما مولانا ظفر الدین احمد بہاری علیہ الرحمۃ کو صدر مدرس کی حیثیت سے لانے کی تجویز ہوئی۔ حافظ ملت نے سنا تو فرمایا:

بڑی خوشی ہے وہ تشریف لائیں۔ میں خادم ہوں خدمت کرتا رہوں گا۔ میں نے دس سال تک حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی کفش برداری کی ہے۔ حضرت مولانا تشریف رکھیں گے اور میں ان کے سامنے درس دوں گا۔

ماہرین تدریس جانتے ہیں کہ یوں طلبہ کے سامنے تقریر وتفہیم آسان ہوتی ہے لیکن کسی متبحر و ماہر عالم کے سامنے کمزور علم والے کا آیا ہوا مضمون بھی غائب ہوجاتا ہے اور گرمیِ تقریر وتفہیم سرد ہوکر رہ جاتی ہے، مگر حافظ ملت اس میدان کے بھی باکمال شہ سوار تھے۔

میں نے صرف بلند پایہ عالم کہا، علم کی مختلف شاخوں کو لے لیجیے، وہ بلند پایہ محدث، مفسر، مفتی، اصولی، کلامی، معقولی سبھی کچھ تھے اور ہر ایک کے شواہد موجود ہیں۔

وہ عالم گر تھے۔ ایسے عالم گر کہ آج برصغیر کی مشہور درس گاہوں کے اہم عہدوں پر ان کے تلامذہ جلوہ گر ہیں۔ وہ خطیب گر تھے اور ایسے خطیب گر کہ میدانِ خطابت میں ان کے تلامذہ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ اسی طرح مناظرہ وافتا، تصنیف وتحریر ہر شعبہ میں ان کی درس گاہ فیض کے تربیت یافتہ ماہرین ضوفشاں ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا سید اسرار الحق صاحب قبلہ، راجستھان

(الف) ہندستان میں سیکڑوں عالم ہیں مگر ان شہزادے (حافظ ملت) سے ہمیں اس لیے عقیدت و محبت ہے کہ انھوں نے بھارت میں عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایسا پرچم لہرایا ہے، جو کسی کے بس کی بات نہیں۔ (۲)

(ب) امام احمد رضا بریلی میں پیدا ہوئے اور علم و معرفت کا چشمہ بریلی سے جاری کیا مگر عجب مظاہرۂ قدرت ہے کہ سیراب ہونے کے لیے لوگ مبارک پور آرہے ہیں۔ حافظ ملت کے تلامذہ نہیں بلکہ حقائق وتجربات کا ٹرانس میٹر ساری دنیا کے طالبان علم کے لیے ہر روز پیغام نشر کر رہا ہے کہ امام احمد رضا کو سمجھنا ہے تو مبارک پور آؤ۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور سنیت

(۱) حافظ ملت نمبر۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۶۴۔

کے مشن کو دل ودماغ کی گہرائیوں میں اتار کر پُر وقار طور پر ساری دنیا میں اشاعت دین کی صلاحیت پیدا کرنا ہے تو مبارک پور آؤ۔ روحانیت کے ریڈیو اسٹیشن سے ہر دن یہ نشریات شہروں، قصبوں اور ملکوں میں پہنچ رہے تھے مگر لوگوں کو جو صرف ظاہری دنیا پر نظر رکھتے ہیں یقین نہیں آیا کہ پارچہ بافی کا صنعتی مرکز، علم وفضل، شریعت وطریقت کا سینٹر کیسے ہوگیا ہے؟ نگاہ ظاہر حقائق ومعارف کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔ ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

مرد مومن، عارف باللہ، فدائے امام احمد رضا حافظ ملت کے فیض کا دریا رواں ہوا اور مبارک پور کی سنگلاخ وناہموار زمین دیکھتے ہی دیکھتے حسین سبزہ زاروں میں بدل گئی۔ حافظ ملت جیسے دانائے راز سے فیض کی پہلی قسط علامہ مفتی حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت علامہ فاضل علوم مشرقیہ مفتی ظفر علی صاحب کراچی، پیر طریقت رہنمائے ملت مولانا سید عبد الحق اعظمی، فاضل گرامی نائب مفتیِ اعظم ہند، شیخ الحدیث حضرت علامہ شریف الحق صاحب وغیر ہم کی شکل میں رونما ہوئی۔ ایشیا وافریقہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اب معلوم ہوا کہ عارف باللہ حافظ ملت کیا ہیں؟ ساری دنیا میں دھوم مچ گئی، کوہ ساروں، سبزہ زاروں، علم وفضل کے مرکزوں ہی نہیں بلکہ مشرق ومغرب نے آواز دی کہ حافظ ملت جلالۃ العلم ہے۔ سب نے مل کر حافظ ملت کو استاذ العلما کا خطاب دیا۔

اللہ اکبر! یہ علم وفضل کا بحر ناپیدا کنار جس نے مشرق ومغرب کو ہلا کر رکھ دیا۔ مباک پور جا کر دیکھو، سیدنا حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ ہو جائے۔ مبارک پور میں کھڑے ہو کر مدینہ کی زیارت ہو جائے۔ یہ جلالۃ العلم استاذ العلما علم وفضل کا انمول ہیرا مبارکپور کے ایک انتہائی معمولی کھپرہ پوش، ویران مکان میں ایک کھاٹ پر معمولی اور بہت معمولی کپڑے زیب تن کیے بیٹھا ہے۔ عقل ودانش محو حیرت ہے کہ تلامذہ میں مفتی ظفر علی نعمانی جیسے دولت مند اور صاحب اقتدار لاکھوں روپے کی بلڈنگوں میں شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مولانا شریف الحق نائب مفتی اعظم اور پیر طریقت مولانا سید عبد الحق لکھ پتیوں کے جھرمٹ میں عزت

وافتخار کے ساتھ سرداری کررہے ہیں اور ان کو شعور وزندگی کی دولت عطا کرنے والا ہر شے سے بے نیاز فقیرانہ زندگی کا شیدائی ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

قطرے کو دریا اور ذروں کو آفتاب بنتے دیکھ کر شمع علم و معرفت (حافظ ملت) کے گرد پروانوں کی بھیڑ لگ گئی۔ جلالۃ العلم کی نگاہ فیض رساں کا ظہور شیخ الحدیث بحر العلوم علامہ عبد المنان، فاتح یورپ وایشیا، مناظر اسلام، علوم مشرقیہ کا بحر ناپیدا کنار علامہ ارشد القادری، محدث کبیر، فاضل گرامی، فقیہ بے مثال علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، خطیب یورپ وایشیا فاضل علوم مشرقیہ علامہ قمر الزماں جوائنٹ سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ کی شکل میں ہوا۔

حافظ ملت کی نگاہ کرم نے مبارک پور کی دنیا بدل ڈالی اور اس کو ساری دنیائے اسلام کا مرکز توجہ بنادیا۔ آپ کے تلامذہ جب یورپ وایشیا اور افریقہ کے علاقوں میں پہنچے اور عظمت سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرچم لہرائے تو مسلمانوں میں ایک عظیم دینی ومذہبی بیداری پیدا ہوئی۔ (۱)

جامعِ معقول ومنقول حضرت علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ

(الف) ہر دور میں مذہبی قیادت کے افق پر ایک سے ایک آفتاب وماہتاب طلوع ہوئے۔ عہد حاضر کے قائدین علم واخلاق میں استاذ العلما حافظ ملت علیہ الرحمہ کی شان عجب انفرادیت کی حامل نظر آتی ہے۔ وہ کشور علم کے ایسے تاجور تھے جن کی خدا داد شوکتوں کے پرچم آج بھی لہرا رہے ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت کے ایسے عاشق جاں باز تھے جنھوں نے ہوا کی زد پر چراغ محبت کو روشن رکھا۔

۱۳۶۱ھ میں علوم دینیہ کی تدریس کی خاطر جب حافظ ملت کا ورود مسعود ناگپور میں ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ میں پوری سرزمین ناگپور آپ کے انوار علم سے جگمگا اٹھی اور شش جہات میں دین ودانش کے جلوے بے نقاب ہوگئے۔ انھیں دنوں کا ذکر ہے کہ شہر کے

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۴۶۶۔

ایک کالج میں عید میلاد النبی ﷺ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس میں شہر کے معززین، عمائدین، ایڈوکیٹ، بیرسٹر اور کالج کے پروفیسر بھی موجود تھے۔

وہ وقت بڑی آزمائش کا ہوتا ہے جب مختلف ماہرین فن کے سامنے اپنے فکری شہ پاروں کو پیش کرنا ہوتا ہے، مگر حضور استاذ العلما اتنے بلند پایہ عالم اور خطیب تھے کہ کسی موقع پر بھی کسی قسم کی مرعوبیت کے شکار نہیں ہوتے تھے۔ (۱)

(ب) درس نظامیہ کی اہم اور مشکل کتابوں کو برجستہ پڑھانے پر حضور حافظ ملت کو پوری قدرت حاصل تھی۔ ایک بار قاضی مبارک کا درس ہو رہا تھا، معمول کے مطابق درس ختم کر کے کتاب بند کرنی چاہی۔ ایک ذکی طالب نے اپنے ہم درس کو اشاروں میں کہا کہ حضور حافظ ملت کا مطالعہ یہیں ختم ہو گیا، حضرت نے کتاب کھول دی اور پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا: طالب علم نے اپنے مطالعہ کے مطابق عبارت پڑھی۔ حضرت نے اسی شان سے درس دیا۔ اب طالب علم نے کتاب بند کرنی چاہی، حضرت نے ارشاد فرمایا: اور پڑھو، مگر ان کا مطالعہ ختم ہو چکا تھا، اس لیے وہ خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: عبد العزیز کو قاضی مبارک پڑھانے کے لیے مطالعہ کی حاجت نہیں ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ ایک نشست میں پوری کتاب پڑھا سکتا ہوں۔ (۲)

(ج) حضور حافظ ملت اقران و معاصرین (ہم عصر علما) میں بھی دقیق النظر، متبحر عالم اور بلند پایہ خطیب متصور ہوتے تھے۔ (۳)

امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا الیاس عطّار قادری دام ظلہ، پاکستان

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور پوری دنیائے اہلِ سنت کی عظیم الشان درس گاہ ہے، جو ہند کے صوبہ یوپی کے ضلع اعظم گڑھ میں واقع ہے۔ اس عظیم الشان دینی درس گاہ کے بانی استاذ العلما، جلالۃ العلم، حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ہیں۔ آپ اپنے ہر عمل میں سنت

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۵۲۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۵۷۔

(۳) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۵۵۔

رسول ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک گلستاں
علم صدر الشریعہ کا بحر رواں
علم سے جس کے سیراب سارا جہاں
لہلہانے کا دین کا بوستاں
جس طرف دیکھو اس کے قدم کے نشاں
حافظ دین وملت پہ لاکھوں سلام (۱)

شاعرِ اسلام جناب بیکل اتساہی عزیزی، بلرام پور

آقائی، ملجائی، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی فقط ایک ذات ہے جو محبت و اخوت، امن و آشتی کی علامت اور کاروان قوم وملت کا نشان منزل تھی۔ (۲)

میری زندگی کی تمام کامیابیاں حضور حافظ ملت کی رہینِ منت ہیں۔ (۳)

حضرت علامہ مفتی محمد ظل الرحمٰن ضیائی عزیزی، بھاگل پوری

حضور حافظ ملت کی موت صرف ان کی موت نہیں، یہ ایک تہذیب، ایک تمدن، ایک انجمن، ایک بزم کی موت ہے۔ حافظ ملت کی موت سے نہ صرف پروردۂ آغوش شفقت، شہزادۂ حضور حافظ ملت حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب یتیم ہو گئے، بلکہ بہت سارے علما، درس گاہیں، اس کے اساتذہ، طلبہ یتیم ہو گئے۔ مریدین، معتقدین بے سہارا ہو گئے، کتنوں کے سرپرست چھوٹ گئے۔ حافظ ملت کی آنکھیں بند نہیں ہوئیں، علم و فضل کا آفتاب ڈوب گیا، اسلامی تہذیب کا چاند گہنا گیا، علم کی انجمن سونی ہو گئی، صلحا اور صوفیا کی بزم بے نور ہو گئی، تصوف

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۲۰۱۲ء، ص: ۲۲۔
(۲) انوار حافظ ملت، ص: ۱۰۰۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۸۔

کی دنیا اجڑ گئی۔ ایک فقید المثال محدث، خطابت کا بے تخت و تاج بادشاہ، اسلاف کرام کی بے مثال یادگار ہمیشہ کے لیے آسودہ خاک ہوگئی۔ سچ تو یہ ہے کہ فقیہ اعظم، صدر الشریعہ، مرشد طریقت نے جو جگہ خالی فرمائی تھے، حافظ ملت کی بے نظیر شخصیت نے اسے پُر کر دیا تھا۔

مستقبل کا مورخ جب مبارک پور کی تاریخ لکھے گا تو یہ ناممکن ہے کہ جلالۃ العلم والعلما، حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی ہمہ گیر شخصیت کے تذکرہ کے بغیر اس کا قلم آگے بڑھ جائے۔

حضور حافظ ملت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن ان کی یادیں ہمیشہ زندہ رہیں گی اور الجامعۃ الاشرفیہ کا بلند مینار تاقیامت روشن رہے گا اور فیضان علم کا دریا موج مارتا ہی رہے گا۔ ان کی حکمت و دانائی کا سرچشمہ بہتا ہی رہے گا۔ ان کے علم و فضل کا انداز اور ان کی وضع داری کا مزاج زندۂ جاوید رہے گا۔ ان کی ہر ادا، ہر انداز ایک یادگار ہی نہیں بلکہ زندگی کے لیے مشعل راہ ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جو ہم سب کے لیے صبر و سکون کا باعث بنیں گی اور اگر یہ نہ ہوتیں تو رونے والوں کو صبر و سکون نہ ملتا اور غمگین واداس مریدین و معتقدین کو سکون کی منزل نہ ملتی۔[۱]

پروفیسر سیّد جمال الدین اسلم دام ظلہ، مارہرہ شریف

بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کا آستانۂ علم و افتا شیخ کامل حضور مفتیِ اعظم ہند کی قیادت میں ایک خانقاہ کی صورت میں منتقل ہو گیا۔ غالباً شیخ کامل نے اپنی حیات میں دار العلوم اشرفیہ (مبارک پور) کی سرپرستی فرما کر، اس کے احیا میں بھرپور تعاون فرما کر اور اسے حیات نو دے کر یہ طے فرما دیا تھا کہ یہ دار العلوم اہلِ سنت کا علمی مرکز بنے گا اور بریلی شریف میں آستانۂ رضویہ اہلِ سنت کی ایک مرکزی خانقاہ کی صورت میں مقبولِ عام ہوگی۔[۲]

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء۔

(۲) پیغامِ رضا، مفتیِ اعظم نمبر، ص:۳۳۵۔

حضرت مولانا سید شمیم گوہر صاحب قبلہ دام ظلہ

(الف) حافظ ملت ایک ایسا آفاقی انسان، ایک ایسا عظیم محسن ومونس اور ایک ایسا بے خوف مرد مجاہد تھے جس کی تاریخ ساز شخصیت اور شاہیں نما پرواز کی ابتدا نے پہلے تو ایک معمولی سی درس گاہ سے رشتہ جوڑا، پھر اپنے تمام کردار کا قرض ادا کیا۔ مقصد حیات کی تاریخ نکھاری اور آخر میں طویل مسافت کے بعد فلک بوس عمارت کے سایے میں اپنا دم توڑ دیا۔ "موت العالِم موت العالَم" فضاؤں میں ہنگامہ مچ گیا۔ زندگی کا ساز خاموش ہو چکا تھا، سنیت کا سر تاج اٹھ گیا، قوم کا غم خوار رخصت ہو گیا، دنیا ایک سربراہ اعلیٰ سے محروم ہو گئی۔ اس کے ہم عصر علما پھوٹ پھوٹ کر اشک فرقت بہانے لگے، اپنا سر دھننے لگے، ہاتھ آسمان کی جانب اٹھ گئے۔ "اے خدا! نعم البدل سے محروم مت رکھیو"۔

پیروں کے نیچے خار مغیلاں کی دنیا آباد کرنے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ بے شمار علمائے کرام کے حصّہ نیابت کو خود اپنی ذمہ داری سے منسوب کرنے والی شخصیت نظر نہیں آتی۔ کتنی عظیم دولت چھن گئی۔ (۱)

(ب) شہنشاہ علم وحکمت، محافظ نورِ سنیت، پاسبانِ لالہ ونکہت اور محبِ اہلِ مملکت یعنی حضور حافظ ملت کی ممتاز اور ہمہ گیر شخصیت زمانہ پر منکشف ہے۔ قیمتی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا قرض چکا دینے والا یہی وہ بے لوث مجاہد تھا کہ جس کے قدم ناز ویرانے میں پڑ گئے تو شہرِ تمنا آباد ہو گیا۔ (۲)

حضرت کی موجودگی میں کسی کو احساس نہیں ہو پاتا کہ میں اپنے والدین سے دور وادیِ غربت میں یوم عید کے لمحات گزار رہا ہوں۔ الغرض حضور حافظ ملت کے گوشۂ تنہائی میں جمال وکمال اور قوت برداشت کی ایک دنیا آباد تھی، احتیاط وپاکیزگی کی کائنات زندہ تھی۔ قربت سے روزانہ فیضاب ہونے والا بھی دہلیز پر قدم رکھنے سے پہلے ایک بار کانپ جاتا تھا، چہرے کا رعب ودبدبہ کبھی ضائع نہ ہونے پایا۔ کہنے کو نگاہوں کے سامنے موم کا پیکر رہتا تھا، مگر عام

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۱۹۵۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۱۹۶۔

انسان جلووں کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ حضرت کی انکساری و عجز نوازی کا یہ عالم تھا کہ کسی قابل قدر اور معزز شخصیت کی خبر آمد پر میں نے خود گھر کو سنوارتے اور جھاڑو لگاتے دیکھا ہے، جب کہ یہ کام کوئی بھی طالب علم انجام دے سکتا تھا مگر یہی وجہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود ہیچ مدانی کے قصور نے حضرت کو آسمان کی بلندی تک پہنچا کر رکھ دیا ہے۔ (۱)

رئیس القلم حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ

(الف) حافظ ملت قدس سرہ العزیز بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی زندگی کی ایک شاہ کار خصوصیت یہ بھی ہے کہ مبارک پور کی درس گاہ علم و فن سے ایسے طلبہ کی ایک خاص نہج پر تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی جو علم و دین کے متعدّد شعبوں میں اپنی صلاحیت کا استعمال کر کے کچھ مثالی خدمت انجام دے سکیں۔ آپ کے اندر جوہر شناسی کی خاص خوبی تھی۔ طلبہ کی ذہانت وزیرکی، محنت وکدو کاوش، سلامت فطرت، رجحان طبع، بلند خیالی، میدان عمل کی تعین ان سب چیزوں کو حافظ ملت قدس سرہ کی دور بین نگاہیں ایک ہی نظر میں تاڑ لیتیں۔ اور ان کے حال و مستقبل کے میدان کار کی نشاندہی اور تربیت کا خاص ڈھنگ ان کے ساتھ اپنایا جاتا۔ اور ہر طرح کی شفقتیں، حوصلہ افزائیاں، رہنمائیاں ان کے ساتھ ہوتیں۔ اس طرح آپ نے کثیر تعداد میں باصلاحیت افراد پیدا کیے۔

آپ نے اپنے تلامذہ میں ایسی روح پیدا کی، اور انھیں ایسی استعداد بخشی کہ وہ متعدّد میدانوں میں نمایاں حیثیت سے خدمت علم و دین انجام دے سکیں۔ تفسیر و حدیث کے ماہر علما بھی آپ کے دانش کدہ سے پیدا ہوئے، جو مسند تدریس کی آبرو اور وقار ہیں۔ اور فقہ و افتا کے ممتاز افراد بھی آپ کی درس گاہ علم و فضل سے اٹھے اور انھوں نے جدید و قدیم مسائل کا حل شریعت اسلامیہ کی روشنی میں قوم و ملت کو بتایا اور مسائل و احکام میں ہر طرح ان کی رہنمائی کی۔ منطق و فلسفہ جو اگرچہ آج اپنی زندگی کے دن گذار رہے ہیں، دن بہ دن ان سے بے رغبتی کی وجہ سے ادبار و انحطاط کے شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن صدیوں سے ان کی مسلسل حکمرانی

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۲۰۲۔

اور آج سے پہلے ان کی افادیت، ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ ان کے ذریعہ علماے اسلام نے بڑی ٹھوس اور مستحکم خدمتیں انجام دی ہیں۔ اور درس نظامی کی جان انھیں ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس لیے حافظ ملت کے بہت سے تلامذہ اس میدان میں بھی نمایاں اور ممتاز درس گاہوں کی زینت ہیں اور انھیں کے دم سے ان کی بہار قائم ہے۔ (۱)

(ب) آپ کی مجلس کی گفتگو بڑی شگفتہ اور بعض اوقات ظریفانہ مگر سنجیدہ و باوقار ہوتی۔ آپ کے حکیمانہ نکتے مصباحی علما میں کافی مشہور ہیں۔ کلموا الناس علی قدر عقولھم کے مطابق ہی حاضرین سے خطاب فرمائے۔ چلتے تو ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتے۔ نوآموز مدرسین و مقررین کی حوصلہ افزائی بالخصوص نوجوان علما کے لیے حوصلہ افزا کلمات اور دعاؤں سے نوازنے میں آپ اپنے تمام معاصرین میں منفرد اور بے مثال نظر آتے ہیں۔

یہی وہ اخلاق فاضلہ ہیں جن سے آپ علما و مشائخ، طلبہ و مریدین، معتقدین اور عامۃ المسلمین میں مقبول اور معزز و محترم ہوئے۔

دوست ہو یا دشمن جو آپ سے ملتا وہ آپ کے اخلاق کا گہرا نقش لے کر اٹھتا۔ اپنے وسعت ظرفی وسیر چشمی، کشادہ دلی و خندہ پیشانی، کمال ادب و احترام، شفقت و محبت، جذبۂ خیر خواہی، ہمدردی و خلوص، مہر و محبت، عجز و انکسار، صبر و ضبط، پابندی اوقات کے ساتھ آپ نے ایک باوقار اور بامراد زندگی گزاری۔ نگاہ میں بلندی، سخن میں دل نوازی اور قلب میں گرمی و حرارت تھی۔ تعمیر جامعہ (اشرفیہ) کے وقت اس کی لَو تیز تر ہوگئی جس میں آپ کا پورا وجود تپ کر کُندن بن گیا۔ (۲)

(ج) موجودہ صدی کے آخری دور میں دوسری شخصیتوں کی صف میں آپ کی حیثیت، آپ کے اثرات اور آپ کے کارناموں کو کوئی انصاف پسند مورخ ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آپ کی رفتار و گفتار، حرکات و سکنات، وعظ و تقریر، تدریس و تحریر اور ہدایت کے دیگر تمام ذرائع میں انفرادی شان تھی۔

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۳۹۶۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۳۹۸۔

آپ کے ذہن میں ابتدا ہی سے جولانیت تھی اور محدود و رائج ماحول سے ہٹ کر عالمانہ وفاضلانہ ہی نہیں بلکہ ناقدانہ فکر و نظر اور وسعت قلب کے ساتھ عمل کے میدان میں مجاہدانہ قدم رکھنے کا حوصلہ بھی تھا۔ انھوں نے تبلیغ علم و دین کے طاقت ور ذرائع و وسائل استعمال کیے اور فروغ مذہب و ملت کے لیے موثر ترین اسباب کو اپنانے کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

تدریس کے دوران متعلقہ اسباق کے افہام و تفہیم کے علاوہ ذہن سازی کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ عام مدرسین کی طرح صرف درس دینے پر اکتفانہ کرتے۔

ابتدا ہی سے مخصوص سانچہ میں ڈھل کر مستقبل کے قائد و ناخدائے ملک و ملت بننے کا بے قرار جذبہ پیدا کر دیتے۔ ان کی تقریر و تدریس کا عام مزاج اور پیغام یہ ہوتا۔

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے، محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں اجالا کر کے چھوڑوں گا

بہت سے مواقع پر آپ کا درس درد و کرب اور قلب کے پنہاں اضطراب و بے چینی کا آئینہ دار ہوتا اور اس سے سوز دل کی بو آتی، جس سے قلب براہ راست متاثر ہوتا، انداز فکر میں تبدیلی پیدا ہوتی۔ خفتہ صلاحیتیں بیدار ہوتیں، ذوق و شوق کو مہمیز لگتی، احساسات و خیالات میں تلاطم برپا ہوتا اور تلاطم آگے چل کر ہنگامۂ محشر کا رُوپ دَھار لیتا۔[1]

حضرت علامہ بدر القادری مصباحی، ہالینڈ

حضور حافظ ملت کا سب سے جامع تعارف یہ ہے کہ وہ ایک مومن کامل تھے۔

چہرہ میں جاذبیت اور شب زندہ داری کی نورانیت۔ خاموشی میں وقار و طمانیت نمایاں۔ پیشانی چمک دار اور جبّہ و دستار زیب تن فرمالیں تو لطافت روحانی پورے پیکر کو محتوی۔ مقام درس اور مسند ارشاد پر بیٹھیں تو جلالت علمی کا ترشح۔ عام بات چیت میں نرم روی۔ سنجیدگی اور

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۳۹۹،۳۹۶۔

محبت درافت کی جھلملاہٹ، ملاقاتیوں سے ہمدردانہ انداز میں زیادہ سننے اور اپنی جانب سے کم بولنے کی عادت، مناظرہ ومباحثہ میں مخالف کی حرکت پر چیتے جیسی نگاہ، شکرے جیسی جھپٹ، اور شیر جیسا گرج داراور مبہوت کن حملہ۔ درس گاہ میں باوقار، محققانہ انداز کلام، عام نشستوں میں بار حیا سے نظریں جھکائے آگے کو قدرے سر خمیدہ، مگر مجلس بھر میں نمایاں، راستہ چلنے میں نگاہیں نیچی رکھتے۔ (۱)

حضور حافظ ملت قدس سرہ العزیز ایک عظیم دینی وروحانی پیشوا تھے۔

حافظ ملت جیسے ایک عالم ربانی تھے، ایک مصلح امت اور سماجی کارکن بھی تھے۔ (۲)

حافظ ملت جس غم کو عمر بھر سینے سے لگائے رہے وہ قوم وملت کا غم تھا۔ ان کی خواہشات اور تمناؤں کو مجملاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے دیوانے تھے۔ انھوں نے حالات کا ہر رخ سے جائزہ لیا تھا۔ ماحول کے سرد وگرم کو پرکھا تھا۔ مزاج زمانہ کی نباضی کی تھی۔ انھوں نے قوم کو غفلت کے اندھیروں سے کھینچ کر علم ویقین کے اجالے میں لانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ (۳)

شاہ راہ حیات میں اپنی منزل مقرر کرنے کے لیے عقل مند انسان اپنا کوئی نشان مقرر کرتا ہے۔ حضور حافظ ملت نے اپنا نمونۂ عمل صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی قدس سرہ کو بنایا۔ اس لیے کہ صدر الشریعہ کی زندگی خود سنت رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

حضور حافظ ملت فرماتے:

”ہم نے صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی لیا، اس لیے کہ ان کا ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا۔“

اور اس اکتساب علم وعمل نے حافظ ملت کو پھر اس منصب جلیلہ اور مرتبہ علیا پر فائز

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۲۰۔۲۱۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۲۵۔

(۳) حافظ ملت نمبر، ص:۴۵۔

المرام کر دیا کہ ایک عظیم طبقہ نے صدر الشریعہ کی شخصیت کو حافظ ملت سے جانا۔ [۱]

حالات و حوادث اور مشاہدہ تاریخ نے حافظ ملت کو اشاعت اسلام اور خدمت دین کی راہ میں چلتا پھرتا ایک پیغام بنا دیا تھا۔ انھوں نے اپنے سارے تجربات اور مشاہدات کو سمیٹ کر الجامعۃ الاشرفیہ عربک یونیورسٹی کے ایک مرکز پر مجتمع کر دیا تھا۔

چالیس سال کی مجاہدانہ دینی خدمات، مرشدانہ افکار و نظریات اور مربیانہ طرز زندگی نے آپ کی شخصیت کو ایک عظیم رسوخ اور مقبولیت عطا کر دی تھی۔ [۲]

حافظ ملت فرائض و سنن کے بچپن سے پابند تھے۔ جب سے بالغ ہوئے نماز تہجد شروع کر دی جس پر آخری عمر تک عمل رہا۔ صلوٰۃ الاوّابین و دلائل الخیرات شریف وغیرہ روزانہ بلا ناغہ پڑھتے۔ آخری ایام میں پڑھنے سے معذور ہو گئے تو دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے۔ صبح کو ہر روز سورۂ یٰسین و سورۂ یوسف کی تلاوت کا التزام رکھتے اور جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کا بھی معمول تھا۔ [۳]

دنیا میں حافظ ملت کا شہرہ ان کی ہمہ گیر علمی عبقریت کے باعث ہوا۔ وہ درس نظامیہ کے مروجہ تمام علوم و فنون کے ماہر تھے۔ [۴]

مفکر اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی دام ظلہ، چریا کوٹ

حافظ ملت اپنی کنیت ابو الفیض کے صحیح مصداق ہیں۔ آج ان کے دم سے علوم اسلامیہ زندہ ہیں۔ [۵]

چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں ہندستان کے سپہر علم و فضل پر جن عظیم شخصیتوں نے مہر و ماہ بن کر اپنی روشنی بکھیری، ان میں استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ ابو

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۴۷۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۵۰۔
(۳) حافظ ملت نمبر، ص:۲۴۔
(۴) حافظ ملت نمبر، ص:۳۸۔
(۵) حافظ ملت نمبر، ص:

الفیض عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام نامی ہندستان کی علمی تاریخ میں ایک عظیم باب کا عنوان اور آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

حافظ ملت کی نہایت سادہ اور سر تا پا دین میں ڈوبی ہوئی ذات ایک ایسا ابر کرم تھی جس کی فیض بخشیوں نے صرف مبارک پور ہی نہیں بلکہ پورے ہندستان میں کشت زار علم کو سیراب کر کے سرسبز و شاداب بنا دیا۔ مبارک پور میں علم کا ایک ایسا دریا جاری فرمایا جس کی مبارک نہریں اس ملک کے بیشتر تشنگان علم کی پیاس بجھا رہی ہیں اور جس کا دائرہ اب صرف ہندستان ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اس کا فیضان علم عام ہوتا جا رہا ہے۔

حافظ ملت کی شخصیت ایک مرکزی شخصیت تھی۔ آپ نے اپنے مشن کا اصلی نشانہ ایسی چیزوں کو بنایا جو مرکزی اور اصولی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ صرف ہزاروں پر قانع نہ تھے بلکہ دریا اور سمندر کو بھی اپنے کمند عمل کا نخچیر بنانا مقصد حیات تصور فرماتے تھے۔ تاکہ سیرابی و شادابی کا سلسلہ عام سے عام تر ہو سکے۔[1]

حضرت مفتی عبد المنان کلیمی دام ظلہ العالی

حضور حافظ ملت عجز و انکسار کے پیکر تھے۔ حضور حافظ ملت، حضرت صدر الشریعہ کے صحیح جانشین اور علمی یادگار تھے۔ حضور حافظ ملت مقام تصوف کے تینوں زینے فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کو طے کر چکے تھے۔ حضور حافظ ملت مستجاب الدعوات ولی تھے۔

حضور حافظ ملت اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا کے سچے مصداق تھے۔

حضور حافظ ملت اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ کی عملی تصویر تھے۔

حضور حافظ ملت کی خلوت و جلوت اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ کی عکاس تھی۔[2]

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۰۸۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۵۔

حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی دام ظلہ العالی

امام احمد رضا قدس سرہ نے جس شریعت اسلامی کی تجدید فرمائی، حافظ ملت نے اسے عمل کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اگر عشق رسول اور درد ملت دونوں یکجا متشکل ہوں تو انھیں حافظ ملت کہنا غلط نہ ہوگا۔

آپ اگر ہندستان کے دینی ماحول کا جائزہ لیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ حافظ ملت کی ذات وہ ذات تھی جس نے ہندستان بھر کے دلوں کی سرزمین کو زندگی بخشی۔

استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ملت اسلامیہ کے ایک عظیم معمار تھے۔ جنھوں نے کم وبیش نصف صدی تک اسلامیان ہند کو باطل کے مسلسل حملوں سے بچائے رکھا اور وصال سے قبل ملت کے گرد ایک ایسا حصار قائم فرما گئے جو رہتی دنیا تک ناقابل شکست رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حوادث وانقلاب، تغیرات عالم کی ناگزیر قدریں ہیں جو عالم اور اہل عالم کو ہمیشہ درپیش آئیں گی، ملک ٹوٹتے اور متحد ہورتے رہیں گے، قومیں ابھرتی اور مٹتی رہیں گی، تہذیبیں پست وبالا ہوتی رہیں گی، صفحۂ زمین پر سیاسی، معاشی اور ثقافتی اعتبار سے نئے نئے جغرافیائی نقشے ابھرتے رہیں گے مگر دلوں کی دنیا میں حضور حافظ ملت کی ذات نے جو نقوش ثبت فرمائے ہیں۔ وہ ناقابل شکست وریخت ہیں۔

وہ اپنے سوز دروں کے پیش نظر قوم مسلم کی صلاح وفلاح کے لیے دعائیں کرتے اور جب سپیدۂ سحری نمودار ہوتا تو ایک آہ سحر گاہی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے تاکہ قوم وملت کی تعمیر کر سکیں۔ ان کے مومنانہ بصیرت نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ قوم وملت کو سب سے زیادہ نقصان تعلیم وتربیت کی راہ سے پہنچایا جارہا ہے۔ اب باطل کے حملوں کا انداز بدل گیا ہے، پہلے باطل شمشیر بکف آتا تھا، اس لیے اس کے مقابلہ میں شمشیر بکف مجاہدین کی ضرورت تھی۔ مگر اب زیور فکر وفن سے آراستہ ہوکر نظریات اسلامی کی سرحدوں پر حملہ ہورہا ہے۔ اب ضرورت ہے ایسے بیدار مغز اور پختہ کار علما اور مصلحین کی جو اسلامی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت

کر سکیں۔ اور باہر سے ہونے والے ہر حملے کا جواب دے سکیں۔ خواہ وہ حملہ سوشلزم اور کمیونزم کی جانب سے ہو، یا الحاد و بے دینی کی طرف سے، خواہ مادہ پرستوں کی جانب سے ہو، خواہ مغرب زدہ انسانوں کی جانب سے، داخلی محاذ ہو، یا خارجی محاذ ہو، ہر محاذ پر باطل کا مقابلہ کر سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم (جامعہ اشرفیہ) کو پورے عالم اسلامی کی ایک مثالی درس گاہ بنانے کے لیے اپنی زندگی وقف فرما دی۔

قوم کو تعمیری راہ پر لگانے کے لیے زبان و قلم کی توانائیاں صرف کیں۔ ان کے اندر عشق رسول کی شمع روشن کرنے کے لیے جسمانی مشقتیں جھیلیں، باطل کے مقابلے میں صبر واستقلال، ثبات و وقار عطا فرمانے کے لیے اپنے وجود مقدس کو ہر طرح سے ہر محاذ پر سب سے آگے رکھا۔ قوم کے اندر باطل قوتوں کے خلاف مدافعانہ جذبات بیدار کرنے کے لیے مصائب وآلام کے مقابلے میں سینہ سپر رہے۔ غریب قوم کو ایثار وقربانی پر مائل کرنے کے لیے فاقہ کشی کی زحمتیں برداشت کیں۔ اساتذہ کے اندر دنیاوی مطالبات سے بلند ہو کر دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے خود زندگی کے جملہ معاشی مطالبات سے دست بردار رہے۔ طلبہ کے اندر زہد واتقا پیدا کرنے کے لیے آپ اپنے فطرت سلیمہ کے مطابق ہمیشہ پابند شریعت و سنت مصطفیٰ رہے۔ لوگ آداب شریعت کتابوں میں پڑھ کر جانتے ہیں مگر حضور حافظ ملت کی حیات مقدس شریعت مطہرہ کی ایک روشن کتاب تھی جسے دیکھ کو لوگ قانون زندگی سیکھتے تھے۔ (۱)

اس تاریخ ساز شخصیت اور انقلاب انگیز ذات نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعیّن کردہ خطوط عمل کے مطابق ایک علمی اور اصلاحی معاشرہ تشکیل فرمایا۔ اور ایک ایسی قوم منظر عام پر آئی، جو حسن عقیدت کے ساتھ ساتھ حسن استدلال کی دولت سے بھی مالا مال تھی۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت سے قبل امت مسلمہ ایک ایسے دور سے گزر رہی تھی کہ اس کے پاس روایات کو باقی رکھنے کے لیے صرف حسن عقیدت کا سہارا رہ گیا تھا۔ اور دلائل وبراہین قدما کی کتابوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے جن کو پڑھنے والے دن بہ دن ناپید ہوتے

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۳۳۴۔

جارہے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے اسلاف کی کتب سے دلائل و براہین تلاش فرمائے۔ اور انھیں کم و بیش ایک ہزار کتابوں میں محفوظ فرمایا، تاکہ مرور ایام کی دست برد سے وہ محفوظ ہوجائیں، مگر حضور حافظ ملت نے ان دلائل و براہین سے آراستہ ایک ایسی قوم تشکیل فرمادی جو ہر دور میں امت مسلمہ کی بنیادی نظریات کو اصولوں کی روشنی عطا کرتی رہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی ہندستان کی ایک ہزار سالہ تاریخ امت میں کوئی فرد کامل نہیں ملتا جس نے اپنی زندگی میں ایک درس گاہ قائم کی ہو، اور اس کی حیات میں ہی اس درس گاہ کے طلبہ اور فارغ التحصیل علما نے غیر منقسم ہندستان کے طول و عرض میں ہزاروں درس گاہیں قائم کردی ہوں اور اس اولین درس گاہ کا بانی اپنے مولائے حقیقی کے حضور اس وقت پہنچا ہو جب کہ ملک کا گوشہ گوشہ اس کی تعلیمات کا امین اور اس کے دینی نظریات کا علم بردار ہو۔ (۱)

حضرت مولانا رضوان احمد شریفی، گھوسی

حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے زہرہ گذار منزلوں سے گزرتے ہوئے اپنی متاع حیات کو تعمیر انسانیت کے لیے وقف کرکے انسانوں کو حقیقت کی شعور افزا کرنوں اور اخلاق کی لازوالی قدروں سے مالامال فرمادیا۔ (۲)

خطیب اعظم ہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی

(الف)

آبروئے قوم و ملت پیکرِ صدق و صفا
یاد کرکے تم کو ساری قوم روئے گی سدا

رہنمائے ملت، معمار قوم، شیخ الحدیث، فقیہ بے بدل، مشایخ کے امیر و سلطان، شہریار علم و حکمت، مطلع فکر و نظر، پیکر اخلاص و الفت، سادگی کے مجسمہ، حسن عمل کے پیکر، مرد کامل، تقویٰ شعار، سنیت کے تاجدار، حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز ایک ایسی شخصیت تھی جسے دور

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۷۔۸۴۸۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۳۔

قدیم وجدید کا سنگم کہا جائے۔ ان کی شخصیت میں دین ودنیا، مذہب اور عقل یعنی دوسرے لفظوں میں جام شریعت اور سندان عشق کا ایک ایسا خوش گوار امتزاج پیدا ہوگیا تھا جو اس زمانے میں خال خال لوگوں کے یہاں ملتا ہے۔ انھوں نے ایک طرف علمائے اہلِ سنت کی پُروقار مجاہدانہ روایات کے ساتھ دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ کی بغاوت کو کچلا اور دوسری طرف قوم وملت کے تحفظ کے لیے اپنی زندگی وقف کی۔ اس طرح وہ بیک وقت مختلف النوع مذہبی، تعلیمی، ثقافتی، لسانی، تصنیفی، انجمنوں اور اداروں کے فعال رکن تھے۔ ملک وملت کی تاریخ پر ان کی شخصیت، ان کی انتھک جد وجہد، ان کی ذہانت، ان کی معاملہ فہمی اور ان کی گہری واثر آفریں انسانیت کی چھاپ ہے۔ اس دور کا مطالعہ ان کی شخصیت کے مطالعہ کے بغیر نامکمل رہے گا۔ حضور حافظ ملت کی شخصیت کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی جرأت اور بے خوفی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ [۱]

حافظ ملت کی طبیعت میں فقرا جیسی سادگی اور بوریہ نشین بزرگوں جیسا انکسار ووقار تھا۔ وہ ایک ایسے درویش تھے جس کی خانقاہ میں کوئی دربان نہیں ہوتا۔ پرانا مدرسہ اس درویش کی خانقاہ تھی جس کے دروازے موافق اور مخالف، امیر وغریب، مسلم وغیر مسلم، مقیم ومسافر سب پر ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ حافظ ملت نے اپنی امنگوں کو قوم کی امنگوں سے، اپنی ضرورتوں کو قوم کی ضرورتوں سے کچھ اس طرح ہم آہنگ کر دیا تھا کہ ان کی انفرادی زندگی، جماعتی زندگی اور جماعتی زندگی انفرادی زندگی بن گئی تھی۔ مبارک پور کا ذرہ ذرہ اس بات کا گواہ ہے۔ بقول شخصے:

(لوگ اپنے لیے ہوتے ہیں، حافظ ملت سب کے لیے تھے۔) [۲]

حضرت علامہ رکن الدین اصدق مصباحی، بہار شریف

(الف) حافظ ملت نے مخالف طوفانوں کا رخ پھیر دینے کی کون سی ترکیب فرمائی؟

وہی اور یقیناً وہی ترکیب جس کی تعلیم مجھے اس طرح دی:

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۲۲۰

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۲۲۱۔

”دین کے خادموں کو ہمیشہ صبر وضبط سے کام لینا چاہیے۔“

(ب) حافظ ملت سنت نبوی ﷺ کے مظہر تھے۔

(ج) اخلاق اور استقلال، حضرت کی ذات ان دونوں خوبیوں کی جامع تھی۔ [1]

آبروئے علم وفن جناب ڈاکٹر شکیل اعظمی دام ظلہ

استاذ العلما، زبدۃ العرفا، خیر الاذکیا حضرت الحاج علامہ حافظ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور علیہ الرحمۃ والرضون اپنی گوناگوں خوبیوں اور علمی واخلاقی عظمتوں کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتائے روزگار تھے۔ آپ نہ صرف ایک متبحر عالم دین، حافظ قرآن اور متقی وپرہیزگار بزرگ تھے۔ بلکہ اپنی غیر معمولی فکری صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے ہم عصروں میں زبردست امتیازی شان بھی رکھتے تھے۔ علم وحکمت کے اسرار وغوامض ہوں یا دنیاوی پیچیدہ وادق مسائل، آپ اس آسانی کے ساتھ ان کی عقدہ کشائی فرماتے اور اتنا معقول اور قابل قبول حل پیش فرماتے کہ اچھے سے اچھا مفکر اور دانش ور بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ شب وروز کی ذہنی کاوشوں کے باوجود جن مسائل کے مضمرات وعواقب کے جاننے اور ان کے خوبصورت منطقیانہ حل کی تلاش میں اصحاب فکر ونظر اور ارباب حل وعقد درماندہ اور ناکام ہو جاتے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ادنیٰ غور وفکر اور معمولی توجہ سے ان کے تمام گوشوں کا تنقیدی جائزہ لے کر آسان فرما دیتے تھے۔

منظر نہ بھول پائیں گے ہم ان کو حشر تک
اک ایسی ہم کو دے کے وہ نعمت چلے گئے

حکایات وروایات کا ایک دراز سلسلہ ہے جن سے حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی بالغ نظری، مآل اندیشی، فکری برتری اور ذہنی توانائی کا اظہار ہوتا ہے۔ کیا کوئی صاحب عقل وخرد اس سے انکار کی جرأت کر سکتا ہے کہ اس مرد دانا وبینا کی فکری صلاحیت جب درس وتدریس کے انداز میں ظاہر ہوتی ہے تو دینی تعلیمات سے آراستہ وپیراستہ علما وفضلا کے ایک عظیم الشان گروہ کو وجود

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۲۹۷-۲۹۸۔

بخشتی ہے جن میں سے اکثر وبیشتر اپنی اپنی جگہ چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی فکری صلاحیت جب تعمیری امور میں ظاہر ہوتی ہے تو مدرسہ اشرفیہ اپنے دشوار گزار مراحل اور بے شمار حالات وموانع کے باوجود انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ارتقائی منزلیں طے کرتا ہوا ایک عظیم الشان درس گاہ "الجامعۃ الاشرفیہ" (عربک یونیورسٹی) کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب مذہبی بصیرت کے ساتھ باب العقائد میں ظاہر ہوتی ہے تو مناظرانہ اور متکلّمانہ شان کے ساتھ "المصباح الجدید" اور العذاب الشدید" کے ذریعہ عقائد سخیفہ وافکار باطلہ کی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب تاریخ ہند کے ایک انتہائی پُر آشوب دور میں استقامت وعزیمت کے جذبات کو اکساتی اور مذہبی وسیاسی آویزش کے دوران افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ دکھاتی ہے تو "ارشاد القرآن" کی صورت میں اہل ملک وملت کو نجات وفلاح کی روشن ضمانت نظر آتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب " معارف الحدیث وانوار السنہ" کے جلووں کو عام کرتی ہے تو امت مسلمہ اپنے مضمحل قویٰ میں برقی توانائی محسوس کرنے لگتی ہے اور خوابیدہ روح عمل جاگ اٹھتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب شریعت وطریقت کے سربستہ رازوں کو بے نقاب کرتی ہے تو رشد وہدایت کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ تصوف کے صحیح خد وخال شریعت کے آئینے میں ابھر آتے ہیں۔ یہی فکری صلاحیت جب افراد قوم کی فطری استعداد وصلاحیت اور طبعی رجحانات ومیلانات کو برانگیختہ کرتی ہے تو ان سے ایسے کارہائے نمایاں انجام دلاتی ہے کہ وہ افراد خود حیرت واستعجاب کا مرقع بن جاتے ہیں۔ یہی فکری صلاحیت جب اخلاقی قدروں کو اُجاگر کرتی ہے تو جذباتی داعیوں کو نظر انداز کرتی ہوئی بلا تفریق اپنوں اور غیروں پر لطف وکرم کے پھول برساتی اور ان کو اپنا گرویدہ وشیفتہ بناتی نظر آتی ہے۔ یہی فکری صلاحیت جب خود شناسی وخود اعتمادی کا رنگ اختیار کرتی ہے تو زندگی کے انتہائی نازک اور حوصلہ شکن مرحلوں میں بھی ہزاروں طوفان آلام ومصائب کے باوجود آپ کے پائے صبر واستقلال میں لغزش بھی نہیں آنے دیتی۔ (۱)

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۵ء، ص: ۲۲، ۲۳۔

حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری دام ظلہ العالی

حافظ ملت کا یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ قائم کرکے ایک راہ متعیّن کر دی اور اپنے مطمح نظر سے یہ واضح کر دیا کہ ہم اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جب فارغین انگریزی وعربی زبان میں صاحب قلم ولسان ہوں۔ (۱)

حضرت علامہ و مولانا شمس الہدیٰ مصباحی، دام ظلہ العالی

حافظ ملت میدان تقریر وتحریر، تبلیغ وارشاد، تنظیم وتدبّر اور خاص کر تعلیم وتدریس اور مناظرہ ومباحثہ ہر ایک میں شہ سوار نظر آتے ہیں۔

ع

جس سمت آگئے ہیں سکے بٹھادیے ہیں (۲)

حضرت مولانا مفتی محمد بدر عالم مصباحی دظلہ العالی

کسی شخصیت کی تعمیر وشناخت میں خاندانی پس منظر کا دخل ہوتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ بھی سچائی ہے کہ بعض افراد اپنے خاندان سے قطع نظر صرف اور صرف اپنے فضل وکمال کی بنیاد پر عالم گیر شہرت کے حامل بن جاتے ہیں۔ قادر مطلق خدائے بے نیاز کا بڑا انعام ہوتا ہے اس شخص پر جس کو مبدأ فیض وعطا نے اس لیے منتخب فرمایا کہ وہ محض اپنی جدوجہد، شوق ولگن، علم وحکمت اور فکر وتدبر کا آفتاب بن کر علما وفضلائے زمانہ کے لیے مرجع وماویٰ ثابت ہو، اور ساتھ ہی حسن اخلاق مصطفیٰ ﷺ سے آراستہ ہو کر محبوب خلائق کے مرتبے پر فائز ہو۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ انسان علم وحکمت، تحقیق واکتشاف کا وافر سرمایہ رکھنے کے ساتھ خلوص للّٰہیت، اخلاق حسنہ، شفقت ورافت اور تواضع وسادگی کا پیکر بھی ہو، لیکن دنیا کبھی اہل اللہ اور عارف باللہ سے خالی نہ رہی۔ ماضی قریب میں ایک ایسا خوش نصیب رجل رشید شہر مرادآباد کے مضافات میں مشہور قصبہ ”بھوج پور“ میں پیدا ہوا جسے لوگوں نے بچپن میں ”عبدالعزیز“ کہہ کر

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۰۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۰۔

پکارا۔ دھیرے دھیرے وہ حافظ قرآن ہوا، اور بعد میں وہی رجل رشید علم وحکمت اور زہد وتقویٰ کا پیکر بن کر چمکا۔ اربابِ علم ودانش نے اس پیکر علم وعمل کو "حافظ ملت" ملت کا نگہبان، استاذ العلما، جلالۃ العلم جیسے عظیم القاب سے نوازا۔ آپ کے حسن اخلاق کا یہ عالم تھا کہ مخالف بھی اس کا اعتراف کرتا۔ تواضع وسادگی کے ساتھ علمی رعب وجلال کا عالم یہ ہوتا کہ بڑے بڑے صاحبان جبّہ ودستار اس نحیف الجثہ پیکر علم وادب (حافظ ملت) کے سامنے لب کشائی کی ہمت نہیں کرپاتے۔ فکر وتدبر کا عالم یہ تھا کہ مشکل سے مشکل معاملہ کو نہایت خوب صورتی سے حل فرما دیتے۔ اہلِ سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا یہ عظیم الشان قلعہ (الجامعۃ الاشرفیہ) بد خواہوں اور اعدائے اہلِ سنت کی منظّم سازشوں کے آسیب سے آج تک محفوظ ومامون ہے۔ یہ اسی مرد قلندر کی حکمت اور اس کی دعائے سحر گاہی کی برکتوں کا نتیجہ ہے۔

نوٹ:- حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے تعلق سے یہ گراں قدر تاثر حضرت مفتی بدر عالم مصباحی دام ظلہ نے احقر طفیل احمد مصباحی عفی عنہ کو ۵؍ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ کو عنایت فرمایا۔

مولانا عبد الحیٔ نسیم القادری، مالیگاؤں

جلالۃ العلم، استاذ العلما حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے اچانک انتقال پُر ملال سے سنیت میں وہ عظیم خلا پیدا ہو گیا جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ حافظ ملت اپنے وقت کے ایک ولیِ کامل تھے، علم کا دریا تھے، فن حدیث کے ایک پہاڑ تھے۔ آپ نے قوم پر جو عظیم احسان فرمایا، وہ ناقابل فراموش ہے۔ (۱)

جناب مولانا صفی احمد رضوی، برمنگھم، برطانیہ

دنیائے اسلام میں حافظ ملت کی شخصیت علمی مرکزیت کی حامل تھی۔ وہ آفتاب علم وفضل اور مہتاب سنیت تھے، دار العلوم اشرفیہ کے روح رواں تھے۔ موصوف کے مبارک ہاتھوں نے بے شمار علما اور حفاظ کے سروں پر فضل وکمال کی دستار باندھی ہے اور ہندستان کے کونے کونے میں علم کے چراغ روشن کیے ہیں۔

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۶۵۔

ہم حافظ ملت کی وفات کو "موت العالِم موت العالَم" کا مصداق قرار دے سکتے ہیں۔ [۱]

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کوثر امجدی بلیاوی علیہ الرحمہ

(الف) حضور حافظ ملت نے عربی یونیورسٹی قائم کر کے جہاں ہم ہندستانی مسلمانوں پر ملی احسان فرمایا ہے، وہیں ان کی آنے والی نسلوں پر دنیاوی احسان بھی فرمایا ہے۔ حضور حافظ ملت نہ صرف محافظ دین وملت ہیں بلکہ معمار قوم بھی ہیں۔ بات ادھوری رہ جائے گی اگر اس سلسلہ کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ عربی یونیورسٹی کا قیام نہ صرف ہماری قوم پر تنہا احسان ہے بلکہ وہ ہمارے ملک اور ہماری حکومت پر بھی احسان ہے۔ [۲]

(ب) بلند اخلاق، اعمال صالحہ کے آپ اس زمانہ میں نمونہ تھے۔ آپ کا ہر کام بے لوث اور جذبۂ ریا سے پاک تھا۔ آپ کی خوبیاں حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے ایک عرصہ تک آپ کی جوتیاں سیدھی کرنے کا شرف حاصل رہا، جو اپنی بہت بڑی سعادت وفیروز بختی ہے۔ مجھ جیسا کفش بردار بھی جب آپ سے شرف نیاز حاصل کرتا تو نگاہ پڑتے ہی آپ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھتا۔ ایسا محسوس ہوتا کہ انبساط وشادمانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ آ گیا ہو۔

شاگردوں پر حافظ ملت کی نوازش اتنی عام ہوتی کہ ہر شاگرد اپنے طور پر یہی سمجھتا کہ حضرت مجھ کو سب سے زیادہ مانتے ہیں۔ آپ کی درویشی اور سادگی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیے بغیر نہ رہتی۔ جوق در جوق لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لیے دور دراز سے آتے اور داخل سلسلہ ہوتے، حالاں کہ حضرت اس سے اکثر پہلو تہی فرماتے، پھر بھی بفضل تعالیٰ آپ کا حلقۂ ارادت نہ صرف بے پناہ وسیع ہے بلکہ اندرون ملک وبیرون ملک مثلاً نیپال، پاکستان، ماریشش، متحدہ عرب جمہوریہ، سعودی عرب تک میں آپ کے مریدین ومتوسلین کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے اور سلسلۂ ارادت بے پناہ فیض رساں ہے۔

آپ کے ارادت مندوں میں ہزاروں کی تعداد آپ کے شاگردوں کی ہے جن میں عموماً

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ۱۹۷۶ء۔

(۲) فیضان حافظ ملت، ص:۲۸۔

علماے دین ہی نہیں بلکہ اپنے اپنے وقت کے مایہ ناز ویکتائے روزگار اور اہم مناصب پر فائز ہیں۔ کوئی مفتی ہے تو کوئی مناظر، کوئی خطیب ہے تو کوئی طبیب، کوئی شیخ الحدیث ہے تو کوئی ادیب وشاعر، اور کوئی عظیم وجلیل مدرس ومفکر۔ وقت کے ایسے زبر دست علما وفضلا، اطبا ودانش ور، مفکر ومفسر اور بحر العلوم جس ذات کے دامن کرم سے وابستہ ہوں، اس ذات کی بزرگی اور ولایت میں کسی کو کوئی شبہ کیا ہوسکتا ہے؟ آپ کی شخصیت پہاڑ کے مثل تھی، جو دیکھنے میں خوشنما اور خوش منظر ہوتا ہے، جو اپنے اندر بلا کی کشش وجاذبیت رکھتا ہے اور ساری دنیا کے سامنے ٹھوس استقلال واستحکام کے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور خالق کائنات کے جلال وجبروت کا اعلان کرتا ہے۔ (۱)

آبروئے لوح وقلم پروفیسر محمد مسعود احمد، کراچی (پاکستان)

علامۂ جلیل حضرت حافظ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز روحانی، علمی اور اخلاقی کمالات کے حامل تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ ان کے استاذ، حضرت استاذ الاساتذہ مولانا امجد علی اعظمی اور ان کے شیخ، شیخ المشایخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی رحمہما اللہ تعالیٰ تھے۔ حضرت حافظ ملت کی بے مثال سیرت کا جوہر "استغنائے قلب" تھا۔ انھوں نے غیر کی بندگی قبول نہ کی کہ وہ تذلیل بندگی ہے اور مولیٰ کی بندگی، وقار بندگی، غربت وافلاس میں مولا کی رزاقیت پر اعتماد کامل کوئی معمولی بات نہیں، بہت بڑی بات ہے اور بہت بڑی کرامت۔ بندوں پر بھروسہ کیا جائے تو انسان نامراد ہوسکتا ہے، مگر جو مولا پر بھروسہ کرتا ہے نامراد نہیں رہ سکتا۔ جب مولا کفالت فرماتا ہے تو بندے کی اٹھان دیدنی ہوتی ہے۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ اسی اٹھان کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔

وہ مدرسہ اشرفیہ آئے اور فیضان تربیت سے اس مدرسہ کو جامعہ بنادیا۔ گویا ذرّہ کو آفتاب بنادیا۔ مردہ لوگ اپنے لیے کرتے ہیں دوسروں کے لیے نہیں، مگر زندہ لوگ سب کے لیے کرتے ہیں، اپنے لیے نہیں۔

(۱) فیضان حافظ ملت، ص:۳۱۔۳۲۔

شمع کی طرح جیئں بزم گہ عالم میں
خود جیئں، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

وہ شیرازہ بند حیات تھے۔ وہ آفتاب وماہتاب کی چمک تھے۔ وہ ستاروں کی دمک تھے۔ وہ پھولوں کی نکہت تھے۔ وہ روح بن کر جسموں میں دوڑ گئے اور ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

ہاں وہ آفتاب غروب ہوگیا، مگر شب فراق تاروں بھری رات ہے، اندھیری رات نہیں۔ آپ کے ہزاروں تلامذہ آسمان علم و حکمت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ ہمیں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی موت سے جو موت نہیں، تمہید زندگی تھی، زندگی حاصل کرنی چاہیے۔ [۱]

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، بریلی شریف

آپ (حضرت حافظ ملت) کے مبارک قدموں نے مبارک پور کو لائق مبارک باد بنا دیا۔ یہاں الجامعۃ الاشرفیہ کی شکل میں علم وفضل کا وہ شہرستانِ جمیل آباد ہے جس کو گنبد خضریٰ سے سرسبزی وشادابی اور سنہری جالی سے نور عطا ہوا ہے۔ جہاں طیبہ سے اٹھنے والی گھٹائیں برس برس کر علوم شریعت کی فصلیں اگاتی ہیں، جس کے ہر طاق میں بریلی کی شمع جلتی ہے۔ جہاں بلالؔی خوشبو پھیلی ہوئی ہے، اویسؔی رنگ چھایا ہوا ہے، بخاریؔ و مسلمؔ کی محفلیں آراستہ ہیں اور رازیؔ وغزالیؔ کے علمی نکات کی تازہ ہوائیں چل رہی ہیں۔

حافظ ملت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی وسربراہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بلا شبہ ملت کے محافظ ونگراں اور پاسبان تھے۔ حافظ ملت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مسلک ومشرب کی اشاعت اور تحفظ کی خاطر اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا۔ آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کے تجدیدی کارناموں کا تحفظ کیا۔ یقیناً حافظ ملت! شہرستانِ علم وفضل اور شہرستان رضویت کے ایک بلند وبالا مینار تھے۔ [۲]

بانی الجامعۃ الاشرفیہ، پیر طریقت سرکار حافظ ملت نور اللہ مرقدہ نے صحرا کو گلزار بنایا۔

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۶۔

(۲) ماہنامہ جہان رضا، لاہور۔

ایک ویرانے کو علم وفضل کے شہر جمیل میں بدل دیا، زندگی کی آخری سانس تک اشرفیہ کو اپنے خون جگر سے سینچتے رہے، اس چمن کو سجاتے سنوارتے اور بہاروں کا شباب عطا کرتے رہے اور آج بعد از مرگ بھی اسی کی خاک میں آسودہ پاسبانی فرمارہے ہیں۔ کئی مربع میل رقبہ میں پھیلے ہوئے اشرفیہ کے وسیع وعریض کیمپس کے وسط میں آپ کا مزار پُرانوار علم وفضل کی اس مملکت کا دار الخلافہ بنا ہوا ہے جہاں اس مملکت کا تاجدار محافظت وپاسبانی کرتے ہوئے اپنے فیوض وبرکات لٹارہا ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ کی زیارت کا جب بھی موقع ملتا ہے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ذہن وفکر کے دریچے واہوتے چلے جاتے ہیں، ہر بار کی زیارت میں کسی نئے شعبے اور نئی بلڈنگ میں اضافہ نظر آتا ہے۔

یا اللہ! کیا شخصیت تھی سرکار حافظ ملت کی!! ایک چھوٹے سے غیر معروف قصبہ بھوج پور کے ایک غریب گھرانے سے نکلے، ایک چھوٹے سے غیر معروف قصبہ مبارک پور کو میدان عمل بنایا۔ اپنے علم وعمل، اخلاق وتقویٰ، محنت ولگن اور عزم وحوصلے سے مبارک پور کو رشک شیراز ومصر بنادیا۔ مبارک پور سے علم دین، خوف الٰہی اور عشق رسالت ﷺ کی شمع روشن کرکے اس شمع سے ان گنت شمعیں روشن کردیں اور آج ہندوسندھ کی سر زمینوں سے لے کر سمندر پار کی دنیا میں یہ شمعیں دین وسنت کا اجالا برپا کیے ہوئے ہیں۔

حافظ ملت! آپ کی عظمت کو سلام، فراست وبصیرت کو سلام، عزم وہمت کو سلام ؎

ہزاروں رحمتیں ہوں، اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

الجامعۃ الاشرفیہ کیا ہے؟ لاریب! مدارس دینیہ کی آبرو اور طالبان علم دین کی آرزو ہے۔

راقم جب سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار اقدس سے حاضری دے کر باہر نکلا، دور دور تک پھیلی ہوئی اشرفیہ کی پُر شکوہ اور بلند وبالا عمارتوں کو دیکھتا رہا تو ایسا لگا کہ شاہی محلات کے پر شکوہ اور بلند وبالا میناروں کی رفعتیں جھک کر انھیں سلام کررہی ہیں اور پھر راقم کے ہونٹوں سے یہ جملہ نکل گیا:

الجامعۃ الاشرفیہ ایک عاشقِ رسول (حضور حافظ ملت) کی تمنا کا وہ حرفِ جمیل ہے جو وقت کے قرطاس پر نقش ہو کر رہ گیا ہے۔

چاند سورج اپنا سفر طے کرتے رہیں گے اور سورج کی ہر نئی شعاع اور چاند کی ہر نئی کرن کے ساتھ یہ نقش تابندہ ہوتا چلا جائے گا۔ ہاں کیوں نہ ہو کہ۔؟

اک موج مچل جائے تو طوفاں بن جائے
اک پھول اگر چاہے گلستاں بن جائے [1]

عالی جناب محمد طیش صدیقی، ایڈیٹر کلامِ مشرق، کان پور

حافظ ملت چار دانگِ عالم میں دین و دانش کا ڈنکا بجانے اور خون کے پیاسے حریفوں اور جان کے خواہاں دشمنوں تک سے اپنے علم، فضل، اخلاق، محبت، تہذیب، شرافت اور تقویٰ وطہارت کا لوہا منوانے کے بعد حیات ظاہری کی بیاسویں (۸۲) منزل پر ۱۳۹۶ھ میں آسودۂ خاک ہوئے تو دنیا بلک اٹھی، علم زار وقطار رو پڑا، درس گاہیں سوگوار ہوگئیں، طالبان علم نے یتیمی کا داغ محسوس کیا۔ [2]

حضرت مولانا نصر اللہ رضوی علیہ الرحمۃ

حضور حافظ ملت کی ذات ستودہ صفات نے مختلف نوع بنوع اور فقید المثال کارنامے انجام دے کر عبقریت اور آفاقیت حاصل کی۔ ان کی باوقار شخصیت تعمیر قوم، تربیت امت، فلاح ملت کے لیے جذبات دل اور سوز دروں سے آراستہ و پیراستہ تھی۔ وہ احساسات اور کردار وعمل کے غازی و مجاہد تھے۔ زندگی بھر جانکاہیوں، زہرہ گدازیوں، قربانیوں اور جاں سپاریوں کے تھپیڑوں میں حیات مستعار کے قیمتی لحات بسر کرتے رہے اور قوم وملت کے جگر سوز رہنما کی طرح حافظ ملت خود پگھل پگھل کر قوم کو جگر سوزی کا درس دیتے رہے۔

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ۲۰۰۳ء۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۶۴۔

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں اجالا کر کے چھوڑوں گا

ان کی جگر سوز کوششیں اور مجاہدانہ عزائم ہی تھے جن کی وجہ سے ثناشانِ فضل وکمال نے انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔

حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شاہ کار زندگی انھیں کے ایک حکیمانہ قول کے ارد گرد گردش کرتی نظر آتی ہے، جسے بارہا ان کی زبان فیض ترجمان سے سنا گیا کہ:

"زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام۔"

کردار کا یہ غازی اپنے اس قول پر کس درجہ عامل تھا، اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ابتدائے شعور پھر عنفوان شباب سے لے کر اخیر وقت کی زندگی کے معمولات کا جائزہ لیجیے۔

آپ ایک متحرک اور فعّال مشین کی طرح اپنے حساس اور توانا بازوؤں سے کارہائے نمایاں کی انجام دہی میں مصروف نظر آتے ہیں اور زندگی کا کوئی گوشہ تعمیر قوم وملت کی درخشندگی اور تابندگی سے بے نور اور بے بہرہ محسوس نہ ہوگا۔ آپ مقتدایانِ باعظمت، پیشوایانِ باشوکت کی مصروف زندگی کے اسوۂ حسنہ کی راہ پر گامزن تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ بے کار رہنا ان کی آفاقی فطرت، تعمیر پسند طبیعت اور شاہین صفت سرشت کے خلاف تھا۔[۱]

فخر صحافت حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی

(الف) حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر کی ایک آفاقی، ہر دل عزیز اور یکتائے روزگار شخصیت کا نام ہے۔ آپ کے محاسن وکمالات اور افکار وخدمات کی دھوم اب ہند وپاک سے نکل کر ممالک عرب اور دیار مغرب تک پہنچ چکی ہے۔ آپ نے تعلیم وثقافت کے فروغ اور ملی فلاح کے لیے جو گراں قدر کارنامے انجام دیے ہیں، وہ ستاروں کی طرح روشن اور پہاڑوں کی طرح مستحکم ہیں۔ آپ کے فیوض وبرکات سے ایک عالم آج بھی فیضیاب ہو رہا ہے۔ آپ ایک جامع

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، نومبر ودسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۲۶۔

الصفات شخصیت ہونے کے ساتھ "اقلیم اخلاقیات" کے تاجدار تھے۔ میں بے شمار شواہد کی روشنی میں یہ دعویٰ کر رہا ہوں کی شخصیت سازی، تقویٰ شعاری، اخلاقی بلندی اور دین وملت کی عظیم تعمیری کارگزاری اور دردمندی میں دور دور تک کوئی آپ کا شریک وسہیم نظر نہیں آتا۔

علمی جلالت، فکری اصابت اور قبولیت عامہ کے بلند منصب پر فائز ہونے کے باوجود بڑوں کا ادب، نسبتوں کا احترام، معاصرین سے وابستگی ونیاز مندی، چھوٹوں پر حد درجہ شفقت اور ان کی حوصلہ افزائی آپ کے حیات کے درخشاں ابواب ہیں۔ [1]

(ب) آپ (حضرت حافظ ملت) نے ایک عظیم قافلہ کی علمی وفکری قیادت کی اور تعمیری واصلاحی خدمت انجام دی ہے۔ کیوں کہ آپ بذات خود کردار وعمل کے پیکر، دین ودانش کے مرقع، تقویٰ وپرہیزگاری کے خوگر اور تعمیری واصلاحی ذہن وفکر کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور جسم وجان کے ایک ایک قطرہ کو دین پروری، علمی فروغ، وطن نوازی، اصلاح ملی اور شخصیت سازی کی راہ میں نچوڑ دیا۔ [2]

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی، ہمدرد یونیورسٹی، دہلی

بھوج پور، مرادآباد کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جہاں حافظ ملت پیدا ہوئے۔ جس ماحول میں انھوں نے آنکھیں کھولیں وہ زیادہ صاحب علم نہ تھا اور نہ ہی ملکی سیاست میں وہ لوگ دخیل تھے، البتہ تقویٰ وطہارت اور دین داری کی ان کے والدین سچی تصویر تھے۔ حافظ ملت بھی اپنے والدین کے نقش قدم پر چلے۔ ارباب علم وفضل میں ان کی انفرادیت مسلم ہوئی اور وہ ضرب المثل بنے۔ سچ تو یہ ہے کہ صرف تقویٰ وطہارت ہی میں نہیں بلکہ علم وفضل، فکر وفن، حلم وبردباری، دور بینی ودور اندیشی، صداقت وحقانیت، زہد وریاضت، رشد وہدایت اور سیاسی شعور وآگہی میں ان کی قیادت وسیادت یکساں تسلیم کی گئی۔ [3]

(۱) انوار حافظ ملت نمبر، ص:۴۴۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۱۔

(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۴۔

شہزادۂ شارحِ بخاری جناب ڈاکٹر محب الحق قادری، گھوسی

اسلام کی فطرت سلیمہ کے مانند اس بندۂ مومن میں رب کائنات نے اتنی لچک دی تھی کہ اس کے عزم و حوصلہ کو جتنا دبایا گیا وہ اتنا ہی ابھرتا گیا اور اس قدر ابھرا کہ خاک دان گیتی پر ایک ایسا مبارک گوشہ بنایا گیا جو رشک جہاں ہے۔ ایسا جہان رنگیں کہ اس کے شب و روز اور شام و سحر کا ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول کی صدائے دل نواز سے گونج رہا ہے اور دیدۂ کور کے لیے وہاں کا ذرہ ذرہ سرمۂ بصارت ہے کہ حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اولاد، خویش واقربا کے لیے کچھ نہیں کیا بلکہ اس سچے شیدائی اسلام نے عمر عزیز اور عزیز اولاد کو اس قلعۂ معلیٰ کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اس مرکز میں مہمانان رسول کی انجمن صدا بہار، وارثین انبیا کا ہجوم اور اس کے طاقوں میں طاق حرم کی روشن شمع، وہ محراب جس سے نور اور کتاب مبین کی قندیل نورانی شعائیں بکھر رہی ہیں۔ وہ ممبر معلیٰ جس سے رحمت للعالمین کا آفاقی پیغام بلند ہو رہا ہے، وہ مینار عظمت جہاں سے اذان بلالی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، وہ درس گاہ جس سے تلقین غزالی اور درس حنفی کا رس گھلتا ہوا نظر آتا ہے اور کیوں نہ ہو؟ ؎

ولایت، بادشاہی، علم اشیا کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں فقط ایک نقطۂ ایماں کی تفسیریں (۱)

حضرت مولانا محمد علی فاروقی دام ظلہ، رائے پور

(الف) مبارک پور ہی کیا پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم قائد سے محروم ہو گئی۔ ایسے قائد سے جس کے لیے لیل ونہار کو سیکڑوں کروٹیں لینی پڑیں گی۔ تب کہیں ملت میں ایک حافظ ملت کا وجود ہو گا۔ ؎

عمرہا در کعبہ وبت خانہ می نالد حیات
تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بروں

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۴-۸۴۵۔

ایسے وقت جبکہ پوری سنیت زندگی کے اس موڑ پر پہنچ چکی تھی جہاں سے تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہونے والا تھا۔ عین ایسے وقت میر کارواں ابدی نیند سو گیا۔ اس میں کیا مصلحت ہے؟ اس کو تو وہی جانے جس نے سورج کو روشنی، چاند کو خنکی اور کلیوں کو دل نواز تبسم سے نوازا تو دوسری طرف کانٹوں کو چبھن اور انگاروں میں سوزش بھر دی۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کی تنہا ذات گرامی رنگا رنگ خوبیوں کی حامل تھی۔ ایک طرف آپ بحر علم و فضل کے در شہوار تھے تو دوسری طرف آسمان حکمت و عمل کے بدر کامل، ایک طرف آپ مسند درس و تدریس میں بے مثال تھے تو دوسری طرف عربی یونیورسٹی کے بانی و مربی۔ غرض کہ آپ کی تنہا شخصیت محاسن و کمال کا مجموعہ تھی۔ ہند و بیرون ہند میں پھیلے ہوئے سیکڑوں علما آپ کی چالیس سالہ محنت و جاں فشانی کا ثمرہ ہیں۔ (۱)

(ب) امام احمد رضا نے اسلامی عشق و عقیدت کے جن موتیوں کو سطروں میں پرویا، حافظ ملت نے انھیں قلوب میں بسایا۔ امام احمد رضا نے اسلامی فکر کو نقوش کا پیکر عطا کیا۔ حافظ ملت نے انھیں بولنے والی زبان دے کر برِ اعظم ایشیا و یورپ میں ان کا ایسا غلغلہ بلند کروایا کہ دہریت زدوں کو بھی اسلامی عظمت کا معترف بنا دیا۔ (۲)

حضرت مولانا اختر حسین فیضی دام ظلہ

پروردگار عالم نے اپنے دین کی حفاظت و صیانت کے لیے بے شمار علما و مفکرین کو پیدا کیا، جو اپنی خدا داد صلاحیتوں اور ہمت مردانہ کے بل بوتے پر مسلک حق و دین حنیف کی خدمت کرتے رہے اور نیک نامی کے ساتھ راہیِ ملک بقا ہوئے۔ انھیں عظیم شخصیتوں میں بانی الجامعۃ الاشرفیہ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز مرادآبادی قدس سرہ العزیز کا نام نامی اسم گرامی بھی ہے۔

آپ کا عظیم کارنامہ الجامعۃ الاشرفیہ کی تاسیس اور اس کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء، ص: ۶۹۔۷۰۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۴۔

کرنے والے مخلص علما اور دانش وروں کی ٹیم پیدا کرنا ہے، جو ہندستان گیر ہی نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر مصروف تبلیغ وارشاد ہیں۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا کارنامہ اصلاحی اور فلاحی کارناموں میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ دینی حمیت اور جذبۂ اسلامی کے تناظر میں ارشاد فرمایا:

”مسجد بنانا ثواب، سرائے بنانا ثواب، یتیم خانہ بنانا ثواب مگر مدرسہ بنانا سب سے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ اگر علما نہ پیدا ہوں گے تو ان سب کو کون آباد کرے گا؟ کون حفاظت کرے گا؟ میں نے مدرسہ کو بہت سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے۔“[۱]

تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ کی ترقی کے لیے طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ایام پیری میں کبھی سائیکل سے یا پیدل چلنے کی نوبت آئی تو بھی آپ نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ جسم اگرچہ بوڑھا تھا، مگر ہمت جوان تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے رستے میں رکاوٹ آتی مگر دور ہو جاتی اور آپ کی ہمت مردانہ منزلِ مقصود پا کر رہتی۔

حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی ذات والا صفات مختلف جہات سے کامل و اکمل تھی۔ وہ بیک وقت محدث، مفسر، مدبر، مفکر، مصلح، مدرس، مقرر، مرشد اور دیگر بہت سی خصوصیات کے حامل تھے۔[۲]

حضرت مولانا نظام الدین رضوی، گیاوی

حافظ ملت علم و فن کا شہریار، فضل و کمال کا مالک، دنیائے سنیت کا تاجدار، اپنے دور کا امام بخاری، تقویٰ و پرہیز گاری میں سلف کی آخری یادگار۔ آپ کی رگ رگ میں مجاہدانہ عزم اور آپ کے دم قدم سے باغ سنیت کی بہار قائم تھی۔[۳]

ڈاکٹر اخلاق احمد لاری، گونڈہ

حافظ ملت، ملت کے ایک عظیم انسان تھے۔ آپ کی ذات گرامی سے ایک عالَم فیضیاب

(۱) راوی: مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری۔

(۲) مختصر سوانح حافظ ملت، ص: ۱۲۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء، ص: ۷۱۔

ہو رہا تھا۔ وہ جہاں ایک زبردست عالم و محدث تھے، وہیں ایک باکمال درویش بھی تھے۔ وہ بجائے خود رشد و ہدایت اور علم و فضل کے آفتاب تھے۔ [۱]

ڈاکٹر عبدالمجید خان عزیزی، بلرام پور

حضور حافظ ملت ایک ایسے انسان تھے کہ جن کو بہت سی انسانی خوبیوں کا جامع کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ [۲]

محمد اسلم بیگ، جنرل سکریٹری چمنِ حشمتی، کان پور

استاذ الاساتذہ، حافظ ملت، شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات ازہر من الشمس ہیں۔ [۳]

حضرت مولانا احمد القادری مصباحی دام ظلہ

حافظ ملت اس بزرگ اور جلیل القدر شخصیت کا نام ہے جس کے بچپن، جوانی، بڑھاپا، طالب علمی اور زمانۂ تعلیم و تدریس جس دور کو بھی دیکھا جائے درخشاں و تابندہ نظر آتا ہے۔

حافظ ملت اس دردمند قوم کا نام ہے جس نے اپنی زندگی کی ساری توانائیاں قوم مسلم کے لیے وقف فرما دیں۔

حافظ ملت علم و شعور کے اس عاشق صادق کا نام ہے جس نے علم و فن کے حصول اور اس کی ترویج و اشاعت میں اپنا تن من دھن سب قربان کر دیا۔

حافظ ملت اس محبِّ رسول کا نام ہے جو اپنے رسول کی ہر ہر ادا پہ جان قربان کرنے کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہے۔ حکم رسول کے آگے ہمیشہ ان کی پیشانی خم رہی۔ اطاعت رسول سے سرمو تجاوز و انحراف کرتے ہوئے انھیں کبھی نہیں دیکھا گیا۔

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۳۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء۔

حافظ ملت اس رہنمائے قوم کا نام ہے جس نے ہمیشہ اپنی قوم کو سربلند دیکھنے کے لیے مخلصانہ جدوجہد میں عمرِ عزیز صرف کر دی۔

حافظ ملت بے شمار خوبیوں کے مالک، بے پناہ صفات کے جامع، بے شمار خصوصیات کے حامل ہیں۔ ان کی ہر خوبی، ہر صفت اس لائق ہے کہ اس پر بہت کچھ لکھا جائے۔ (۱)

آبروئے قلم جناب عاصم گونڈوی

(الف) حافظ ملت ایک عظیم انسان تھے۔ انھوں نے جس دیانت داری، سچائی، نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ دین و ملت کی خدمت کی، اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ حافظ ملت ہمیشہ باطل کی تیز و تند آندھیوں سے نبرد آزما رہے اور آپ نے عمر بھر حق کے اس چراغ کی لو مدھم نہ ہونے دی، جس کو سرورِ کائنات ﷺ نے روشن کیا۔ (۲)

(ب) حافظ ملت حسنِ اخلاق کا پیکر، علم کے دریا اور عزم کے پہاڑ تھے اور چوں کہ عملی راہ زندگی سختی سے اپنائے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کی تدریس، تحریر، تقریر میں لوگوں کے لیے بے انتہا کشش تھی۔ میانہ روی اور طبیعت کی نرمی نے ان کو ہر دل عزیز بنا دیا تھا۔ (۳)

حضرت مولانا حبیب الزماں امجدی

آپ (حافظ ملت) کے اندر جو خداداد قوتیں اور علمی صلاحیتیں کار فرما تھیں وہ اپنی ذات کی مفاد کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کے کارخانۂ حیات میں جو کچھ تھا وہ "الجامعۃ الاشرفیہ" کے تمام تر تعمیری پروگراموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے تھا۔ تاکہ آئندہ نسلوں کے لیے یہ عظیم علمی درس گاہ مشعل علوم و فنون ثابت ہو سکے۔ چنانچہ الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے سلسلے میں سخت علالت، خرابیِ صحت اور حد درجہ ناتوانیوں کے باوجود فراہمیِ سرمایہ کے لیے آپ کا ہمہ وقت گرم سفر رہنا اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ آپ کی حیثیت ان دیوان گانِ عشق کی سی تھی جو اپنے

(۱) حافظ ملت: افکار اور کارنامے، ص: ۸۱۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۲۱۶۔

(۳) حافظ ملت: افکار ور کارنامے، ص: ۲۱۸۔

لیے نہیں، بلکہ اپنے مقصود کے لیے جیتے ہیں اور فی الحقیقت الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے لیے یہ دیوانگی صرف آپ ہی کی تنہا ذات تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کے ان سارے افراد میں بھی یکساں سرایت کر گئی تھی جو آپ کے ساتھ ساتھ تھے اور وہ بھی آپ کے دوش بدوش اس عظیم مقصد کی کامیابی کے لیے اپنی اپنی قربانیاں پیش کر رہے تھے۔ گویا وہ افراد آپ کی اس نمایاں تحریک علم کے جز بن گئے تھے۔

الغرض الجامعۃ الاشرفیہ کے مبارک سنگ بنیاد کے سلسلہ میں جب آپ نے مسلمانوں کو آواز دی تو اگر چہ آپ کی یہ نحیف آواز کمزور تھی لیکن اپنے آفاقی اثرات و نتائج کی حیثیت سے یک گونا ہمہ گیر تھی، جس کی سحر انگیزیوں نے لوگوں کے دل و دماغ کو اس طرح مسحور کر لیا کہ ہر فردِ واحد بے ساختہ پکار اٹھا کہ زندہ باد اے ارض مبارک پور! بے شک ہم آقائے نعمت حضور حافظ ملت کی اس ایک صدائے بازگشت پر تیری مقدس و پاکیزہ آغوش میں جملہ علوم و فنون کا ایک شہر آباد کریں گے۔

دنیا نے دیکھا کہ مبارک پور جیسے ایک الگ تھلگ خطۂ ارض پر ایک بوڑھے مرد مجاہد نے اپنی ایمانی توانائیوں اور چالیس سالہ کامیاب زندگی کی مسلسل جاں فشانیوں کی بدولت طلب گار ان علوم و فنون کے لیے الجامعۃ الاشرفیہ جیسے مرکز علم و ادب کی بنیاد ڈال دی اور شب و روز اس کارِ عظیم کو بام ارتقا تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔

ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دم سے آتشؔ
طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زنداں آباد

اب زمانے کو چاہے اس کا یقین ہو یا نہ ہو مگر ایک فردِ حق آگاہ بخوبی جانتا ہے کہ حافظ ملت کے عزم و ثبات، ایمانی توانائیوں اور چالیس سالہ جاں فشانیوں کا مقصود صرف الجامعۃ الاشرفیہ کا قیام عمل تھا۔ لیکن مبارک پور کے وسیع و عریض خطۂ ارض پر علوم و فنون کا یہ جیتا جاگتا شہر جب تک آباد رہے گا آنے والا مورخ کبھی اس کو فراموش نہیں کر سکتا۔ یہی آپ کی زندگی کا پہلا اور آخری نصب العین تھا۔

جامعہ اشرفیہ میں نکہت و نور کا نمودار ہوتا ہوا ہر سویرا گواہ اور بے قرار دلوں کی ایک مخفی

کائنات زبان حال سے اس بات کی شاہد ہے کہ آپ عالم برزخ میں رہ کر بھی الجامعۃ الاشرفیہ کو اپنی روحانی توانائیوں سے نواز رہے ہیں۔ [۱]

حضرت مولانا عبدالحلیم نوری، بھیروی

واقف اسرار معرفت، کاشف رموز حقیقت، سرچشمۂ رشد وہدایت، حضور حافظ ملت ایک عاشق رسول تھے۔ ہمیشہ سنت رسول کو مقدم اور پیش نظر رکھتے۔ آپ بہت بڑے عابد وزاہد اور علم وعمل کے جامع تھے۔ طاعت وعبادت کا ذوق، احتیاط، حفظ لسان، کم سخنی، میانہ روی، قناعت وعفاف، زہد واستغفار، ایثار وہمدردی وغیرہ میں بے مثال وممتاز، اپنے جانی دشمن سے بھی انتقام نہ لیتے تھے اور نہ حق کی راہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ مداہنت برتتے۔ بغض وحسد، طعن وتشنیع، طنز وتنقید اور بُرے برتاؤ سے کوسوں دور تھے۔

گویا آپ اس آیت پاک کے عامل تھے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ. [۲]

ترجمہ: سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بتاتے ہیں۔

حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنوں کی برائی کے عوض خصائل حمیدہ ہی نہیں بلکہ احسن الخصال کے ساتھ برتاؤ فرماتے تھے اور یہ صورت اجتناب من القول بالسوء یا بدگوئی سے زبان کو روکنا ہے۔ یونیورسٹی کی بنیاد کے سلسلے میں اور اس کے بعد بھی مخالفین کی خود رائی کے سبب حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو جسمانی، روحانی اذیت اور تکلیف پہنچی، ان پر سب وشتم اور عتاب وبدگوئی تو در کنار، کسی ملاقات میں رنج کا اظہار بھی نہیں فرمایا، بلکہ ہمیشہ ان سے مہربانی ونرمی کے ساتھ ملتے رہے اور کف اللسان من القول بالسوء پر عامل رہے۔ [۳]

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۱۲۳۔۱۲۴۔
(۲) کنز الایمان، پ: ۱۸، ع: ۶۔
(۳) حافظ ملت نمبر، ص: ۵۱۴۔

حضرت مولانا جلال الدین احمد نوری ازہری

دنیائے اسلام کے مایہ ناز محدث حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز کی شہرت و نام وری کے جہاں اور علل و اسباب ہیں، ان میں آپ کے قول و فعل اور تحریر میں یکسانیت و یکسوئی کا بھی بڑا دخل ہے۔ آپ بے شمار اوصاف و خصائل کے مالک تھے۔ اور ہر وصف میں آپ کے اندر جامعیت بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ آپ کبھی بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آپ کی بات خامیوں سے پاک ہوتی۔ ہر جملہ علم و حکمت کا سرچشمہ ہوتا۔ الفاظ بہت جچے تلے ہوتے۔ آپ کے اقوال و افعال و تحریر بلا شبہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ (۱)

حضرت مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

(الف) الجامعۃ الاشرفیہ حضور حافظ ملت کا ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے اور ایک ایسی دینی و علمی فیکٹری ہے کہ جہاں سے بے شمار علما و فضلا مذہب اسلام کی نشر و اشاعت اور ترویج و تبلیغ کے لیے کل پُرزے بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور نصف صدی میں افق عالم پر چھا گئے۔ اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپ کی خدمات دینیہ برصغیر ہند و پاک تک ہی محدود نہیں بلکہ آج اہل اسلام اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور کانوں سے سن رہے ہیں کہ ایشیا و یورپ کے بام و در اسی مرد حق آگاہ کے تلامذہ و خلفا کی صدائے دل نواز سے گونج رہے ہیں اور افریقہ و امریکہ کے باشندگان کے قلوب اسی کی تعلیمات کے نور سے اپنے تاریک دلوں کو جگمگا رہے ہیں۔ (۲)

(ب) حافظ ملت کے تعلیمات محض زبان و قلم تک محدود نہیں تھیں بلکہ جو فرماتے اس پر عمل کرنا ان کا فطری شعار تھا۔ اور یوں کہا جائے تو بجا ہوگا کہ ان کی پوری زندگی عمل سے عبارت تھی۔ ان کی نشست و برخاست، سفر و حضر، عبادت و ریاضت اور دیگر صفات محمودہ اس بات پر شاہد عدل ہیں۔

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۸۳۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۵۴۔

وہ کون سا میدان تھا جس کا حافظ ملت نے قوم کو درس نہ دیا ہو، قوم و ملت کا معمار وہی شخصیت ہو سکتی ہے جس نے ہر موقع پر قوم کو تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کی راہوں پر گامزن کیا ہو۔ پستی سے نکال کو عروج بخشا ہو۔ بوریا نشینوں کو مسند نشین بنایا ہو، اور انسانوں کو ان کے عظیم اور بلند مقام سے روشناس کرایا ہو۔

ان تمام صفات سے حافظ ملت کی ذات ستودہ صفات بدرجۂ اتم متّصف تھی۔ یہ تمام کمالات رب کریم نے خوب فیاضی سے ان کو عطا فرمائے تھے۔ آپ نے تا دم آخر اپنا یہی نظریہ قائم و دائم رکھا کہ قوم و ملت کی کامرانی ہی میں اپنی سعادت ابدی و سرمدی مضمر و پوشیدہ ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جہد مسلسل اور عمل پیہم کی چلتی پھرتی تصویر تھے اور حدیث پاک (افضل الاعمال ادومھا) کی جلوہ نمائی آپ کی ذات اقدس میں بھرپور موجود تھی۔ اس کو دیکھنا ہے تو آپ ان کے صبر آزما حالات اور مشقتوں سے لبریز اعمال زندگی ملاحظہ کیجیے۔ ہر میدان میں آپ کو یہ عنصر غالب ملے گا۔ خواہ عبادت و ریاضت ہو یا خدمت دین، ملی کارنامے ہوں یا شخصی معاملات۔ [۱]

حضرت مولانا سیّد الزماں حمدوی، پوکھریروی

فوج در فوج شاگردوں کا کارواں، حفاظ، علما، واعظین، مدرسین کا لشکر بیکراں پھر ایک مذہبی قلعہ کی تعمیر محکم جس کا نام "اشرفیہ عربی یونیورسٹی" ہے جس سے رہتی دنیا تک جنود اللہ، حزب اللہ، تربیت پاکر رزم گاہ حق و باطل میں حمایت حق کی خاطر تقریراً، تحریراً، تدریساً، اسلام و مذہب اہلِ سنت و جماعت کا بھرپور پرچم لہراتے رہے ہیں۔ [۲]

حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری امجدی

جلالۃ العلم، استاذ العلما حافظ ملت علامہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور

(۱) انوار حافظ ملت نمبر، ص: ۵۴۔

(۲) حیات حافظ ملت، ص: ۸۳۳۔

میں ۴۴؍ سال تک انتہائی محنت وجاں فشانی کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیں اور بے شمار طالبانِ علوم کو دولت علم سے نوازا۔ نیز بے پناہ جد وجہد اور کوششوں کے بعد دارالعلوم ہذا کو مکتب سے ترقی دے کر جامعہ (عربی یونیورسٹی) میں تبدیل فرمادیا۔ آپ کے اس کارنامے نے اسلامی تاریخ میں ایک باب کا اضافہ کردیا۔[۱]

حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری، پاکستان

وقت کی عظیم شخصیت، سنیت کی عظمت کا بلند مینار، آہ! حافظ الملۃ والدین بھی داغ جدائی دے گئے۔ "المصباح الجدید" ایسی بلند تصنیف نے مجھے حافظ الملۃ کا گرویدہ بنادیا۔ اسی کتاب سے عقائد میں پختگی ہوئی، مناظرانہ انداز اور پھر مضبوط گرفت، اللہ اکبر!

"فاضل بریلوی بارگاہ رسالت میں حافظ ملت کا یہ گراں قدر مختصر جامع مقالہ مجد دین وملت علیہ الرحمہ پر جب پڑھا تو دل کی دنیا بدل گئی۔ اس عدیم المثال واقعہ کا تعارف بھی حافظ الملت کا ہی کارنامہ ہے جس نے آج اعلیٰ حضرت پر لکھے جانے والے بیسوں مضامین اور متعدّد کتب میں جگہ بنالی ہے۔[۲]

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی ابن بحر العلوم، مبارک پور

حافظ ملت کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہے۔[۳]

حضرت مولانا ممتاز احمد اشرف القادری، مبارک پور

ہمارے پاس جو کچھ ہے، وہ حافظ ملت ہی کا صدقہ اور انھیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
حافظ ملت، مبارک پور کی زندگی اور مسلمانان مبارک پور کے دلوں کی دھڑکن تھے۔[۴]

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۵۳۷۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ۱۹۷۶ء۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۷۴۔
(۴) حیات حافظ ملت، ص:۸۷۴۔

حضرت مولانا شاہد رضا نعیمی، بھاگل پوری، لندن

استاذ العلما جلالۃ العلم، رئیس المحدثین، تاجدار کشور علم و فضل، پیکر ہدایت وولایت حضور حافظ ملت نے علما کو کردار وعمل کا ایک ٹھوس پیغام دیا ہے۔ وہ ظلم و ستم کو سہ کو مسکرانے کا ہنر جانتے تھے۔ آلام ومصائب کی شدتوں کو سہ لینا آپ کی فطرت تھی۔ (۱)

مولانا قاری محمد اسماعیل خاں مصباحی، راچڈیل، برطانیہ

حافظ ملت علوم نبوی کا سچا وارث، دنیائے سنیت کا بے لوث خادم، مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک نقیب، ملت اسلامیہ کا مخلص مربی، اساتذہ وتلامذہ کا شفیق رہنما اور علم وحکمت کا گنجینہ تھے۔ (۲)

حضرت مولانا صفی احمد رضوی، برمنگھم، برطانیہ

دنیائے اسلام میں حافظ ملت کی شخصیت علمی مرکزیت کی حامل تھی۔ وہ آفتاب علم وفضل اور مہتاب سنیت تھے۔ دارالعلوم اشرفیہ کے روح رواں تھے۔ موصوف کے مبارک ہاتھوں نے بے شمار علما اور حفاظ کے سروں پر فضل وکمال کی دستار باندھی ہے اور ہندستان کے کونے کونے میں علم کے چراغ روشن کیے ہیں۔ (۳)

مولانا انتخاب قدیری، مرادآبادی

اسی نیل گوں آسمان کے تلے اور اسی زمین پر شب وروز کتنے افراد جنم لیتے ہیں اور کتنے موت کی آغوش میں آرام کرتے ہیں۔ یہ ایک قدیمی سلسلہ ہے جو چلا آرہا ہے، مگر بعض افراد اس دھرتی کے سینے پر ایسے بھی جنم لیتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے بلکہ اپنے کردار

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۷۴۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۱۹۷۶ء۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اگست ۱۹۷۶ء۔

وعمل کی بنیاد پر اپنے ممتاز کارناموں کی وجہ سے اپنے کو زندۂ جاوید بنا لیتے ہیں۔

موجودہ صدی میں اس کی مثال سیدنا امام احمد رضا مجدد بریلوی، سیدنا صدر الافاضل مرادآبادی، سیدنا صدر الشریعہ اعظمی، سیدنا حکیم الامت مولانا نعیم الدین وغیرہم ہیں۔ اسی مرکر بھی نہ مرنے والی جماعت کی ایک کڑی سیدی واستاذی حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا علم!

آپ کے علم کا اندازہ اس سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ فراغت کے بعد سے آخری وقت تک آپ نے ہر علم وفن کی کتاب بے تکلف پڑھائی اور شیخ الحدیث کے منصب کو زینت بخشتے رہے اور انتہائی بیماری جسے مرض الموت کہا جائے اس میں بھی شہزادۂ محترم کو علمی انوار سے نوازا۔ (۱)

مفتیِ نیپال حضرت مفتی انیس عالم قادری

حضرت جلالۃ العلم، حافظ ملت کی رحلت قوم مسلم اور ملت کے لیے ایک ایسا نقصان عظیم وروح فرسا حادثہ ہے جس کی تلافی مشکل ہے۔ (۲)

حضرت مولانا تجمل ہدیٰ قادری، بہرائچ شریف

(۱) استاذ العلما حضور حافظ ملت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا تمام تر حصہ، دین کی خدمت، علوم نقلیہ وعقلیہ کی اشاعت، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، سنیت کو فروغ دینے میں گزرا۔ آپ ایک جامع الصفات شخصیت رکھتے تھے۔ بیک وقت وارث علوم نبویہ، بافیض مدرس، تربیت اخلاق کے ماہر، شان دار واعظ، عابد وذاکر، شب زندہ دار بزرگ، اخلاص وللّٰہیت کے مجسّمہ، محبت وانسیت کے مخزن اور لغویات ولایعنی باتوں سے دور ونفور تھے۔ اپنے شاگردوں پر کمال مہربان ومشفق نہایت درجہ حلیم وبردبار تھے۔ دشمنوں سے کبھی انتقام نہیں لیا، کبھی کسی کی بدگوئی نہیں کی۔ درس ووعظ میں مصروفیتوں کے باوجود اپنے اوراد واشغال کے حد درجہ پابند،

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۴۵۸۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، مئی وجون ۱۹۷۷ء، ص: ۶۵۔

سفر و حضر میں کبھی نماز تہجد فوت نہ ہوئی۔ اخلاص وللّٰہیت ایک ایک عمل اور ادا میں نمایاں، سلیس الفاظ میں تفہیم، نہایت شاندار درس دیتے کہ تفہیم مطلب کے ساتھ ساتھ تمام شکوک و شبہات کو مختصر اور جامع الفاظ میں دفع فرما دیتے۔ وعظ بناوٹ اور نمود سے پاک ہوتا۔ تحریر نہایت شستہ و سلیس، صنف تردید میں زمانہ کو ایک نیا انداز بخشا جس کی شہادت "المصباح الجدید" ہے۔ بافیض اتنے کہ مس خام کو کندن اور ناکسوں کو کس بنا دیا اور ہزاروں علما اور صوفیا اور مشائخ کی ایک جماعت تیار کر دی۔ دین کی بھلائی، مسلمانوں کی خیر خواہی، سنیت کے فروغ اور درس گاہوں کی توسیع و تکثیر کے لیے آپ کے دل میں جذبات کا دریا موجزن تھا۔ (۱)

مولانا ذاکر مصطفیٰ صاحب ایم. اے. مرادآباد

پیکر دین وملت، شاہ کار علم و عمل، حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ "عربی یونیورسٹی" مبارک پور ضلع اعظم گڑھ نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ جس طرح یاد الٰہی میں، اتباع رسول پاک میں، صنعت دین میں گذارا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کو اگر اس دور کا مجاہد اعظم کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کی خدمت دین کا یہ سچا جذبہ کہ نہ اپنی صحت و تندرستی کی کوئی فکر ہو، نہ آرام و راحت کی کوئی پرواہ۔ میں نے اپنے آقا و مولا حضرت صدر الافاضل استاذ العلما قدس سرہ العزیز کے بعد صرف حضرت حافظ ملت قدس سرہ العزیز میں درجہ اتم دیکھا ہے۔

ضعیف العمری اور شدید علالت میں جب کہ عام طور پر لوگ چلنا پھرنا تو در کنار اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہیں رکھتے، آپ نے آخر وقت تک پوری مستعدی اور کامل تندہی کے ساتھ دین کی خدمات انجام دیں اور شدید بیماری، انتہائی کمزوری میں بھی آپ نے کبھی رمضان المبارک کا کوئی روزہ نہیں چھوڑا، نہ کوئی فرض نماز بیٹھ کر پڑھی۔

یہاں تک کہ عمر کی آخری نماز عشا بھی آپ نے کھڑے ہو کر ہی ادا کی۔ (۲)

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۹۸۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۲۳۔

عالی جناب حاجی محمد حسین مبارک پوری

حافظ ملت کی شفقت اور پدرانہ محبت نے مجھے یتیمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ ان کی محبت اور پیار صرف میرے ساتھ ہی نہیں، گھر کے ایک ایک فرد کے ساتھ بالکل گھریلو اور مشفقانہ تھا۔ حضرت نے ہمیشہ اپنی خصوصی توجہات سے نوازا۔ میں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ صرف میں ہی وہ خوش نصیب ہوں جسے حضور حافظ ملت کا سب سے زیادہ پیار ملا۔ ان کا اخلاق اور ان کی مروت تو اپنے پڑوسیوں میں سے ہر ایک کے لیے عام تھی اور ہر شخص انھیں اپنے گھر کے افراد میں سب سے اہم فرد سمجھتا تھا۔ وہ اکیلے تھے، مگر ہزاروں انھیں اپنوں میں کا ایک سمجھتے تھے اور لوگوں کے ساتھ ان کے ظاہری و باطنی تعلقات نہایت مخلصانہ اور ہمدردانا تھے، جس کی تفصیل ہر پڑوسی خود بتا سکتا ہے۔ [۱]

جناب الحاج عبد الحکیم عزیزی، بنارس

حافظ ملت کیا تھے، ان کے اخلاص و اخلاق کا کیا عالم تھا؟ خدمت دین کا کتنا والہانہ جذبہ رکھتے تھے؟ جن لوگوں نے آپ کی زندگی کا مطالعہ قریب سے کیا ہے وہ تو خوب اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن آج جو شخص الجامعۃ الاشرفیہ کا معائنہ کرے گا وہ خود سمجھ سکتا ہے کہ واقعی حضرت نے قلیل مدت میں دین کا کتنا عظیم کام کیا ہے اور کس قدر دینی جذبہ و خلوص رکھتے تھے۔

درس و تدریس، خدمت خلق نیز الجامعۃ الاشرفیہ کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ملک کے گوشے گوشے اور دور دراز اور بعض مشکل ترین مقامات کا سفر بھی حضرت پورے جذبہ و شوق کے ساتھ فرماتے تھے اور جب دین کے لیے نکلتے تو ایک جوان کی طرح تاب و توانائی کے مالک ہوتے۔ یہی وہ بڑی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے قلیل مدت میں بھی حضرت نے بہت بڑا اور ایسا کام انجام دے دیا کہ ایک مدت کے بعد بھی اس کا تصور مشکل نظر آتا ہے۔

آپ کی دوسری بڑی خصوصیت آپ کا عزم و استقلال اور جہد مسلسل ہے۔ آپ نے ہمیشہ نامساعد حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور مشکلات و مصائب کے پہاڑ سے بھی ٹکرانے کا

---

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۳۲۰۔

عزم اپنا شیوا بنایا۔ [۱]

حضرت مولانا محمد عاقل رضوی، مرادآبادی

آفتاب نبوت جو ساری دنیا کو بقعۂ نور بنا دینے کے بعد ہماری آنکھوں سے نہاں ہوا تو اسی آفتاب کی فیض بخشی سے آسمان ولایت پر ہزاروں لاکھوں ستارے رونما ہوئے جن کی عالم افروز تجلیوں نے ضلالت و گمرہی، کفر و الحاد کی ظلمتوں کا کلیجہ چاک کر دیا۔ جنھوں نے نگاہوں کو بھی فروغ بخشا اور نہاں خانۂ دل کو بھی تابناک کیا۔

عشق و عرفان اور شعور و آگہی کی اسی کہکشاں کے ایک درخشندہ، تابندہ ستارے کا نام عالم ربانی، علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ہے، جو قصبہ بھوج پور (مرادآباد) کے معمولی، مگر اعلیٰ دین دار گھرانے میں پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے علم و فضل، شعور و آگہی اور فکر و فن کی تاب ناک کرنیں شرق و غرب پر چھا گئیں، جسے اپنے بیگانے، دیوانے، فرزانے، عوام و خواص سبھی حافظ ملت، استاذ العلما، جلالۃ العلم جیسے جلیل القدر اور باعظمت الفاظ والقاب سے جانتے پہچانتے اور یاد کرتے ہیں۔ جس کی روحانی سربلندیوں اور علمی شوکت و اقتدار کا پرچم آج بھی یورپ و ایشیا پر لہرا رہا ہے۔ جس کے فضل و کمال، عزت و عظمت، قوت و شجاعت، شہرت و نام وری کے ترانے ہر طرف سے الاپے جا رہے ہیں۔ جس کے مقدس آستانے پر بڑے بڑے اربابِ علم و فن اور فکر و فن کے شہنشاہ جبین عقیدت خم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور شہریارِ علم و فضل، علما و مشائخ ان کی مدح و ستائش میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ [۲]

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر، لنکاشائر، برطانیہ

(الف) آہ! بزم امجدی ویران ہے، محفل تدریس خموش ہے، محدث اعظم پاکستان کا رفیق (حافظ ملت) عازم خلد ہوا، برطانیہ کے غلام حافظ ملت کا نعرہ بلند کر رہے ہیں، بزم ایصال ثواب قائم ہے، درود و سلام کا نذرانہ بارگاہ رسالت علیہ التحیہ والثنا میں پیش ہے۔ آہ! ہمارے

(۱) حافظ ملت نمبر، ص: ۳۱۸۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، جنوری ۱۹۹۱ء، ص: ۴۷، مبارک پور۔

سر سے مربی روحانی کا سایہ اٹھ گیا۔ [۱]

(ب) مولانا عبد العزیز (حافظ ملت) دریائے معانی، مرشد کامل، سردار نام دار اور جلالۃ العلم تھے۔ [۲]

حضرت مولانا سیّد وجود القادری، جبل پور

حافظ ملت کا انتقال دنیائے سنیت کا عظیم سانحہ ہے، جس کی تلافی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ [۳]

حضرت مولانا شاہ عبد الحق چشتی، مبارک پور

حافظ ملت کے کارناموں کو سمیٹنا آسان کام نہیں۔ [۴]

جناب ڈاکٹر عبد المجید خان، بلرام پور

حضور حافظ ملت ایک ایسے انسان تھے کہ جن کو بہت سی انسانی خوبیوں کا جامع کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ ان کا بڑوں سے ملنے کا نیاز مندانہ انداز، معاصرین سے مخلصانہ برتاؤ اور اعزہ واقربا سے مشفقانہ سلوک اپنی مثال آپ تھا۔ ہر وہ شخص جو آپ سے شرف نیاز حاصل کرتا، یہی اطمینان ویقین لے کر جاتا کہ حضرت میرے بہت ہمدرد ہیں۔ حضرت کا ایک خاص شیوہ یہ تھا کہ ہر شخص کی خوبیوں کو نمایاں طور سے بیان فرماتے اور عیوب کا کبھی ذکر کرنا تو در کنار، سننا بھی گوارہ نہ فرماتے۔ اگر کبھی گفتگو میں کسی نے بد احتیاطی برتی اور کوئی غیر مناسب بات کہہ دی جو حضرت کو ناپسند ہوئی تو خاموشی کو ترجیح دیتے۔ اس لیے مجھے جب کسی طریقہ کی شرعی تلاش ہوتی تو میں یہی سوچ لیتا کہ حضرت تشریف لائیں گے اور اس سلسلے میں آپ کا عمل دیکھ لوں گا تو سمجھوں گا کہ یہی شرعی حکم ہوگا۔ [۵]

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ۱۹۷۶ء۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۱۹۷۶ء۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص: ۸۷۱۔
(۴) حیات حافظ ملت، ص: ۸۷۱۔
(۵) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۶۶۔

حضرت مولانا عبد المجتبیٰ، سندر پوری

حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے ۴۴؍ سال تک مبارک پور کی سرزمین پر علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث کی خدمت انجام دی۔ ہندستان کے علاوہ یورپ وامریکہ اور عرب میں آپ سے اکتساب فیض کرنے والے علما، مشائخ، دانش ور اور صحافی آج بھی فروغ ملت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ زہد وورع، تقویٰ وطہارت، علم وحکمت، توکل واستغنا، شرم وحیا، صبر وتحمل، تواضع ومنکسر المزاجی، رفاقت وعیادت، پابندیِ شریعت اور ایفائے عہد، سادگی وشاگرد نوازی میں حضرت صدر الشریعہ کی سچی تصویر تھے۔[1]

حضرت مولانا محمد عظیم الدین مصباحی، ناگ پور

حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات مقدس علم وعمل کا آئینہ تھی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جب تک آپ سرزمیں مبارک پور میں جلوہ گر تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باطل فرقوں کی زبان ہی نہیں ہے۔ آپ نے ہر شعبۂ زندگی میں دین اسلام کی نصرت وحمایت اور ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت فرماکر دنیائے سنیت پر ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ یہ آپ ہی کے فیضان علم کا صدقہ ہے جو مثل ابر کے کبھی لندن و افریقہ، کبھی ہند وپاک، غرض کہ ملک کے ہر گوشے میں برس رہا ہے۔ سچ کہا ہے کسی نے۔

جو ابر یہاں سے اٹھے گا سارے جہاں پہ برسے گا
ہر کوہ گراں پہ برسے گا، ہر جوئے رواں پہ برسے گا[2]

---

(۱) تذکرۂ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، ص: ۵۱۲۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، مئی وجون ۱۹۷۷ء، ص: ۶۸۔

جناب قاری عبدالمجید رضوی، افریقہ

جب ہم دنیائے ہست بود کی انسانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو عظیم شخصیتوں کے عظیم کارناموں سے متاثر ہوتے ہیں اور اپنے دل کو ان کی محبت سے وارفتہ پاتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ ہستیاں بلند ہمتی وعزم محکم کا درس دے گئی ہیں۔ ان قابل قدر معزز ہستیوں میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی بھی آتا ہے۔ انھوں نے ایک پُر آشوب وپُر خطر دور میں اسلام وسنیت کا قلعہ الجامعۃ الاشرفیہ کے قیام کی آواز بلند فرمائی۔ (۱)

ڈاکٹر نسیم قریشی، شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

حضرت حافظ ملت ایک زبردست معلم تھے، بڑا منصوبہ بنانے والا ذہن رکھتے تھے، عزم کار سے بہرہ مند تھے، اور قوت وصلاحیت کے آخری ذرے کو بھی داؤ پر لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ انھوں نے لاکھوں انسانوں کے تصور کو پیکرِ حقیقت بخش دیا اور اتنے بڑے کام کا سلسلہ ڈال دیا کہ نسلیں اس سے لگی لپٹی رہیں گی اور صدقۂ جاریہ کا اجر جنت الفردوس کی نورانی دنیا میں انھیں برابر ملتا رہے گا۔

عمرہا در کعبہ وبت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں (۲)

مولانا مجیب الاسلام نسیم اعظمی

اگر سنیت کی تاریخ سے حافظ ملت کے کارناموں کا نکال دیا جائے تو یہ قوم نصف صدی پیچھے چلی جائے گی۔ (۳)

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۷۴۔
(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۸۸۔
(۳) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۲۔

حضرت مولانا صابر القادری نسیمؔ بستوی

حافظ ملت حضرت علامہ الحاج مفتی شاہ عبد العزیز صاحب قبلہ مرادآبادی علیہ الرحمۃ (شیخ الحدیث دار العلوم الجامعۃ الاشرفیہ، عربی یونیورسٹی) ان تاریخ ساز شخصیتوں میں سے ایک عظیم و مقتدر شخصیت تھے جن کی ذات عالی صفات میں اخلاق و کردار، عادات و اطوار اور ایک عالم حق شعار کی وہ جملہ خوبیاں بدرجۂ اتم و اکمل جمع ہو گئی تھیں جو دینی و قومی رہبر و رہنما و میر کارواں کے لیے لازمی ہوا کرتی ہیں۔ یعنی ؎

نگہ بلند، سخن دل نواز وجاں پُر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کاروں کے لیے

حافظ ملت کے خاندانی بزرگوں اور درس گاہوں کے اساتذہ نے آپ کے بچپن اور دور طالب علمی (۱۳۳۹ھ تا ۱۳۵۱ھ) ہی میں آپ کی شخصیت میں چھپے ہوئے جوہر کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔ بعض حضرات نے اظہار خوشی کرتے ہوئے پیشن گوئی بھی فرما دی تھی کہ آج کا یہ ذرہ کل اسلامی دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اس وقت یہ ایک نقطہ دکھائی دیتا ہے لیکن جیسے جیسے وقت گذرے گا یہی نقطہ وسیع دائرہ کی شکل اختیار کر کے ہزاروں، لاکھوں دلوں کا احاطہ کر لے گا۔ بزرگوں کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں اور ان کی دعائیں درِ اجابت تک پہنچیں اور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے خاندان کے لوگوں، اساتذہ و تلامذہ، ہم عصر علما و مشائخ اور مریدین و معتقدین ہی نے نہیں بلکہ عالم اسلام و سنیت نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور برسہابرس تک مشاہدہ کیا کہ آپ نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت، قوم و ملت کی تعمیر و تنظیم، تلامذہ کی تعلیم و تربیت، مریدین و متوسلین کی اصلاح و ہدایت اور جماعت اہلِ سنت کی ترقی و سربلندی کے لیے وہ پائیدار و اہم کردار ادا کیا جس پر پوری دنیائے اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ بلا شبہ حافظ ملت قوم کے عظیم محسن بن کر جہاں میں تشریف لائے تھے جن کے بارِ احسان سے ہماری گردنیں جھکی رہیں گی۔

حافظ ملت کے نورانی و پُر وقار چہرہ سے عالمانہ جاہ و جلال بھی ٹپکتا تھا اور درویشانہ حسن

وجمال بھی جھلکتا نظر آتا تھا۔ یعنی آپ کی ذات گرامی شریعت وطریقت کی ایک خوب صورت سنگم تھی۔ آپ درس گاہ کے نہایت ماہر و تجربہ کار مدرس و معلم بھی تھے اور خانقاہ کے حق آگاہ، خداشناس اور صاحب زہد و تقویٰ شیخ طریقت بھی تھے۔ [1]

حضرت مولانا قمر الحسن قمؔر بستوی دام ظلہ العالی

چہرے پر نورانی جلووں کی سلوٹیں ابھری ہوئیں، نگاہوں میں حیا اور تقدس کا وقار سمٹا ہوا، قدم قدم پر اتباع سنتِ نبوی کا پُر جلال مظاہرہ، تن و توش میں جسامت کا بار خفیف ضرور تھا مگر علم و حکمت کی دولت بے بہا نے اتنا قیمتی بنا دیا تھا، جس کی قیمت دنیا کے جواہرات سے ادا نہیں ہو سکتی تھی۔ آوازوں کا پُر وقار صوتی آہنگ دلوں پر رعب و دبدبہ کا ایسا اثر چھوڑ تا کہ لوگ سر وقد ادب کا مجسمہ بن جاتے تھے۔ ایسا نہیں کہ مدرسہ کا مدرس اور طالب علم ہی اس شکوہ و دبدبہ سے متاثر تھا، بلکہ قصبہ مبارک پور میں جس طرف نکل جاتے لوگ مؤدب کھڑے ہو جاتے اور جب تک حجابات آڑے نہ آتے، کھڑے ہی رہتے۔ یہ تھی اس درویش کامل کی ذات جس کو استاذ العلما، جلالۃ العلم، حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری جیسے حسین کلمات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان بوریہ نشینوں کا حال بھی عجیب ہوتا ہے۔ جامۂ فقر میں استغنا کی بھیک دینا، ان کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ٹوٹی چٹائی پر بیٹھ کو کج کلاہان زمانہ کو جھکا دیتے ہیں۔ وہ (حافظ ملت) ایک سخت کوش اور جفاکش انسان تھے۔ رازؔی کی نکتہ آفرینی، غزالؔی کا مکاشفۂ قلبی، جنیؔد بغدادی کی نفس کشی، امام اعظؔم کا فقہی تدبر، امام بخارؔی کا محدثانہ جلال اور امام ترمذؔی کا نقد و جرح، نیز امام احمد رضاؔ بریلوی کے احیائے دین وسنیت کا ایک تراشیدہ پیکر تھے۔ انھوں (حافظ ملت) نے خلوتوں کے کنج خمولی میں بیٹھ کو لاالہ الااللہ کی ضرب بھی لگائی اور مسند تدریس پر فائز ہو کر قال اللہ و قال الرسول کا نغمۂ دل کش بھی سنایا۔ [2]

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۳۳۔
(۲) انفس وآفاق، ص: ۳۰۲، کتب خانہ امجدیہ، دہلی۔

ڈاکٹر اختر بستوی، ریڈر گورکھپور یونیورسٹی

حافظ ملت کی ذات ایک انجمن تھی اور انجمن بھی ایسی جس میں علم ویقین کے چراغ بھی روشن تھے اور سعی وعمل کی شمعیں بھی فروزاں تھیں۔ اس انجمن کا اجالا سرزمین ہند کے ہر گوشے میں پہنچا اور وطن عزیز کے لاتعداد افراد کے ذہنوں اور دلوں کو عرفان وآگہی کی تابانیاں بخشیں۔ موصوف کی زندگی زاہدانہ طرز بود وباش اور مجاہدانہ عمل پسندی سے مرکب تھی۔ (۱)

مولانا غلام محمد بھیروی

یوں تو دنیا میں بے شمار شخصیتیں گذری ہیں اور ایک سے ایک باکمال ہستیاں پیدا ہوئیں ہیں جن کی انوکھی زندگی صبح قیامت تک کے لیے مشعل راہ ہے۔ انھیں برگزیدہ ہستیوں میں مرشد برحق، آفتاب علم وفضل، شیخ الاسلام والمسلمین حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ہیں جن کی پوری زندگی سراپا نمونہ تھی اور ظاہر وباطن کی یکسانیت کے ساتھ ایسے تقویٰ شعار نگاہوں کے سامنے خال ہی خال نظر آتے ہیں۔ (۲)

مولانا محمد عمر، بہرائچی

حضرت حافظ ملت کی ذات گرامی " اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ" کا آئینہ تھی۔ (۳)

جناب ماسٹر آفتاب احمد خاں

دنیا میں بہت سے ماہرین تعلیم پیدا ہوئے اور مختلف ڈھنگ سے اپنا اپنا تعلیمی نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا، ان میں کچھ تھور یٹیکل (فکری واصولی) حد تک ہی رہے، اپنے نظریہ کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر رہے۔ جیسے پلیٹو (افلاطون) نے اپنا یوٹوپین اسٹیٹ کا نظریہ پیش

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۸۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۵۳۔
(۳) حیات حافظ ملت۔

کیا جو آج تک اس روئے زمین پر عملی جامہ نہیں پہن سکا۔کچھ ایجو کیشنسٹ (معلّم،ماہر تعلیم) تھیوریٹیکل کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل بھی رہے۔ انھیں میں ایک حضور حافظ ملت حضرت مولاناشاہ عبدالعزیزصاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے۔

آپ ایک اعلیٰ درجہ کے باعمل عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ٹیچر، تھنکر، ریفارمر اور ایجو کیشنِسٹ تھے۔آپ نے ساٹھ سال تک تدریس اور تبلیغ دین کا کام انجام دینے کے بعد ایک باعمل ایجو کیشنِسٹ کی حیثیت سے اپنا تعلیمی نظریہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”میں مسلمانوں میں دنیاوی تعلیم کا حمایتی ہوں لیکن دنیاوی تعلیم بغیر دینی تعلیم کے ایک بے لگام سرکش گھوڑے کی مانند ہے جو سوار کے لیے کسی وقت بھی تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ہر مسلمان کو پہلے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانا چاہیے۔دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم میں جو لغویات ہیں وہ اس بچے کی زندگی میں غالب نہیں آئیں گے اور اگر بچہ صرف دنیاوی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اس کے اوپر گمراہوں اور ملحدوں کے نظریات حاوی ہوجائیں گے۔اس لیے کہ وہ قرآن مقدس اور حدیث پاک کی تعلیمات سے ناآشنا ہے۔“

آپ دنیاوی تعلیم کے حمایتی اس لیے اور بھی تھے کہ آپ تعلیم دین کو روزی روٹی کا ذریعہ بنانا نہیں پسند کرتے تھے۔[1]

حضرت علامہ محمد فروغ القادری گیاوی دام ظلہ

شوقِ وسعت ہے تو ذرّے سے بیاباں ہوجا
نغمۂ مدح سے ہنگامۂ طوفاں ہوجا

جلالۃ العلم، استاذ العلما حضور حافظ ملت جیسی نابغۂ روزگار عظیم علمی اور روحانی شخصیتیں آفاق کی وسعتوں میں کبھی کبھی اور کہیں کہیں پیدا ہوتی ہیں۔رب قدیر نے انھیں منصورؔ کے جذبۂ عشق اور سرمدؔ کے ذوقِ جنون سے نوازا تھا۔یہی وجہ ہے کہ وہ سنگ بے مایہ کو اپنے عزم کی ٹھوکر سے تراش کر گوہر آبدار بنانے کا ہنر جانتے تھے۔وہ برصغیر ہند میں سرمایۂ ملت کے نگہبان

(۱) حافظ ملت:افکار اور کارنامے،ص:۵۲۔

اور علوم دین کے متلاشیوں کے لیے خضرِ راہ تھے۔ وہ علم و عرفان کے مہر تاباں اور کردار و عمل کے کوہ گراں تھے۔ ان کی باوقار خاموش زندگی میں حیرت انگیز تلاطم اور ان کی عقابی نظروں میں اسلامیان ہند کی عملی و فکری ارتقا کا سنہرا خواب پوشیدہ تھا۔ وہ اپنی پوری زندگی ایک پُرجوش اور حوصلہ مند مجاہد کی طرح احیائے دین و سنت کی راہوں میں سرگرم عمل رہے۔ ضعف عمری میں یہ اخلاص بیکراں اور کشودِ عقدۂ مشکل میں جذبۂ دل کا یہ شباب آج دور دور تک کہیں نظر نہیں آتا۔ اس پر شوکت علم کی شہنشہی کے باوجود عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ افلاک کی بلندیاں اتر کر ان کے قدموں کا بوسہ دیں۔ یہ وہ ناقابل تغیر خصوصیات ہیں اس مردِ حق آگاہ کی جن کے سبب شرق و غرب میں پھیلے ہوئے لاکھوں علما، اربابِ علم و دانش، سجادگان طریقت اور وفا کیش تلامذہ اپنی عقیدت مندیوں کے اظہار کے ساتھ اسے ”حافظ ملت“ کہتے ہیں۔

حضور حافظ ملت کی تقدس مآب اور فقید المثال زندگی صبر و تحمل، خلوص و محبت، دیانت و امانت، علم و عمل، درس و تدریس، تحریک و تنظیم اور جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے حقیقی ترجمان اور صدر الشریعہ کی درس گاہ فیض کے سچے جانشین تھے۔ ان کی انسانیت ساز زندگی کا ہر فیصلہ، ہر اقدام، ہر فکر، ہر نظریہ اور ہر رویہ کا محور عشق رسالت مآب ﷺ تھا۔ وہ اپنی مرادوں کی منزل، اپنے جذبوں کا رُخ اور اپنی باطنی توانائیوں کا راز عالم غیب کے پردوں سے نازل ہونے والی نصرتِ الٰہیہ کو سمجھتے تھے۔

مشیت نے انھیں جن اوصاف و کمالات سے نوازا تھا اس کی مثال ماضی قریب کے بر صغیر ہند و پاک میں کہیں نظر نہیں آتی۔ علوم دین کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ”الجامعۃ الاشرفیہ“ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) کا قیام حضور حافظ ملت کی تاریخ زندگی کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ جس کے اعتراف میں فاضلان عصر کی گردنیں ان کے آستانۂ کرم پر تا صبح قیامت خمیدہ رہیں گی۔ انھوں نے اپنی تقویٰ شعار اور اخلاص پیشہ کوششوں کے نتیجے میں باغ فردوس سے باصلاحیت علما کی ایک جماعت پیدا کی جو آج بھی پوری دنیا میں دینی و ملی خدمات کے لیے ہر لمحہ سرگرمِ عمل ہیں۔

حضور حافظ ملت نوّر اللہ مرقدہ کی شخصیت جامع الکمالات اور مجمع الاوصاف تھی، ان کے ایوانِ علم و عمل میں جو ہمہ گیری اور سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے روشن مستقبل کے حوالے سے جو درد و کرب تھا، اس احساس میں ان کا درونِ باطن تا حیات سلگتا رہا۔ شب کی تنہائیوں میں ان کی برستی آنکھوں کے آبشار پر اہل مبارک پور آج بھی گواہ ہیں۔ اتباعِ شریعت، ضبطِ نفس اور عجز و انکسار میں انھیں شان یکتائی عطا کی گئی تھی، اور وہ اس ملکوتی رنگ و آہنگ میں اپنے طلبہ کی پرورش فرماتے تھے۔ ان کی پوری زندگی کی بنیاد حرکت و عمل پر ہے۔ وہ تضیع اوقات کو ایک ناقابل معافی گناہ تصور کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی خداداد صلاحیت اور بے پناہ ذہانت کے ذریعے سے مستقبل میں اٹھنے والے فتنوں کا براہِ راست اندازہ کر لیا کرتے تھے۔ انھوں نے انھیں حالات کے پیش نظر الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کی بنیاد رکھی، جو آج اہلِ سنت کا وقار، حافظ ملت کی تمناؤں کا مرکز اور عصر حاضر میں مسلکِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کا بے باک نقیب اور پر جوش داعی ہے۔

حضور حافظ ملت نے اپنی فکری، عملی اور دعوتی تحریک کی بنیاد تین اہم عناصر پر رکھی تھی۔

(1)- Spritual & educational prelentation of Islam

(2)- Prectical presentation of Islam.

(3)- Logical and scientific presentationof Islam

''الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی انڈیا'' گم گشتگان راہِ حق کے لیے مینارۂ نور ہے۔ یہ علوم دین کا سرچشمہ اور انقلاب مصطفوی کا مشن ہے۔ اس صحن چمن میں حضور حافظ ملت آسودۂ خواب ہو کر آج بھی اس کی ناقابل تسخیر فصیلوں کی حفاظت فرما رہے ہیں۔

رب قدیر ان کے مرقد انور پر اپنی بے پایاں رحمتوں کے پھول برسائے۔ آمین یا رب العالمین۔

کافر کی یہ پہچان کے آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کے گم اس میں ہے آفاق

حضرت مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی، بھاگل پوری

والدِ گرامی مؤلّف کتاب ہذا

جلالۃ العلم استاذ العلما حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بیسویں صدی عیسوی کی یگانۂ روزگار اور جامع صفات شخصیت تھے۔ علم و فضل، اخلاص، زہد و تقویٰ، صبر و تحمل، اخلاق و کردار، فکر و تدبر، عالی ظرفی و بلند حوصلگی میں آپ ایک منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ آپ عالم ہی نہیں بلکہ سراپا علم اور زاہد و متورّع ہی نہیں بلکہ عین زہد و ورع تھے۔

آپ نے اپنی مومنانہ فکر و بصیرت اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ دین و سنت کے فروغ، علم و دانش کی ترویج اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں جو عظیم کارنامے انجام دیے ہیں، تاریخ اسے فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ کی گراں قدر خدمات کی تابندہ مثال ’’الجامعۃ الاشرفیہ‘‘ مبارکپور ہے، جو آج پوری دنیا میں علم و دانش اور مذہب و ملت کی اشاعت و تبلیغ میں سرگرم عمل ہے۔

حضرت مولانا ارشاد احمد ساحلؔ سہسرامی

سیدی الکریم حضرت حافظ ملت قدس سرہ حقیقی معنوں میں نابغۂ روزگار تھے۔ سیکھنے والوں نے آپ کے قدم قدم سے جہاں بینی اور جہاں بانی کے آداب سیکھے ہیں۔ (۱)

جناب عبد الحسیب اشرفی، کچھوچھہ شریف

آج سے قبل اتنی دل آویز شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ پیشانی پر متانت و فطانت کی لکیریں، آنکھوں میں بلند حوصلگی، مضبوط ارادے اور آہنی عزم و استقلال، حافظ ملت کے نمایاں اوصاف ہیں۔ (۲)

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۹۸ء، ص: ۷۔۳۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۹۸ء، ص: ۴۱۔

مولانا محمد اسلم عزیزی مصباحی، گورکھ پوری

(الف) حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اپنے تمام اوصاف میں باکمال تھے، ویسے باکمال کہ حضرت کے کمال کا ادنیٰ حصہ بھی کسی کو مل گیا تو صاحب کمال ہو گیا۔ علم کے باب میں میرا الیقین بولتا ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان علم در سینہ کے مظہر کامل تھے۔ اس وصف کا جلوہ حافظ ملت کی تدریس، تحریر، تقریر اور مناظرہ کے میدانوں میں نمایاں طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔ [1]

(ب) حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات والا صفات ان شخصیت ساز انسانوں میں ہے جن کی زندگی کے لمحات کا ہر گوشہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ [2]

جناب مولانا شہباز احمد اعظمی

حضور حافظ ملت کی شخصیت دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شان امتیاز رکھتی تھی۔ ویسے آنے کے لیے سبھی آتے ہیں اور دنیا سے چلے جاتے ہیں مگر ایسے لوگ کم آتے ہیں جو لاکھوں کی آبرو اور کروڑوں کی آرزو بن کر آئیں اور یہاں سے جائیں تو شہر اور ملک ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کو اپنا داغ مفارقت دے جائیں اور لاکھوں کو اپنے غم میں تڑپتا چھوڑ جائیں۔ [3]

جناب مولانا توکل حسین

آپ (حافظ ملت) اخلاق و دیانت کے پیکر مجسم، مروت اور محبت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ مردم شناسی اور خردہ نوازی میں یکتا و تنہا تھے۔ آپ کی ذات والا صفات خلوت و جلوت ہر طرح سے مجموعۂ کمالات تھی۔ حافظ ملت وقت کے امام بخاری تھے۔ [4]

---

(۱) معارف حافظ ملت، ص:۲۲۔

(۲) معارف حافظ ملت، ص:۴۴۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، مئی وجون ۱۹۷۷ء، ص: ۶۷۔

(۴) حیات حافظ ملت، ص:۸۳۵۔

حضرت مولانا عبد الوحید مصباحی

جلالۃ العلم، ابوالفیض، معمار قوم وملت، حافظ دین وملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی (بانی الجامعۃ الاشرفیہ) علیہ الرحمۃ گوناگوں خوبیوں اور اوصاف وکمالات کے جامع تھے۔ آپ میدانِ مناظرہ کے لاجواب مناظر، درس گاہ کے بہترین مدرس، تصنیف وتالیف میں ماہر مصنف، تعلیم وتربیت میں بے مثال معمار، قوم کی اصلاح وفلاح میں سچے مصلح، افراد سازی وکردار سازی میں منفرد ویکتا، تقویٰ وپرہیز گاری میں غایت درجہ کے تقویٰ شعار، خوف خدا میں انتہا درجہ کے خدا ترس، عاشقان مصطفیٰ ﷺ میں ایک سچے عاشق رسول اور بزم اولیا میں رہروانِ طریقت کے قافلہ سالار وتاج دار تھے۔ وہ ہر ایک وصف وخوبی کے اعتبار سے ایک مثالی اور تاریخ ساز ہستی تھے۔

حضرت حافظ ملت کے فتاویٰ میں کتاب وسنت (حدیث) سے استدلال، اقوال ائمہ اور مستند فقہا کی عبارتوں سے استناد، کلیات وجزئیات کا استحضار، تحریر کردہ مسئلہ میں جزئیات کے منطبق کرنے اور متعارض دلائل میں تطبیق کرنے کا ملکہ، ناسخ ومنسوخ، مطلق ومقید، مقامات کی تشریح وتعین، جواب سے پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ، مصالح کے رعایت، رسم افتا پر کڑی نظر، تعصب وعناد پر مبنی سوالات کا مسکت اور دندان شکن جوابات، جواب میں اختصار وجامعیت اور حسب ضرورت تشریح۔ یہ چند خوبیاں آپ کے فتاویٰ میں بہت نمایاں ہیں، جن کو پڑھنے والا محسوس واقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔[1]

حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، غازی پوری

معمار قوم حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ چمن زار قدرت کے وہ حسین پھول تھے جس میں شگفتگی اور دل کشی کا رنگ صاف نظر آتا تھا۔ یہ پھول جب سے کھلا بہاروں نے اس کا استقبال کیا۔ نسیم سحری اس کی روح کو گدگداتی رہی، غنچے اس کے ہونٹوں کی لطیف مسکراہٹوں

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، ستمبر ۲۰۰۱ء، ص: ۱۳-۱۴، مبارک پور۔

میں اپنی جنت نگاہ کے خاکے تلاش کرتے رہے۔ ؎

صداقتوں کے چمن کا حسین پھول ہے تو

یہ واقعہ ہے بڑا مرد بااصول ہے تو

ملت کے حافظ کا سکوت قفل باب حکمت تھا اور تکلم موج تسنیم و کوثر کا جمالیاتی پرتو، وہ نبّاض قلوب بھی تھا، اصول کی جو صراط مستقیم اسے نصیب تھی، اس پر دوسروں کو چلنے کی جرأت نہ ہو سکی، جب تک زندہ رہا حریفان سفر سے بے نیاز رہا، مزاج میں جرأت و بے باکی تھی اور اخلاق میں درویشی کا توازن تھا۔ وہ ایک قلندر، خلوت گزیں تھا۔ جلوتوں میں بھی اس کی خلوت پسندی ساتھ تھی۔ ایثار و قربانی کے جوہر اس نے دکھلائے۔ حق یہ ہے کہ کوئی دوسری شخصیت اس کی ہمسر اور ہم پلہ نظر نہیں آتی۔ خدا نے اس بوڑھے مجاہد کو فکر و قلم کی وہ صلاحیتیں بخشی تھیں کہ اگر وہ پھٹے ہوئے سرکنڈے کا قلم اور ایک ٹوٹی ہوئی دوات لے کر کسی درخت کے سایے میں بیٹھ جاتا تو بلاشبہ عیش و دولت کے ہجوم وہاں بھی اس کو گھیر لیتے اور علم و فضل کی دنیا اس کی راہ میں آنکھیں بچھاتی۔ (۱)

حضرت مولانا قیس رضا مصباحی

استاذ العلما، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان صرف ایک جلیل القدر عالم و محدث نہیں تھے بلکہ ایک محدث گر بھی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں صرف حدیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت ہی نہیں کی، بلکہ اس کے لیے بے شمار خدام بھی پیدا کرتے رہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ آج سیکڑوں درس گاہیں حافظ ملت ہی کے فیضان کرم کی مرہون منت ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ حافظ ملت نے دنیائے اہلِ سنت کو ایسے ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر علماے حدیث عطا فرمائے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ کی شخصیت ایک ذہن شناس، باطن رس شخصیت تھی۔ آپ اپنے ہونہار تلامذہ کی شناخت کر لیا کرتے تھے، جوہری کی طرح ذہن کے کھرا کھوٹا پن کو پہچان لیا کرتے تھے اور جو جس کا مستحق

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۵۱۶۔

ہوتا اس کے ساتھ وہی برتاؤ کرتے، جو جس تربیت کے لائق ہوتا اس کی تربیت اسی کے مطابق فرماتے اور اس پر اسی مناسبت سے نظر خاص بھی رکھتے۔ لیکن یہ خصوصیت بھی اپنی جگہ قائم رہتی کہ جملہ تلامذہ کو بظاہر ایک نگاہ سے دیکھتے۔ (۱)

حضرت مولانا ایاز احمد مصباحی

حضرت حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی ایک جامع الصفات شخصیت گزری ہے۔ آپ علم و فکر کی بلند سطح پر فائز ہونے کے ساتھ پیکر اخلاق، متبع سنت، متقی و پرہیز گار اور مونس و غم خوار بھی تھے۔ گھر کی چہار دیواری سے لے کر کوچہ و بازار تک، درس گاہ سے جلسہ گاہ تک اپنی آبادی سے لے کر دیار غیر تک ہر گام اور ہر منزل پر تقویٰ شعاری، پرہیز گاری اور دل آویز سیرت و کردار کا مظاہرہ فرماتے۔ فرائض و واجبات پر انگلی رکھنا تو دور کی بات ہے، سنن و مستحبات کو ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اس لیے جس نے دیکھا، دیکھتا ہی رہ گیا۔ اپنوں نے دیکھا شیدا ہو گئے، غیروں نے دیکھا معترف و مدّاح ہو گئے۔ (۲)

مولانا غلام محمد بستوی

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا جملہ معمولاتِ زندگی مکمل طور پر دینی و اسلامی تھے۔ صاحب شعور کی نظر میں مبارک پور اور اطراف مبارک پور کے در و دیوار حافظ ملت کی عظمت کی بولتی تصویریں ہیں اور الجامعۃ الاشرفیہ آپ کی علمی زندگی کا شاہ کار۔ (۳)

پروفیسر محمد شہاب ظفر اعظمی

تو نے ہر ذرے میں برپا کر دیے طوفانِ شوق
اک تبسم اس قدر جلووں کی طغیانی کے ساتھ!

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۵۱۷۔
(۲) انوار حافظ ملت، ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص:۵۹۔
(۳) ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۸۵۔

اس عہد کی ایک ایسی نادر الوجود ہستی، جس کی ہر جان اسیر محبت، ہر روح سرشار عقیدت، اور ہر زبان مداح تھی۔ اسی کو اہلِ سنت وجماعت کی دنیائے عشق ومحبت ”حافظ ملت“ کہتی ہے۔ دنیائے سنیت میں کون ہے جو حافظ ملتؒ کے علم وفن، زہد وتقویٰ اور ان کی سیادت اور برتری کا معتقد نہ ہو۔ لیکن فضل وکمال کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ جو لوگ مسلک کی بنیاد پر حضرت حافظ ملت سے اختلاف رکھتے تھے، وہ بھی ان کے زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت اور تصلب فی الدین کے معترف تھے۔ ایسا کیوں تھا؟ حافظ ملت کی شخصیت اس قدر آفاقی کیوں ہو گئی تھی؟ کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ ان کی شخصیت کا امتیاز، نسبی، خاندانی یا موروثی، یا پھر دولت ثروت پر مبنی ہو گا۔ مگر نہیں، یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حافظ ملت کی پوری زندگی ہمیں بتاتی ہے کہ آپ خاندان ونسب اور دولت وثروت کی وجہ سے معاصرین میں ممتاز نہیں ہوئے بلکہ آپ کا مابہ الامتیاز وصف عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدمتِ دین کرنا ہے۔ اور اخلاص ویقین، عشق ووفا، اتباع سنت، احیاے سنت، خدمت ملت سے پُر وہ بے مثال زندگی ہے، جس کی نظیر دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

حافظ ملت کون تھے؟ ان کی شخصیت آفاقی کیوں کہی جاتی ہے؟ اس کا سیدھا سادہ جواب یہ بھی ہے کہ وہ ایک سچے نائب رسول، ایک قدسی صفت بزرگ اور ایک راسخ الاعتقاد مرد مومن تھے۔ وہ یقین محکم، عمل پیہم کے پیکر جمیل تھے۔ وہ سلف صالحین کی ایک زندہ وتابندہ روایت تھے۔ وہ ائمہ اسلام اور مشاہیر امت کا نقشِ حیات تھے۔ وہ اولیا اللہ کی برکت وفیضان کا جلوۂ زیبا تھے۔ وہ عقل وعشق، فقر وغنا، علم وعمل اور شریعت وطریقت کے دریاؤں کا سنگم تھے۔ وہ غوثؒ الوریٰ کے الطاف وعنایات کا گہوارۂ فیض تھے۔ وہ امام ابو حنیفہؒ کی فکر، امام رازیؒ کی حکمت، امام غزالیؒ کے تصوف اور مولائے رومؒ کے سوز گداز اور خواجۂؒ ہند کی شاہانہ سطوت واقتدار کے وارث تھے۔ اس لیے انھیں ”حافظ دین وملت“ کہا گیا اور اس لیے ان کی شخصیت کو آفاقی اور بے مثال کہا گیا کہ وہ دینی وقار اور اسلامی غیرت کا ایک ایسا نادر الوجود نمونہ تھے، جس کی مثال صرف تاریخ کے اوراق میں ملتی ہے۔ ان کی پُر نور صورت، حقانیت وصداقت کی ایک ایسی روشن

کتاب تھی جسے پڑھ لینے کے بعد دلوں کے بند دروازے خود بخود کھل جاتے تھے۔ وہ علم و عرفان کا ایک بحرِ ناپیدا کنار تھے، جس کی خاموشی سے اس کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ اسلام و سنت کا ایک مہکتا گلشن تھے۔ جدھر سے گزرے فضا معطر ہو گئی، وہ کفر و نفاق کی سیاہ راتوں کے لیے ارشاد و ہدایت کا سپیدۂ سحر تھے۔ دلوں کے آفاق پر جب بھی وہ طلوع ہوئے، فکر و اعتقاد کی تاریک وادیوں میں صبحِ یقین کا اجالا پھیل گیا۔ (۱)

مولانا خورشید الاسلام انور کچھوچھوی

عزیز الاولیا سیدنا حضور حافظ ملت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی عدیم المثال و نابغۂ روزگار شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ کے قیمتی لمحات رشد و ہدایت، تبلیغ دین اور ملت کے تحفظ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ نیز بشکل الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) قوم و ملت کو ایک عظیم دینی قلعہ عطا کیا، جہاں سے فرزندانِ قوم و ملت جذبۂ دینی کے اسلحوں سے مسلح ہو کر نکلے اور ملک و بیرون ملک کے معرکۂ حق و باطل میں اپنی فتح و ظفر کا پرچم بلند کیا اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

یقیناً اس عظیم قلعہ کے موسس و بانی اور دینی لشکر کے مربی و پاسبان کی غیر معمولی شخصیت، قناعت و بے نیازی، سادگی و سیر چشمی میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی پاکیزہ زندگی کا آئینہ دار تھی۔ یوں تو آپ کی زندگی کے تمام گوشے ایک آئیڈیل اور سنگ میل ہونے اور سنہری حرفوں سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مگر قناعت و توکل، ضبط و تحمل، ایثار و قربانی، حلم و بردباری، جود و سخا اور صبر و رضا آپ کی زندگی کے وہ تابندہ نقوش ہیں جنھیں نمونۂ عمل بنانا اور جن کی روشنی میں خطوطِ حیات متعیّن کرنا آج بھی ہمارے لیے سرمایۂ افتخار و سربلندی ہے۔ (۲)

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، جنوری ۱۹۹۰ء، ص: ۳۲۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، جنوری ۱۹۹۰ء۔

مولانا محمد کوثر خان نعیمی

حضور حافظ ملت، علم و فضل کا آفتاب، اہلِ سنت کا سرمایہ، اسرار شریعت کا ماہر اور عارف باللہ تھے ۔

السّلام اے مخزنِ رشد وہدایت السّلام
السّلام اے معدنِ جود وعنایت السّلام
السّلام اے بحرِ علم وفضل کے گوہر سلام
السّلام اے حامیِ سنت ، مرے رہبر سلام[1]

جناب عبد القدوس قریشی، بنارس

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کیا تھے؟ ان کے اندر خوبیاں کیا کیا تھیں؟ اس کا اندازہ لگانا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ جو آپ سے جتنا قریب ہوتا اتنا ہی مانوس ہوتا چلا جاتا، شاید ہی کوئی سنگ دل رہا ہو جو آپ کو دیکھ کر، یا آپ کی صحبت میں رہ کر آپ کی عظیم و جلیل شخصیت سے متاثر نہ ہوا۔

عام طور سے کسی کو ماننے والے یا تو اس کے احباب ہوتے ہیں، یا اس کے شاگرد یا مریدین، مگر حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے ماننے والوں کی ایک بھاری تعداد ان لوگوں کی ہے جو نہ شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں اور نہ مرید ہی ہیں، یہ ان کی خداداد مقبولیت کی ایک روشن دلیل ہے۔

میں بھی مے کدۂ حافظ ملت کا ایک ایسا ہی مے خوار ہوں جسے نہ تو شرف تلمّذ حاصل ہے اور نہ برکت ارادت، لیکن میں نے انھیں کسی مرشد اور پیر سے کم کبھی نہیں جانا۔ علماے دین میں حافظ ملت کو میں نے جس درد اور سوز اور دین کی خدمت کا پیکر مجسم پایا، اس کی مثال چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ملنی مشکل ترین ہے۔ طلب جاہ، شکم پروری، دین کی پُر خار وادیوں سے گریز کے دور میں حضور حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی عوام تو عوام، علما اور خواص کے

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء۔

لیے بھی ایک شمع ہدایت اور بہترین نمونہ ہے۔

آپ نے عمر بھر خدمت دین کی مگر کسی گوشے سے بھی ذاتی منفعت، شہرت، پروپیگنڈہ اور نمائش کو راہ نہیں دی، بلکہ ایک بے لوث خادم، ایک پُر خلوص ہمدرد ملت اور ایک پُر سوز مجاہد کی طرح آپ نے اپنی ساری زندگی دین کی راہ میں قربان کر دی۔ آپ نے اپنے کارہائے نمایاں سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ظاہری شان وشوکت کو پس پشت ڈال کر ہی دین کی اشاعت وخدمت کا فریضہ انجام دیا جاسکتا ہے۔

خدائے قدیر الجامعۃ الاشرفیہ کی ہر اینٹ بلکہ ہر ذرّے کے بدلے حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مرقد انور پر رحمت وغفران کی موسلا دھار بارش کرے اور ان کے پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے، آمین۔[1]

مولانا علی احمد بسمل عزیزی، بستی

حضور حافظِ ملت بہت ساری خوبیوں کے جامع تھے۔ عزم وعمل کے کوہِ گراں تھے، ہزاروں آلام ومصائب بھی آپ کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکے۔ اخلاق واخلاص، علم ومروّت، تصوّف ومعرفت، شریعت وطریت کے جامع تھے۔ علمائے ربانی کا احترام اور طلبہ پر شفقت وعنایت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ بے پناہ علمیت کے باوجود اس درجہ خاکسار کہ اکثر حاضری دینے والے شرمندہ وشرمسار ہو جاتے۔ آپ کا کلام رموز واسرار اور حکمت ونکات سے پُر ہوتا۔[2]

حضرت مولانا یعقوب اختر فیضی، اورنگ آباد

کون حافظ ملت؟ وہ حافظ ملت: جو ایک سچے نائب رسول، ایک قدسی صفت بزرگ اور راسخ الاعتقاد مرد مومن تھے۔

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۷۷ء، ص: ۳۴۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۵۰۸۔

وہ حافظ ملت: جو ائمہ اسلام اور مشاہیر امت کے نقش حیات تھے۔

وہ حافظ ملت: جو سلف صالحین کی زندہ و تابندہ تصویر تھے۔

وہ حافظ ملت: جو اولیا اللہ کی برکت وفیضان کا جلوۂ زیبا تھے۔

وہ حافظ ملت: جو دینی وقار اور اسلامی غیرت کے ایک نادر الوجود نمونہ تھے۔

وہ حافظ ملت: جو عقل وعشق، فقر وغنا، علم وعمل اور شریعت وطریقت کے دریاؤں کا سنگم تھے۔

وہ حافظ ملت: جو ایک سخت کوش اور جفاکش وجود میں رازیؔ کی نکتہ آفرینی، غزالیؔ کا مکاشفۂ قلبی، جنید بغدادیؔ کی نفس کشی، امام اعظمؔ کے فقہی تدبر وتفکر، امام بخاریؔ کے محدثانہ جلال، امام ترمذیؔ کے نقد وجرح اور امام احمد رضاؔ کی احیاے سنت ودین کا ایک تراشیدہ پیکر تھے۔

وہ حافظ ملت: جنھوں نے خلوتوں کے کنج خمولی میں بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائی اور مسند تدریس پر فائز ہو کر قال اللہ وقال الرسول کا نغمۂ دلکش بھی سنایا۔ کتنی یگانگت تھی جلوت وخلوت میں، وہ علم وعرفان کے ایک بحر ناپیدا کنار تھے۔ جس کی خاموشی سے اس کی گہرائی وگیرائی کا پتہ چلتا ہے۔ ؎

موج دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

وہ اسلام وسنت کا ایک مہکتا گلشن تھے، جدھر سے گزرے فضا معطر ہو گئی، جسے چھو دیا شفا مل گئی، دعا دی مقدر سنور گیا، جہاں قدم رکھا بہار آ گئی، جس جگہ بیٹھ گئے محفل سج گئی، اِدھر نگاہ التفات اٹھی، اُدھر مشکلات کی گرہ کھلی، اِدھر مسکرا کے دیکھا، اُدھر کامرانیوں کا سویرا ہوا۔

ع یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

ان کی پوری حیات طیبہ اخلاق فاضلہ، ملکاتِ نفسانیہ کی ایک انجمن تھی۔ کسی نے زہد وتقویٰ کو دیکھا، تو ریجھ گیا، کسی نے توکل وشان استغنا کو دیکھا تو گرویدہ ہو گیا، کسی نے سادگی میں سطوت شاہانہ دیکھی تو دامن سے وابستہ ہو گیا، کسی نے اخلاق وللٰہیت کا مطالعہ کیا تو اسیر بن گیا،

کسی نے چھوٹوں پر پیار و شفقت دیکھا تو وارفتہ ہو گیا، کسی نے دینی سرگرمیوں کے لیے زندگی وقف کی تو فدائی بن گیا۔

اک چراغ عشق سے جلتے گئے کتنے چراغ
خاک کا ہر ذرہ ذرہ کہکشاں بنتا گیا

غرض یہ کہ حافظ ملت ایک متنوّع اور گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے۔ مزاج میں ایسی سادگی کہ ہزاروں رعنائیاں جس کو نیاز مندانہ سلام کرتی ہوں۔ سیکڑوں سادگیاں جس پر قربان، ایک نحیف و ناتواں جسم، لیکن پہاڑ جیسا عزم و حوصلہ۔ آپ کا نہاں خانۂ دل، ہمدردی و غمگساری کے جذبہ سے لبریز تھا۔ امیر ہو غریب، طلبہ کی جماعت ہو یا ارادت مندوں کا ہجوم، سب کے ساتھ آپ کا سلوک یکساں اور مشفقانہ ہوتا۔ ہر وہ شخص جو شرف نیاز حاصل کرتا یہی تاثر لے کر جاتا کہ حضرت میرے بہت ہمدرد ہیں۔ آپ کی متشرع زندگی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ساری زندگی اتباع سنت و خشیت الٰہی کے نور سے معمور دکھائی دیتی ہے۔ [۱]

مولانا صابر القادری فیضیؔ

جامعہ اشرفیہ (مبارک پور) ایک وسیع خطے پر فلک بوس عمارت کا نام نہیں، بلکہ ان تبسم ریز شگفتہ پھولوں کا نام ہے جسے حافظ ملت نے اپنی محنت شاقہ سے پروان چڑھایا ہے۔ حافظ ملت اس انجمن کا نام ہے جس کی روشنی سے ساری دنیا منور ہوئی۔ حافظ ملت اس مرد کامل کا نام ہے، جس نے اپنا قیمتی وقت جامعہ اشرفیہ کے نام صرف کیا، حافظ ملت اس بوریا نشین بزرگ کا نام ہے جس نے ہمہ وقت طالبان علوم نبویہ کے مفاد کے لیے در در کی ٹھوکریں کھائیں۔ حافظ ملت اس بحر ذخائر کا نام ہے جس نے ذخیرۂ تعلیم سے کسی کو مقرر، تو کسی کو مدرس، کسی کو مبلغ، تو کسی کو مناظر بنایا۔ حافظ ملت اس عاشقِ امام احمد رضا کا نام ہے جس نے اعلیٰ حضرت کے تجدیدی کارناموں کو روز روشن کی طرح عیاں کیا۔ حافظ ملت اس شریعت و طریقت کے پیکر کا نام ہے جس کی مثال رہتی دنیا تک ملنی مشکل ہے۔ حضور حافظ ملت کا علم اور کارنامہ ایک مسلم

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، نومبر و دسمبر ۱۹۹۲ء، ص:۸۱۔

حقیقت ہے۔

حافظ ملت نے جامعہ اشرفیہ کو اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر عروج وارتقا کی منزل طے کرایا ہے۔ آپ نے اسے اپنا خون جگر پلایا ہے۔ آپ نے جو عظیم قلعہ تیار کیا ہے، اس سے اپنی پیاس بجھا کر مصباحی علما دوسروں کی پیاس بجھانے کے لیے ملک و بیرون ملک کے خطے خطے میں پہنچ کر تدریسی، تصنیفی، تقریری کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ایسا رول ادا کیا ہے جسے دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر [1]

عالی جناب محمد قاسم عزیزی، جمشید پور، جھارکھنڈ

میرے پیر و مرشد، جلالۃ العلم، استاذ العلما حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے جملہ لوازمات کے ساتھ علم و عمل اور تقویٰ واخلاص کے پیکر تھے۔ علم و دانش، فکر و تدبّر اور دعوت و تبلیغ کے حوالے سے آپ کے کارنامے ہم سب غلامان حافظ ملت کے لیے نمونۂ عمل اور مشعلِ راہ ہیں۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ غرض کہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں آپ کی سرگرمیوں کے نقوش نہ پائے جاتے ہوں۔ نحیف ولاغر ہونے کے باوجود فولادی عزم اور مجاہدانہ شان رکھنے والے اس مرد قلندر نے علمی، عملی، قلمی اور تحریری جہاد فرما کر جماعت اہلِ سنت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ ایسی جامع الصفات شخصیت برسوں بعد پیدا ہوا کرتی ہے۔ آپ کی دینی خدمات کو ہم سلام کرتے ہیں اور آپ کے گلشن امید جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ہم دست بہ دعا ہیں۔

حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی، دیناج پور، بنگال

آج فرزندان اشرفیہ برصغیر سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں امت مسلمہ کو علم و عمل

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۲۰۰۲ء، ص: ۳۶۔۳۷۔

کے نور سے مستفیض کررہے ہیں۔ گلستانِ اشرفیہ کی یہ ساری بہاریں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے اخلاص، جد وجہد، فکر وتدبّراور طریقۂ تعلیم وتربیت کا اثر ہیں۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ تمام مروجہ علوم وفنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ طلبہ کی نفسیات کا بھی گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔ آپ کے اندر جوہر شناسی کا کمال بھی بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ کی نگاہیں مٹی میں ملے ہوئے ناتراشیدہ پتھروں کے پوشیدہ جوہر کو پہچان لیتی تھیں۔ ان خصوصیات کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین میں امتیازی شان رکھتے تھے اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ تقریباً ۴۴؍ سالوں تک گلشن اشرفیہ کی آبیاری کرتے رہے۔ ۳۷؍ سال تک جامعہ اشرفیہ کی صدارت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ۷؍ سال تک سربراہ اعلیٰ کے باوقار عہدے پر فائز رہے۔ اس طویل عرصے میں آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر وتزئین کے ساتھ طلبۂ اشرفیہ کے اندر تعلیم وتربیت کا ایسا خوش گوار ماحول پیدا کیا جس کی مثال برصغیر کے مدرس اسلامیہ کی تاریخ میں دور دور تک نہیں ملتی۔ آپ نے اپنے کردار وعمل کے ذریعہ تعلیم وتربیت کے ایسے اصول مرتب کیے جن پر عمل پیرا ہوکر کاروانِ اشرفیہ شاہ راہِ علم وفن پر رہتی دنیا تک اپنی تابانیاں بکھیرتا رہے گا۔[1]

حضرت مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

حضور حافظ ملت ایک شخص بھی ہیں اور شخصیت ساز بھی، ایک عہد بھی اور عہد ساز بھی، بلکہ اگر حقیقت لگتی پوچھیں تو ان کے روحانی بیٹوں میں بھی کئی ایسے ہوگزرے ہیں جن پر شخصیت سازی اور عہد سازی بہ ہزار جان فدا ہے۔ اور خدا معلوم آنے والی صدیاں ابھی اور ایسے کتنے سپوتوں کو اپنے ماتھے کا جھومر بنانے کا فخر واعزاز حاصل کریں گی۔ افراد سازی کا عمل بھٹکے ہوئے آہو کو سوے حرم لے جانے کا عمل ہے۔ یہ ہر آدمی کے بس کا نہیں۔ یہ جوے شیر نکالنے سے زیادہ مشکل اور چاول پر قل ہو اللہ لکھنے کے آرٹ سے زیادہ گنجلک ہے۔ سنگ تراش کا فن یہ ہوتا ہے کہ وہ پتھر میں چھپے ہوئے نقش کو اجاگر کرتا ہے، یہ کام بڑا کام ہے۔ شاید اسی لیے نرگس کے ہزاروں سال اپنی بے نوری پر رونے کے بعد بڑی مشکل سے چمن میں ایک دیدہ ور پیدا ہوتا ہے۔ حافظ

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، جون ۲۰۱۰ء، ص: ۳۶۔

ملت اور ابنائے حافظ ملت کی افراد سازی کا زندہ و تابندہ کارنامہ دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ کہ اگر کسی کو ریس کرنا ہو تو یہ رہا میدان! آؤ مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ ع

صدائے عام ہے یارانِ نکتہ چیں کے لیے

حافظ ملت کو میں نے دیکھا تو نہیں، مگر سنا اور پڑھا بہت ہے۔ اپنے مطالعے کی روشنی میں میں نے انھیں اس دور کا جینیس پایا۔ جس جہت سے بھی انھیں دیکھا وہ مجھے طاق نظر آئے۔ اُن کے اقوالِ زرّیں کا کیا کہنا! جیسے حیاتِ راضیہ کے حقائق و دقائق نچوڑ کر آبگینۂ اقوال میں انڈیل دیا ہو۔ یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے اقوال اس کے حسن خیال کے عکاس ہوتے ہیں۔ فکر جتنی پاکیزہ ہوتی ہے اتنے ہی شفاف خیال ان پر نازل ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ الفاظ کے قالب میں ڈھل کر نہ صرف اَمر ہو جاتے ہیں بلکہ رنگِ عمل دینے والوں کو بھی اَمر کر جاتے ہیں۔ حسن خیال کے بغیر الفاظ بس ایک جلوہ ہیں، یا ایک ڈھیر ہیں ایسی اینٹوں کا جنھیں کبھی عمارت بننا نصیب نہیں ہوا۔ کہتے ہیں کہ مقدس الفاظ کو منزّہ زبان میسر نہ ہو تو لفظ اپنی تاثیر کھو بیٹھتا ہے۔ اقوالِ حافظِ ملت - جو در اصل ان کی زندگی کے نچوڑ اور ان کی شفاف خیالی کے غمّاز ہیں۔ بہت ہی باثروت اور حیات بخش ہیں۔ کوئی جویاے حق اور طالب فلاح ان کے اقوال کو دلِ بینا سے پڑھ کر تو دیکھے، ان کے اقوال کے ذرّوں میں آفتاب تاباں کی دھنک اور آپ کے فرمودات کے قطروں میں قلزمِ موّاج کی کھنک محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت مولانا محمد توفیق احسنؔ برکاتی

حضور حافظ ملت کا صرف یہی اہم اور امتیازی کارنامہ نہیں ہے کہ انھوں نے اشرفیہ قائم فرمایا۔ اس کے لیے جلیل القدر ماہر اساتذہ کی ٹیم جمع فرمائی، نصاب تعلیم و نظامِ تعلیم کو بہتر بنایا، میدانِ تدریس، تصنیف، بحث و مناظرہ تقریر و خطابت میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ فرمایا، بلکہ سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے دین کی خدمت اور قوم کی ترقی کے ہر میدان کے لیے افراد کی تعیین فرمائی، شخصیت سازی کا فریضہ انجام دیا۔ تحریکِ اشرفیہ نے صرف ایک خطے

کو متاثر نہ کیا بلکہ اہلِ سنت و جماعت کے اربابِ علم و دانش، اصحابِ تحقیق اور عوام و خواص کے لیے ایک عمدہ، دور رس تاثر چھوڑا۔ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار کی ترویج، تعلیمات کی تبلیغ اور تحقیقات کی اشاعت کے لیے علما کو راغب کیا، حضور صدر الشریعہ و مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کی نشاندہی پر اس میدان کے لیے جاں باز تیار کیے اور انھیں کام دے کر اِس مشن کو آگے لے جانے کی تلقین کی۔

جس طرح امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ نے دینی خدمات انجام دیں اور مختلف میدانوں میں اپنے تلامذہ اور خلفا کی ایک جماعت کو دین فوجی بنا کر میدانِ کارزار میں تعینات کیا، درس و تدریس ہو، افتا و فتویٰ نویسی ہو، تحریر و تقریر ہو، سیاست و سماجیات ہو، بحث و مناظرہ ہو، انتظامی امور کی قائدانہ صلاحیتوں کا مناسب استعمال ہو غرض کہ متعدّد محاذوں پر اپنے شاگردوں اور خلفا کی ٹیم روانہ کی، دونوں شہزادگان، ملک العلما، صدر الافاضل، صدر الشریعہ، محدث اعظم ہند، محسن ملت، مبلغ اسلام، شیر بیشۂ اہلِ سنت وغیرہم بے شمار نام ہیں اور ہزاروں ان ناموں سے جڑے ہوئے دینی کام، گویا امام احمد رضا نے دینی فتوحات و خدماتِ علمیہ کے لیے ایک فوج تیار کر دی تھی اور مذہب اہلِ سنت و جماعت کو استحکام مل رہا تھا، جس کے اثرات آج بھی باقی ہیں اور انشاء اللہ عزّوجل یہ تسلسل قائم و باقی رہے گا، حضور حافظ ملت کی ذات بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک نمایاں کڑی تھی اور آپ نے بھی دین کی خدمت کے مختلف محاذوں پر اپنے تلامذہ و متوسلین کی ٹیم ارسال کی اور اسلام و سنیت کی بقائے دوام اور ترویج و اشاعت اور خدمت علم نبوی کے لیے مکمل دور اندیشی کے ساتھ نئی نئی جہات کو دریافت کیا اور باقاعدگی کے ساتھ افراد کا انتخاب فرمایا، خود بھی کتابیں تحریر کی۔ معارف حدیث، الارشاد، المصباح الجدید، فتاویٰ عزیزیہ، ارشاد القرآن، انباء الغیب، فرقہ ناجیہ، حاشیہ شرح مرقاۃ، یہ ساری تصنیفات آپ کے رشحاتِ قلم کی اہم یادگار ہیں۔[۱]

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مارچ ۲۰۱۵ء ص: ۲۵۔

مولانا محمد عارف حسین مصباحی

حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت: ۱۸۹۴ء وصال: ۳۱ر مئی ۱۹۷۶ء) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، اللہ عزوجل کے ان برگزیدہ بندوں میں تھے جن کے دل علوم وحکمت سے لبریز تھے، زبان ذکر خدا ورسول سے سرشار تھی، اعمال صالحہ اور سنت نبوی کے پیکر تھے، خلوص للّٰہیت میں بے مثال تھے، آپ چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر کی باوقار، ہر دلعزیز اور یکتائے روزگار شخصیت کی حیثیت سے علما، صلحا اور دانشورانِ قوم وملت میں متعارف تھے، آپ ایک جامع الصفات شخصیت اور منفرد حیثیت کے حامل تھے، شخصیت سازی، تقویٰ شعاری، اخلاق بلندی اور دین وملت کی عظیم وگراں قدر تعمیر ملی اور تعلیمی مساعی میں ستاروں کی طرح روشن اور "ہمالیہ" کی طرح بلند تھے۔ علمی جلالت، فکری اصابت اور قبولیت عامہ کے بلند منصب پر فائز ہونے کے باوجود بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر حد درجہ شفقت۔ نسبتوں کا احترام، معاصرین سے وابستگی ونیاز مندی، قومی وملی اور تعلیمی خدمات آپ کی روشن زندگی کے درخشندہ وتابناک پہلو ہیں۔

مولانا محمد ثناء اللہ اطہر مصباحی، مظفر پور

یہی وہ اشرفیہ ہے جس کے احاطے میں حافظ ملت کے علم وحکمت کا فیضان آسمان کے بادل کی طرح برس رہا ہے اور بحرِ ہند کے ساحل سے لے کر کشمیر کے کہساروں تک بلکہ ملک وبیرون ملک کے تشنگانِ شوق کے قافلے اپنے علم وفکر کی پیاس بجھانے کے لیے مبارک پور کی سرزمین پر اتر رہے ہیں۔ اسی مبارک پور کی دھرتی پر اپنے وقت کے رازیؔ وغزالیؔ پیدا ہو رہے ہیں اور سرحد کی فصیلوں کو عبور کر کے دنیا کے مختلف خطوں میں توحید ورسالت کے جھنڈے بلند کر رہے ہیں۔ آج برطانیہؔ کے شہروں میں جو قرآنِ مقدس کا لاہوتی نغمہ گونجتا ہے، ہالینڈؔ کی فضاؤں میں جو کتاب وسنت کی صدائیں سنائی دیتی ہیں اور امریکہؔ کی سرحدوں سے لے کر افریقہؔ کے صحراؤں تک جو عشقِ نبوت کے جلووں کی تابانی نظر آتی ہے، ان تمام میں حافظ ملت

کے روحانی فرزندوں کی مساعی جمیلہ شامل ہیں۔ حافظ ملت نے اشرفیہ کے چمنستانِ کرم میں علم و حکمت کے ایسے ایسے پھول کھلائے جس کی خوشبوؤں سے کائنات ارضی کی فضائیں مہک اٹھیں۔ آپ نے اپنی درس گاہِ باعظمت سے فضل و دانش کے ایسے ایسے دیپ جلائے جس کی کرنوں سے یورپ و ایشیا جگمگا اٹھے۔ حافظ ملت کی یہی وہ عظیم خدمات ہیں جن کی بنیاد پر آج بھی اشرفیہ کے در و دیوار سے یہ صدائیں آتی رہتی ہیں۔ ؎

جس نے پیدا کیے کتنے لعل و گہر
حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام[1]

حضرت مولانا محمد فرید مصباحی

زمانہ آج بھی اور کل بھی ان سے فیض پائے گا
مثال چشمۂ آب رواں ہیں حافظ ملت

- ہندستان کے مشرق سے طلوع ہو کر سارے عالم پہ چھانے والی شخصیت۔
- اسلام کا نام روشن کرنے والی شخصیت۔
- اخلاص و وفا کا پیکر بن کر ابھرنے والی شخصیت۔
- حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچنے والی شخصیت۔
- ”اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت“ کا پیغام دینے والی شخصیت۔
- ”زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام“ کا درس دینے والی شخصیت۔
- بغیر تصویر حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے والی شخصیت۔
- رزم گاہ حق و باطل میں حضرت خالد کی شمشیر بن کر چمکنے والی شخصیت۔
- فرزندان اشرفیہ کو آج بھی اپنے فیضان سے فیضیاب کرنے والی شخصیت۔
- ”علم کا دریا، پیار کا ساغر“ کہی جانے والی شخصیت۔
- تقسیم ہند و پاک کے موقع پر قوم کو استقامت کا درس دینے والی شخصیت۔

(۱) ماہ نامہ اشرفیہ، مارچ، ۲۰۱۵ء۔

یعنی ابوالفیض جلالۃ العلم استاذ العلما حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔ (۱)

حضرت مولانا رضاء الحق مصباحی

کشور علم وفضل کے تاجور، میدانِ تحقیق و تدقیق کے شہ سوار، دین متین کے عظیم مبلغ ورہنما، استاذ العلما، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی، علمی اور ملی خدمات نصف صدی کے عرصہ میں جس وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہیں، وہ ضبط تحریر سے باہر ہیں۔ (۲)

محمد طفیل احمد مصباحی (مؤلّف کتاب ہذا)

جلالۃ العلم، استاذ العلما، سند المحدثین، حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات علم وحکمت، دین دانش اور فکر وعمل کا پیکر جمیل تھی۔ خلوص ومروت، زہد وتقویٰ اور شفقت ورافت آپ کی پُر وقار شخصیت کے لازمی اجزا ہیں۔ عملِ پیہم، جہدِ مسلسل، ایثار وقربانی، بلند حوصلگی، عالی ظرفی، کردار کی بلندی، عالمانہ وقار اور قلندرانہ مزاج آپ کی تہ دار شخصیت کے نہایت شگفتہ اور دل آویز پہلو۔ درس وتدریس، تعلیم وتلقین اور وعظ وتبلیغ آپ کی حیات مستعار کے قیمتی جوہر اور اہم کارنامے ہیں۔ درس وتدریس اور معلمی کے فرائض کو آپ عبادت سمجھ کر انجام دیتے۔ اس کام سے آپ کو اتنا شغف تھا کہ جس دن آپ کا وصال ہوا، اس دن بھی درس وتدریس کا مشغلہ جاری تھا۔ اس طرح آپ نے پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وارشاد اور پند ونصیحت میں گذاری۔

(۱) حافظ ملت کا فیضان نظر، ص:۲۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۴۰۔

حضور حافظ ملت: اغیار کی نظر میں

حضور حافظ ملت علم و فضل کے مرقع تھے۔ حکمت و دانائی کے سر چشمہ تھے۔ تقویٰ و پرہیز گاری کے مخزن تھے۔ اخلاص و للّٰہیت کے پیکر تھے، عزم محکم اور تعمیری فکر و خیال کے حامل تھے۔ وسیع الظرفی اور فراخ دلی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان حقائق کا اعتراف صرف جاں نثاروں اور اپنوں ہی نے نہیں کیا، بلکہ اغیار نے بھی کیا ہے۔ مخالف افکار و عقائد والوں نے بھی کیا ہے۔ قدم قدم پر تنقید و تنقیص کے تیر و نشتر چلانے والوں نے بھی کیا ہے۔ بلا شبہ کسی کی عظمت و سر بلندی کی معراج یہ ہے کہ اس کے قصر عظمت کے روبرو غیروں کے دل بھی جھک جائیں، مخالفوں کی نگاہیں خمیدہ ہو جائیں، اور اس کی عظمت کے چرچے دشمنوں کے زبان و قلم سے ہونے لگے۔ کسی کہنے والے نے کتنے پتے کی بات کہی ہے:

الفضل ما شهدت به الاعداء.

اگر اس کے مصداق کے پُر نور جلووں سے نگاہوں کو خیرہ کرنا ہو تو حافظ ملت کے سلسلہ میں جہانِ اغیار کے نقوش فکر و قلم کا مطالعہ کیجیے۔

(طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

قاری محمد طیب، مہتمم دار العلوم، دیوبند

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے عربی یونیورسٹی (جامعہ اشرفیہ) کا عظیم الشان پروگرام بنایا تو چند دیوبندی خیال کے لوگوں نے قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم، دیوبند سے بطور استہزا حافظ ملت کے اس پروگرام کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ (حافظ ملت) اپنے محدود ترین وسائل کے باوجود اتنا اونچا خواب دیکھ رہے ہیں، ان کا تبصرہ سن کر قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے کہا کہ:

"میں حافظ عبد العزیز صاحب (حافظ ملت) کی شخصیت سے واقف ہوں، ان کے غیر معمولی تدبّر اور جوشِ عمل سے آگاہ ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے مقصد میں ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ [1]

ڈاکٹر محمد عرفان، صدر شعبۂ اردو، شبلی کالج، اعظم گڑھ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حافظ ملت کی ذات باصفات ایسے ہی دیدہ ور کی مثال تھی، جو ہزاروں سال بعد اس دنیا میں آتی ہے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی ایک بڑے نصب العین کے لیے وقف کر دی، ان کا سونا اور جاگنا، جینا اور مرنا سب اسی نصب العین کے لیے تھا۔ انھوں نے سوزِ یقین سے لوگوں کے دلوں میں ایک نیا عزم پیدا کیا۔ انھوں نے اپنی سعی و کوشش سے مبارک پور جیسے معمولی قصبہ کو ایک علمی مرکز بنا دیا۔ واقعی اہل مبارک پور ان کو جتنا یاد کریں، ان کی جتنی عزت و توقیر کریں کم ہے۔

مولانا کی تعلیم و تربیت، پرانے طریقوں، پرانے استاذوں اور بزرگوں کے سایۂ شفقت اور پرانی فضاؤں میں ہوئی تھی۔ جدید علوم و فنون میں براہ راست انھوں نے کسی سے استفادہ نہیں کیا تھا، مگر کہیں وہ اجنبی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ چاہے وہ اہل علم کا حلقہ ہو، چاہے اربابِ سیاست کی

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، فروری ۱۹۸۵ء، ص: ۲۷۔

مجلس، خواہ طالب علموں کی جماعت ہو، خواہ عامۃ الناس کا اجتماع۔ جدید افکار اور رجحانات سے کوئی کتنا آشنا کیوں نہ ہوتا، مولانا سے تبادلۂ خیال کرنے میں اسے کبھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ایک ایسے شخص سے گفتگو کر رہا ہے جس کی معلومات روایتی ہیں، یا جس کا ذہن بند ہے اور ٹکے خانوں میں اسیر ہے یا جس کے فکر و نظر کا دائرہ تنگ ہے۔ شکل و صورت، وضع قطع، چال ڈھال، بات چیت، ہر اعتبار سے مولانا کی شخصیت بڑی دل آویز اور قابل احترام تھی۔ [1]

ڈاکٹر نسیم قریشی، شعبۂ اردو، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

حضرت حافظ ملت ایک زبردست معلم تھے، بڑا منصوبہ بنانے والا ذہن رکھتے تھے، عزم کار سے بہرہ مند تھے، اور قوت و صلاحیت کے آخری ذرے کو بھی داؤ پر لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے، انھوں نے لاکھوں انسانوں کے تصور کو پیکر حقیقت بخش دیا اور اتنے بڑے کام کا سلسلہ ڈال دیا کہ نسلیں اس سے لگی لپٹی رہیں گی اور خیر جاریہ کا اجر جنت الفردوس کی نورانی دنیا میں انھیں برابر ملتا رہے گا۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں [2]

مولوی عبد السلام قدوائی ندوی، معتمد تعلیم ندوۃ العلما، لکھنؤ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سربراہ اعلیٰ مولانا عبد العزیز کی وفات کی اطلاع ملی، ان کی عمر ۸۰/ سال سے متجاوز تھی، مگر ابھی یہ خیال نہ تھا کہ وقت موعود اتنا قریب آچکا ہے۔ وہ فقہ حنفی کے بریلوی مدرسۂ فکر سے تعلق رکھتے تھے، مزاج میں اعتدال اور توازن تھا۔ علمی و تدریسی مشاغل کے ساتھ عبادت و ریاضت سے بھی شغل تھا۔ راقم الحروف نے مکہ معظّمہ میں ۱۹۷۶ء کے حج کے زمانے میں ہندوستانی سفارت خانہ کی ایک تقریب میں پہلی بار انھیں دیکھا تھا اور ان کی سادگی، احتیاط، زاہدانہ و مرتاضانہ زندگی

(۱) حافظ ملت نمبر، ص:۹۷-۹۸۔
(۲) حافظ ملت: افکار اور کارنامے، ص:۱۱۸۔

سے متاثر ہوا تھا۔[1]

میں ان (حافظ ملت) کی سادگی، زہد و احتیاط پسندی سے متاثر ہوا تھا۔ لوگ ان کے مزاج کی نرمی، خوش خلقی اور اعتدال سے متاثر ہوتے تھے۔[2]

مولوی عبد الباری ابو علی اعظمی، دار المصنّفین، اعظم گڑھ

"جامعہ اشرفیہ کو زندگی نو بخشنے والے مولانا عبد العزیز صاحب مراد آبادی مرحوم اگرچہ صاحب بہارِ شریعت مولانا امجد علی اعظمی کے شاگرد تھے۔ لیکن اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کے بہت ہی معتقد تھے، انھوں نے مبارک پور میں دینی تعلیم کے فروغ اور جامعہ اشرفیہ کی ترقی میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس کی بنا پر ان کو محسنِ ملت، عزیزِ ملت، حافظِ ملت قائدِ ملت، امینِ ملت، ناصرِ ملت، حامیِ ملت، آبروئے ملت جس لفظ سے بھی یاد کیا جائے، وہ ان کے لیے موزوں ہے۔[3]

ڈاکٹر دیوناتھ چترویدی، پی. ایچ. ڈی. بلیا، یوپی

ملت، مسلمانوں کے اس وقت کے تعلیمی معیار کو دیکھ کر بہت ہی فکر مند تھی۔ خاص طور سے دینی تعلیم میں ان کی غفلت اور زیادہ پریشان کن تھی۔ ان کے ذہن میں شروع سے ہی ایک عربی یونیورسٹی کے قیام کا خاکہ موجود تھا۔ آخر میں انھوں نے ایک منصوبہ تیار کیا اور ناسازگار حالات کے باوجود اس عظیم کام کی ابتدا کی۔ مئی ۱۹۷۲ء میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کی تعمیر کے لیے کثیر رقم کی ضرورت تھی۔ اس کے ساتھ ہی بہت جاں فشانی اور جد و جہد درکار تھی۔ کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت بھی کی، لیکن حضرت حافظ ملت نے کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔ دل و جان سے اس مشن میں لگے رہے، آپ کی بے پناہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اس عظیم الشان ادارے کو دیکھ رہے ہیں۔

(۱) ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، ۱۹۷۶ء جولائی اعظم گڑھ۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۸۔

(۳) حیاتِ حافظِ ملت، ص:۸۵۰۔

جہاں دنیا کے گوشے گوشے سے طلبہ آکرعلم کے اس سرچشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں۔ یہاں کے فارغ طلبہ دنیا کے ہر گوشے میں جاکر علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں اور ساتھ ہی حافظ ملت کے مشن کو فروغ دے رہے ہیں۔

حضرت حافظ ملت اپنے اصول کے پکے تھے۔ آپ کے دل میں ایک مدت سے یہ تمنا تھی کہ آپ زیارت حرم شریف سے مشرف ہوں لیکن اس کے لیے پاسپورٹ کی ضرورت تھی اور پاسپورٹ بنوانے کے لیے فوٹو کا ہوناضروری تھا۔ دنیاوی آئین کے مطابق توپاسپورٹ میں فوٹو کا ہوناضروری ہے لیکن دینی آئین کے لحاظ سے فوٹو کا کھنچوانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا خیال تھا کہ کسی فرض، واجب یا سنت کی ادائیگی کے لیے حرام کام کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن آپ کو اس بات کا بھی پورا بھروسہ تھا کہ اگر ہمارے دل میں خدا اور اس کے رسول کے لیے سچی محبت ہے تو کبھی نہ کبھی بارگاہ خداوندی اور دربار نبوی سے حاضری کا پروانہ ضرور ملے گا۔ وقت کٹتا گیا، آخر کار وہ مبارک سال ۱۹۶۷ء آہی گیا، جب آپ کو بنا فوٹو کے ہی حج کے لیے سعودی اور ہندوستان کی گورنمنٹ نے منظوری دے دی اور آپ کی تمنا پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس طرح آپ نے دنیا کے سامنے ایک مثال پیش کر دی کہ اللہ و رسول پر بھروسہ رکھنے والوں کے لیے دنیامیں کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ اس طرح حافظ ملت ہمارے لیے ایک مشعل راہ ہیں۔[۱]

وزیر اعظم ہندستان مسز اندرا گاندھی

ان (حافظ ملت) جیسی شخصیت کا ملک میں ہونا ہمارے لیے باعث فخر ہے۔[۲]

مولوی محمد کوثر ندوی، بنارسی

مولانا (حافظ ملت) کی علمیت، اخلاص، جوش عمل، اور استقامت اور عزیمت بے نظیر تھی۔ عربی یونیورسٹی مولانا کے عزم کامل اور اخلاص عمل کا زندہ ثبوت ہے۔[۳]

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص:۸۵۲۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص:۴۸۸۔

(۳) حافظ ملت، نمبر، ص:۴۸۸۔

حافظ ملت سے متعلق مکہ معظّمہ میں ہندستانی سفیر کا بیان

حضرات! آج ہمارا سر فخر سے بلند ہے۔ اس لیے کہ آج ہمارے ملک کو جو مذہبی برتری حاصل ہوئی، وہ اس حیثیت سے شاید دنیا کے کسی ملک کو نہیں حاصل ہے۔ اس لیے کہ مذہب بے زاری کے دور میں جب کہ تصویر کھنچوانا ایک فیشن بن چکا ہے، ایک ایسا خدا ترس اور دین دار بزرگ بھی موجود ہے، جس نے پاسِ شرع کو اس احتیاط کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھا کہ حج کے لیے بھی تصویر نہیں کھنچوائی اور جس کے لیے بین الاقوامی بندھن کو بھی ڈھیلا ہونا پڑا۔ وہ ہیں حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب، جو آپ کے درمیان ہیں اور خوش بختی سے ہمارے ہی ملک کے باشندہ ہیں۔ (۱)

جنگ بہادر عرف جنگی بابو

آپ کی علمی زندگی انسانیت کے لیے مشعل راہ تھی۔ میں نے جو کچھ اپنی زندگی میں سدھار پیدا کیا ہے وہ آپ ہی کی ذات سے سبق لے کر۔ ایسے انسان دوست اور سماج سدھارک (Social Reformer) کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔ (۲)

ایڈوکیٹ مظفر حسین صدیقی، ایم. اے. ایل. ایل. بی.

تقسیم ملک کے بعد ملک کے معاشی، سماجی اور سیاسی حالات یکسر بدل چکے تھے اور آزادی اپنی عمر کے پچیس سال پورے کر لینے کے بعد کڑیل جوان ہو چکی تھی، اس وقت اس کے تیور کچھ اور ہو چکے تھے، جس سے صاف صاف ظاہر ہونے لگا تھا کہ ان بدلے ہوئے حالات میں مسلم دانش گاہوں، اداروں اور مدارس سے متوقع امیدیں اب پوری نہیں ہو سکتیں۔ سب سے پہلے بر وقت اس کا احساس جس شخص نے کیا وہ ایک مسلم رہنما، دین دار بزرگ، صوفی منش، دینی درس گاہ کا معلم تھا۔ یعنی حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز

(۱) المصباح میگزین، مبارک پور، ص:۱۳۰۔
(۲) حیات حافظ ملت، ص:۸۵۱۔

محدث مرادآبادی شیخ الحدیث، دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ۔[۱]

شاعر اسلام اقبال سہیل اعظمی

میں نے ایسا عالم (حافظ ملت جیسا) نہیں دیکھا۔ اسلوب بیان ایسا لطیف ہے کہ مخالفین کارد بھی کرتے ہیں اور اپنے مذہب ومسلک کا ثبوت بھی دیتے ہیں اور وہ بھی کچھ اس انداز سے کہ (مخالفین کو) انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔[۲]

جناب احمد پٹیل، جنرل سکریٹری، آل انڈیا کانگریس کمیٹی

حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) کی شخصیت ایک عالم گیر شخصیت تھی۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ قوم وملت کی خدمات، فرائض انسانی کے فروغ اور دین ربانی کی تبلیغ اور سنت رسولِ کریم ﷺ کی اتباع اور اس کی درس وتدریس میں گزرا۔ جس کی زندہ مثال الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہے، جو علم وعرفان کا ایسا چشمہ ہے کہ تاقیامت تشنگانِ علم وراہِ سلوک کے مسافروں کو سیراب کرتا رہے گا۔[۳]

---

(۱) حیات حافظ ملت، ص: ۸۴۳۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۴۔

(۳) ماہ نامہ اشرفیہ، ستمبر ۲۰۰۴ء، ص: ۵۵۔

تعزیتی جلسوں میں علماے کرام کے تاثرات

حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحۂ ارتحال کی خبر جیسے ہی مسلمانان ہند میں پھیلی، ہر طرف ایک عجیب اضطراب و ہیجان برپا ہو گیا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلکہ بیرون ملک بھی تعزیتی جلسوں اور مجالس ایصال ثواب کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دنیائے سنیت کے عوام و خواص کو جہاں ایک عظیم سرمایہ چھن جانے کا بے پناہ غم تھا، وہیں وہ مالک بے نیاز کی بارگاہ میں لرزتے ہاتھوں سے صبح و شام یہ دعا بھی کر رہے تھے، خدایا! جس نے قوم و ملت کی خدمت کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کر دی اس کی قبر اطہر پر اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی موسلا دھار بارش برسا۔ ان کے چھوڑے ہوئے ادھورے اور نامکمل کاموں کی تکمیل فرما اور الجامعۃ الاشرفیہ کو اتنا عروج و ترقی دے کہ وہ عالم اسلام کی سب سے عظیم دینی و علمی درس گاہ بن جائے، جس سے رہتی دنیا تک تشنگان علوم و فنون سیراب ہوں اور گمراہوں کو رشد و ہدایت کی دولت نصیب ہوتی رہے، آمین۔

یہ تعزیت نامے شہزادۂ حافظ ملت حضرت علامہ الحاج شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ و حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ علیہ الرحمہ سابق ناظم الجامعۃ الاشرفیہ اور ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ وغیرہ کے نام آئے ہیں۔ موضوع کی مناسبت سے حافظ ملت کے بارے میں چند مدارس اہلِ سنت کے علما و منتظمین کے تاثرات ہدیۂ قارئین ہیں۔

(طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

سنی جمیۃ العلما، بمبئی

۳؍جون ۱۹۷۶ء کی شب میں ۹:۳۰؍بجے اراکین آل انڈیا سنی جمیۃ العلما وعمائدین شہر کی ایک ہنگامی میٹنگ زیر صدارت حضرت مولانا مقصود علی خان صاحب انجم محبوبی، دفتر آل انڈیا سنی جمیۃ العلما بمبئی میں منعقد ہوئی۔ تعزیتی تقریر کرتے ہوئے مولانا سید محمد قاسم علوی نے کہا کہ حضور حافظ ملت کا ایسے پُر آشوب دور میں ہم سے جدا ہونا سنیت کے لیے نقصان عظیم ہے۔ مولانا مقصود علی خان صاحب نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے اور حافظ ملت کی دینی وتبلیغی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ مسلمانوں کی بھلائی آپ کا پہلا اور آخری مقصد تھا، جس کا کھلا ہوا ثبوت عربی یونیورسٹی ہے جو پورے ایشیا میں اپنا الگ مقام رکھتی ہے۔

اختتامی تقریر کرتے ہوئے جناب عبد الرحیم انصاری جنرل سکریٹری سنی جمیۃ العلما نے کہا کہ حافظ ملت اپنی انفرادی حیثیت کے ساتھ ساتھ ایک پوری قوم بھی تھے۔ یقین واعتماد کے ایک ایسے کوہ گراں جسے اپنوں اور بیگانوں نے اپنی جگہ سے ہٹانے کی بے پناہ کوشش کی لیکن آپ کے پایۂ ثبات میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔ آخر میں ایک تجویز پاس ہوئی کہ حضور حافظ ملت دینی وتبلیغی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک جلسہ کیا جائے۔ (۱)

دار العلوم وارثیہ، لکھنؤ

دنیائے سنیت کے مقتدر عالم، مقتدائے اہلِ سنت حضور حافظ ملت مولانا الحاج شاہ عبد العزیز صاحب محدث مبارک پوری بانیِ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سانحۂ ارتحال پر مسلمانان لکھنؤ کا ایک نمائندہ جلسۂ تعزیت زیر صدارت ڈپٹی محمد یونس خان صاحب صدر مدرسہ عالیہ وارثیہ مچھلی محل میں منعقد ہوا، جس میں مفتی نانپارہ حضرت مولانا رجب علی صاحب نے حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور آپ کی علمی ودینی خدمات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان اکابر

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص: ۳۰۔

علماے کرام کی دنیا سے رحلت قربِ قیامت کی علامت میں سے ہے۔ جو خلا ان علما کے انتقال سے ہوتا جا رہا ہے، اس کا پُر ہونا محال نظر آتا ہے۔ حافظ ملت کی ذاتِ گرامی دنیاۓ سنیت کے لیے مینارۂ رشد وہدایت اور نمونۂ عمل تھی۔ آج ہزارہا علما آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے تمام عمر دین وسنیت کی خدمت اور علمِ دین کی اشاعت میں وقف کر دی تھی۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کا قیام ہے۔ [1]

حضرت مولانا قاری مصلح الدین صاحب، مسجد کھوری گارڈن، کراچی

۲/ جون کی رات کو ۱۱/ بجے حضرت استاذی الکریم (حافظ ملت) علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر ملی، جس سے رنج وغم کے بادل چھا گئے، آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ افسوس صد افسوس کہ ہمارے سر سے سرپرست کا سایہ اٹھ گیا، دنیاۓ سنیت میں ایک کہرام مچ گیا۔ آپ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین تھے۔

علم وفضل کا وہ آفتاب جو ۴۵/ برس سے نہ صرف مبارک پور بلکہ سارے ہندستان کو اپنی ضیاباریوں سے منور وفیضیاب کر رہا تھا، غروب ہوگیا۔ ہم دیرینہ خدام وکفش برداران ان کی رحلت سے یتیم ہوگئے۔ [2]

جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مرکزی مجلس رضا، لاہور

حضرت والا کی موت ایک عالَم کی موت ہے۔ ایسے عالم ربانی وحقانی روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ ان کی جدائی سے دنیاۓ سنیت میں جو خلا پیدا ہوا ہے بظاہر اس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ [3]

مولانا عبد الرحیم خان عزیزی، گونڈہ

آہ! اسلام کا عظیم رہنما اور دنیاۓ سنیت کا آفتاب درخشندہ (حافظ ملت) ہمیشہ کے لیے

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص: ۳۲۔

(۲) ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، ستمبر ۱۹۷۶ء۔

(۳) حیات حافظ ملت، ص: ۸۶۸۔

ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔[1]

اراکین آل انڈیا اصلاحی جماعت، کانپور

ان کی ذات (حافظ ملت) ملت اسلامیہ کے لیے ایک روشن ستارہ ہے، جنھوں نے اپنے علم و فضل، خلوص و محبت، جد و جہد اور ایثار کے دریا بہا دیے۔[2]

اراکین مدرسہ حنفیہ، مالیگاؤں

حضور حافظ ملت اپنے وقت کے ایک ولی کامل تھے، علم کے دریا تھے، فن اور حیثیت کے ایک پہاڑ تھے۔ آپ نے قوم کے اوپر جو عظیم احسان فرمایا، وہ ناقابل فراموش ہے۔ آپ کی پوری زندگی درس و تدریس میں تمام ہوئی، یہی وجہ ہے کہ ہندستان کی سرزمین پہ کم و بیش تین ہزار علما آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔[3]

ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ، لاہور (پاکستان)

حضرت العلام، رفیع الشمام، مولانا حافظ الملۃ حافظ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے وصال پُر ملال کی خبر سنتے ہی دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں طلبہ کو رخصت کر دی گئی اور تعزیتی اجلاس منعقد کر کے آپ کی خدمات کو خراجِ تحسین عطا کیا گیا۔ ایصال ثواب میں علما و طلبہ کی کثیر تعداد شامل تھی۔

آپ کا وصال جہاں جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے، وہاں اہلِ سنت و جماعت کے لیے بھی ناقابل تلافی نقصان ہے۔[4]

---

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء۔

(۲) حافظ ملت نمبر، ص: ۴۹۱۔

(۳) ماہنامہ اشرفیہ، مئی و جون ۱۹۷۷ء

(۴) حیات حافظ ملت، ص: ۸۶۵۔

اراکین و اساتذۂ جامعہ حمیدیہ، بنارس

جامعہ میں جیسے ہی یہ خبر موصول ہوئی کہ حضور حافظ ملت، ولیِ کامل، محدث عصر، حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث مرادآبادی اپنے رب تعالیٰ سے جا ملے، ہر ایک پُرغم واندوہ کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا، فوراً ہی مدرسہ بند کر دیا گیا۔ امتحان ہونے ہی جارہا تھا مگر اسے ملتوی کر دیا گیا۔ قرآن خوانی اور فاتحہ کی گئی، ہر ایک نے اپنے قلبی تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب کون ہے، جو اتنے شاگرد تیار کرے؟ اور کس کی ذات ہے جس کی درس گاہ سے اتنے علما تیار ہوئے ہوں ہند و پاک میں آج وہی مسند درس و تدریس پہ سب سے زیادہ فائز نظر آرہے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں محدث بھی ہیں، مفسر بھی، منطقی ہیں فلسفی بھی اور جملہ علوم و فنون کے جامع بھی۔ کون ہے جس نے اتنے مدرسے قائم کیے ہوں اور جس کی زندگی کا کوئی کام خلاف شریعت نظر نہیں آتا۔ کون ہے جس نے اتنی بار درس بخاری دیا ہو اور کون ہے جس کا نورانی چہرہ انتقال کے وقت اتنا روشن و تابناک ہو۔ [۱]

جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور، یوپی

جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت حافظِ ملت علیہ الرحمہ علم و عمل کے آسمان تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے نہ صرف ہندستان بلکہ پورے عالم اسلام میں ایک زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ جامعہ کے نائب شیخ الحدیث مولانا محمد اسلم بستوی صاحب نے اپنی گلوگیر آواز میں کہا کہ حضرت علیہ الرحمہ علم و عمل کے وہ سرچشمہ تھے، جن کے فیضان نے ہزاروں قطروں کو سمندر کا سا فروغ اور ہزاروں ذروں کو پہاڑ کی سی بلندی عطا کی ہے۔ [۲]

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۷۶ء۔
(۲) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص: ۳۰۔

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما، شاخ کلیان

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما، شاخ کلیان کے صدر جناب الحاج مولانا محمد ظفر الدین صاحب خطیب میمن مسجد نے جلسۂ تعزیت کا انتظام کیا۔ حضور حافظ ملت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے شاخ کلیان کے نائب صدر جناب الحاج حافظ محمد مبین صاحب مدرسہ تعلیم القرآن نے کہا کہ حضور حافظ ملت اپنی نیک آرزوؤں اور صالح تمناؤں کی تکمیل کر کے سوئے جناں سدھارے۔ حضرت نے جہاں شاگردوں، مریدوں کا ایک بہت بڑا قافلہ چھوڑا ہے، وہیں اپنی ایک جیتی جاگتی تصویر الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) ملت کے لیے ایک عظیم سرمایہ فراہم کیا ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

بلا شبہ یہ ایسا دینی و ایمانی قلعہ ہے کہ اس کے سایہ تلے افراد ملت اپنے ایمان و عقیدے کی بخوبی حفاظت کر سکتے ہیں۔ ع

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے[1]

(۱) ماہنامہ اشرفیہ، اکتوبر ۱۹۶۹ء، ص: ۳۴۔

حافظ ملت کے نام

از: محمد افروز قادری چریّاکوٹی

آ تجھے آج میں اِک مرد خدا سے ملواؤں
مِثل جس کا بھری دنیا میں نہ کھوجے سے بھی پاؤں

وہ محدث بھی ہے، حافظ بھی، مفسر بھی ہے
وہ معلّم بھی، مدبّر بھی، مناظر بھی ہے

وہ ولی بھی ہے، ولی گر بھی ہے معمار بھی ہے
اہلِ سنت کا وہی قافلہ سالار بھی ہے

مجمعِ علم و عمل، منبعِ انوار ہے وہ
مجلس فقہ و تصوف کا شہر یار ہے وہ

اُس کی تحریر سے غیروں کو پسینہ آجائے
اُس کی تقریر سے بے ڈھنگوں کو جینا آجائے

رد و اِبطال ہے ممتاز حوالہ اُس کا
شخصیت سازی میں کردار نرالا اُس کا

قوم کو اُس نے عطا لاکھوں کیے لعل و گہر
ہر طرف نور فشاں اُس کے ہی ہیں شمس و قمر

دَہر میں مجھ کو بتاؤ تو کوئی ایسی جگہ
کہ جہاں اَبرِ کرم اُس کو نہ اب تک برسا

شرق تا غرب بجا جائے ہے اُس کا ڈنکا
ہو وہ اَفریقہ و ہالینڈ کہ ہو امریکہ

اہلِ سنت و جماعت کی اُسے جاں کہیے
ہاں، اُسے کشتیِ ملت کا نگہباں کہیے

اُس کے اِقوالِ حکیمانہ خدا بھاتے ہیں
جن سے گُم کردۂ رہ، راہِ خدا پاتے ہیں

کام ہے "جامعہ اَشرفیہ" نمایاں اُس کا
قوم نے نام رکھا "حافظِ ملت" اُس کا

اُس کی تربت کو خدا منبع اَنوار کرے
اُس کے بیٹوں کو خدا قافلہ سالار کرے

منقبت

حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ

تذکرہ مصطفیٰ کا کرتے ہیں، سب فدایانِ حافظِ ملت
نعت کی شکل میں زباں پر ہے، خوب احسانِ حافظِ ملت

ہم کو سرکار سے محبت ہے، اور اصحاب سے عقیدت ہے
اہلِ بیتِ نبی سے الفت ہے، اولیاے خدا کی چاہت ہے
ہم ہیں اپنے نبی کے دیوانے اور قربانِ حافظِ ملت

مدحتوں کے چمکتے ساغر میں، گھول رکھی ہے چاشنی دل کی
کوئی نغمہ جو چھیڑتے ہیں ہم، ہم کو کہتے ہیں جان محفل کی
مرتبے مل رہے ہیں سب ہم کو، زیرِ دامانِ حافظِ ملت

جب تلاوت کلامِ باری کی، خوش ادائی کے ساتھ کرتے ہیں
ایسا لگتا ہے رحمتوں کے لب، ہم سے خاموش بات کرتے ہیں
نعت کے زمزمے سناتے ہیں، ہم ثنا خوانِ حافظِ ملت

فیضِ علم و ہنر ملا ہم کو، حافظِ دین اور ملت سے
حافظِ دین اور ملت نے، ہم کو جوڑا ہے اعلیٰ حضرت سے
ہم کو حاصل ہوئے محبت کے، سب یہ سامانِ حافظِ ملت

تذکرہ ہو کسی کا، نام آئے، لازماً چند ایک جملوں میں
گل کی ہر پنکھڑی پہ لکھا ہے، نامِ حافظ مہکتے لفظوں میں
کھل رَہا ہے وَرَق وَرَق دیکھو، روز دیوانِ حافظِ ملت

میں یہ مہتاب کر رہا ہوں دعا، لنگرِ علم و فن چلے ہر دَم
جو زباں چُپ ہے ایک مدّت سے، پاکے ذوقِ سخن چلے ہر دَم
یوں ہی روشن بنائے سینوں کو نورِ ایوانِ حافظِ ملت

کاوش: مہتاب پیامی

محمد طفیل احمد مصباحی

تنظیم ابنائے اشرفیہ

TANZEEMABNA-E-ASHRAFIA
Mubarakpur, Azamgarh, U.P.